یکے از مطبوعات سالانہ المصداق حیدرآباد

روضات

شریعت وطریقت کے موضوع پر ایک اہم فارسی تصنیف
کا اردو ترجمہ مع فارسی متن

تالیف لطیف

منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

مترجم

مولوی ثناءُ اللہ ندوی

باہتمام

شاہ انجم بخاری

مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدرآباد سندھ پاکستان

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

یکے از مطبوعات سالانہ المصداق حیدرآباد

روضات

شریعت وطریقت کے موضوع پر ایک اہم فارسی تصنیف
کا اردو ترجمہ مع فارسی متن

تالیف لطیف

منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

مترجم

مولوی ثناء اللہ ندوی

باہتمام

شاہ انجم بخاری

مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدرآباد سندھ پاکستان

Marfat.com

یکے از مطبوعات

سالانہ **المصداق** حیدرآباد

138526

کتابی سلسلہ نمبر ۷ ☆ ۲۰۰۳ء۔۲۰۰۴ء

نام کتاب : روضات (فارسی)

تالیف لطیف : منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

موضوع کتاب : شریعت و طریقت

اُردو ترجمہ بعنوان : روضۂ روضات

مترجم : مولوی ثناءاللہ ندوی

اشاعت اوّل : ۱۹۶۴ء۔ادارۂ تحقیق و تصنیف کراچی۔

مقدمہ نگار : مفتی انتظام اللہ شہابی

اشاعت ثانی : ماہ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ/مئی ۲۰۰۳ء

ناشر : مجلس شیخ عبدالحق محدث دہلوی حیدرآباد سندھ

ضخامت : ۹۶ صفحات

باہتمام : شاہ انجم بخاری (مدیر منتظم)

پتا برائے رابطہ : ۵۵۶۔امانی شاہ کالونی، یونٹ نمبر ۱۱، لطیف آباد، حیدرآباد (سندھ)

پوسٹ کوڈ: ۷۱۸۰۰، فون نمبر: ۸۶۷۱۲۰

کمپوزنگ : محمد مرتضٰی میو، فون نمبر: ۸۱۰۵۴۶

ہدیہ : دعائے خیر بحق معاونین

نوٹ : بیرونی حضرات بیس (۲۰) روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
حضرت شیخ محدث اور رسالہ روضات (تعارف و چند معروضات) از شاہ انجم بخاری	۹
رسالہ روضات پر ایک نظر از پروفیسر خادم حسین قریشی	۱۷
مقدمہ کتاب از مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی	۲۱
روضات: (اُردو ترجمہ)	۲۵
حمد:	۲۵
نعت:	۲۵
منقبت صحابہ	۲۶
مناجات	۲۶
فصل	۲۶
سبب تالیف کتاب	۲۷
رسالہ کا نام و خصوصیات	۲۷
روضۂ دنیا کی حقیقت	۲۷
دنیا کی ابتداء و انتہا	۲۸
دنیا و طالب دنیا کی مثال	۲۹
ترک دنیا	۲۹
ذریعۂ نجات خدا کی اطاعت ہے	۳۰
طریقت شریعت کی وضاحت ہے	۳۰
کافر و بدعتی کی معرفت تک رسائی نہیں	۳۱
ناکامی کا سبب اطاعتِ رسول میں کمی ہے	۳۱
ایک سوال	۳۲
اتباع کا طریقہ	۳۲

Marfat.com

قصہ فرہاد -- ۳۳
نقال کون ہے -- ۳۴
متابعت رسول اللہ ﷺ -- ۳۴
ظاہر و باطن کی پاکیزگی -- ۳۵
شرع کا ظاہر سے تعلق اور اس کا مطلب۔ ایک مثال -- ۳۵
دوسری مثال -- ۳۶
روضہ۔ قطع تعلقات کا بیان -- ۳۶
طلب و ارادہ کا قطع تعلق -- ۳۷
عشق و محبت میں غیر سے قطع تعلق -- ۳۷
حسنِ حقیقی -- ۳۷
ایک نظم -- ۳۸
قصد و ہمت کا ترک -- ۳۹
علم و معرفت کی رو سے قطع تعلق -- ۳۹
قطع از روئے اضافت و نسبت -- ۳۹
عزم و نیت کا ترک -- ۴۰
قطع از روئے ذکر و اشغال -- ۴۰
قطع از روئے خیال و ذکر -- ۴۰
معائنہ و شہود کی رو سے قطع تعلق -- ۴۱
تحقیق و وجود کی رو سے قطع التعلق -- ۴۱
قطع از روئے اعتماد و التجا -- ۴۱
قطع از روئے خوف و رجا -- ۴۲
ترک از روئے رضا -- ۴۲
نظم۔ مولانا جامی -- ۴۳
تفسیر آیت کریمہ و تبتل الیہ تبتیلا -- ۴۳

Marfat.com

حق کے لیے مخلوق سے وابستگی ---------- ۴۴
حدیث سے اس کی تائید ---------- ۴۴
عشق، کمالِ طاعت کا باعث ہے ---------- ۴۵
آماجگاہ عشق ---------- ۴۶
عشق کی مجبوری ---------- ۴۶
عشق کے بغیر راہ شریعت طے نہیں ہوتی ---------- ۴۶
روضہ۔ شریعت، طریقت وحقیقت ---------- ۴۷
سوال۔ شریعت وطریقت کا فرق کیا ہے؟ ---------- ۴۷
جواب۔ شریعت وطریقت میں نسبت ---------- ۴۷
نسبت مساوات ---------- ۴۷
سوال اور اس کا جواب ---------- ۴۸
طریقت کی تفسیر ---------- ۴۹
پہلی دلیل ---------- ۴۹
دوسری دلیل ---------- ۴۹
تیسری دلیل ---------- ۵۰
چوتھی دلیل ---------- ۵۰
سوال ---------- ۵۰
جواب ---------- ۵۱
کمال شریعت ---------- ۵۱
روضہ۔ شریعت کے مدارج ---------- ۵۲
روضہ۔ ثبوت طریقت ---------- ۵۲
روضہ۔ طریقت سنت رسول ﷺ ہے ---------- ۵۲
متبع سنت ---------- ۵۳
روضہ عقائد شریعت وحقیقت میں فرق نہیں ---------- ۵۴

Marfat.com

عین حق وغیر حق کی بحث ---------- ۵۴
عینیت وغیریت کی مثال ---------- ۵۴
عینیت کے سمجھنے میں غلطی ---------- ۵۵
ذات حق کی تلاش کیوں؟ ---------- ۵۶
جواب ---------- ۵۷
اخفاء حال کا حکم ---------- ۵۸
اخفاء کی قسمیں ---------- ۵۸
وحدت وجود پر سوال ---------- ۵۹
جواب ---------- ۵۹
وجدان ذریعہ علم ہے ---------- ۵۹
سوال کیا احادیث میں یہ مضامین ہیں ---------- ۶۰
بعض احادیث میں یہ مضامین ہیں ---------- ۶۰
بعض احادیث چند صحابہ کو معلوم تھیں ---------- ۶۰
حضرت ابو ہریرہ کی ایک حدیث ---------- ۶۱
اس علم کے اخفا کا سبب ---------- ۶۱
عوام کو باطنی معنیٰ معلوم نہیں ---------- ۶۱
باطنی معنی ظاہر آیات احادیث کے خلاف نہیں ---------- ۶۲
تین مخفی اسرار ---------- ۶۲
اسرار عشق ---------- ۶۲
انوار توحید ---------- ۶۲
اخبار کرم ورحمت ---------- ۶۲
بعض اذکار واشغال کی بحث ---------- ۶۳
خلاف شرع عمل کا حکم ---------- ۶۳
اولیاء کرام کے خلاف شرع اعمال کے متعلق سوال ---------- ۶۳

Marfat.com

شاہ شجاع کرمانی کی حکایت ---------- ۶۴
خلاف شرع اعمال بتانے کا سبب ---------- ۶۴
بے سجادہ رنگین کن کی تفسیر ---------- ۶۴
علماء ظاہر و باطن ہم عقیدہ ہیں ---------- ۶۵
وحدت وجود و تعینات پر سوال اور اس کا جواب ---------- ۶۶
آئینہ کی مثال ---------- ۶۶
روضہ عین ذات کی جلوہ گری ---------- ۶۷
وجود کے بغیر نمود کیوں کر ممکن ہے؟ ---------- ۶۸
روشنی و دشیشہ کی مثال ---------- ۶۸
سالک کا عقیدہ ---------- ۶۹
محالات عقل ---------- ۶۹
روضہ: وحدت وجود اور شریعت ---------- ۷۰
تائیدی آیات ---------- ۷۰
موید احادیث ---------- ۷۰
اجماع ---------- ۷۰
محقق کی قسمیں: صاحب صحو و صاحب سکر ---------- ۷۱
صاحب صحو ---------- ۷۱
صاحب سکر ---------- ۷۲
غلبۂ سکر میں امتیاز نہیں رہتا ---------- ۷۲
نظم اور اس کا ترجمہ ---------- ۷۲
مقام سکر ---------- ۷۳
ایجاد عالم کی غرض ---------- ۷۳
صاحب صحو کی حالت ---------- ۷۴
سلطان العارفین کا مقولہ اور توبہ ---------- ۷۴

Marfat.com

توبہ کا سبب ---------- ۷۴
اظہار واخفا میں غلبۂ حال کا فرق ---------- ۷۵
اقسام ملاحدہ ---------- ۷۵
محققین کی رائے ---------- ۷۶
ملاحدہ کا عقیدۂ وحدتِ وجود ---------- ۷۶
صوفیہ کا وحدتِ وجود ---------- ۷۷
مشرک کی تعریف ---------- ۷۷
روضہ معرفتِ حق ---------- ۷۷
چار عمل ---------- ۷۹
صفتِ تواضع ---------- ۷۹
تکبر بدترین گناہ ہے ---------- ۸۰
آداب ---------- ۸۰
اولیاء وعلماء کی عزت ---------- ۸۰
بے ادبی ابوجہل وابولہب کا طریقہ ہے ---------- ۸۱
رسالہ روضات کے فارسی متن کا عکس ---------- ۸۲
فہرستِ آیاتِ قرآنی ---------- ۹۵

حرفِ تشکر

''روضات'' کی تحقیق واشاعت کے سلسلے میں ہم اپنے سرپرست وکرم فرما جناب صاحب زادہ محمد فرحین الدین حقی (لاہور) اور جناب محمد ناظر الدین حقی (کراچی) کے مالی تعاون کے شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کے تعاون کو قبول فرمائے اور انھیں دنیا وآخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے، آمین۔ اُمید کی جاتی ہے کہ خانوادۂ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے یہ چشم وچراغ مجلس ہذا سے آئندہ بھی اسی طرح تعاون فرماتے رہیں گے۔

احقر شاہ انجم بخاری عفی عنہ

بانی وخادم مجلس شیخ عبدالحق دہلوی حیدرآباد، سندھ، پاکستان۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور رسالہ روضات

(تعارف و چند معروضات)

(۱)

بسم اللّٰہ الرحمن الرّحیم۔ والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ الکریم

حضرت شیخ عبدالحق مُحدّث دہلوی قدس سرّہٗ العزیز (۹۵۸ھ۔۱۰۵۲ھ) عہدِ اکبری کے مشہور و معروف عالمِ ربانی اور ولیِ لاثانی تھے۔ آپ کی علمی و دینی خدمات سے اہلِ علم بخوبی واقف ہیں۔ مذکور الصدر عنوان کے مطابق اس مضمون کے دو حصّے ہیں۔ پہلے عامۃ النّاس کی آگاہی و تعارف نیز حصول برکت کے لیے یہاں چند کلمات خیر درج کیے جاتے ہیں۔ جب کہ دوسرا حصّہ رسالہ روضات کے سلسلے میں چند معروضات پر مشتمل ہے۔

ہندوستان کی تاریخ، بالخصوص عہدِ اکبری پر نظر رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان کی مذہبی فضا کس قدر مکدّر ہو چکی تھی، ہر طرف بدعات اور الحاد، کا بازار گرم تھا۔ دین الٰہی کا اجراً (۹۸۹ھ) ہو چکا تھا۔ جس سے دل برداشتہ ہو کر شیخ محقق علیہ الرحمہ نے حجاز مقدّس (۹۹۶ھ) میں مستقل قیام کا فیصلہ کیا۔ یہاں رہ کر اس زمانے کے مشاہیر محدّثین اور صوفیہ سے آپ نے بھرپور علمی و

Marfat.com

روحانی استفادہ کیا، نیز علمِ حدیث کی تحصیل کی۔ ان اساتذہ اور صوفیہ کا تفصیلی تذکرہ ''زادالمتقین'' ۱☆ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ تعلیم وتربیت کے بعد آپ متعدد غیبی اشاروں نیز اپنے شیخ ومربی شیخ عبدالوہاب متقی علیہ الرحمہ کے حکم پر وطن واپس آئے (۱۰۰۰ھ) اور دہلی (شمالی ہند) میں ''مسند درس وارشاد'' بچھائی۔ یہاں آپ نے ہزاروں طالبانِ علوم مصطفیٰ ﷺ کو فیض یاب کیا۔

جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے شمالی ہندوستان میں اس مردِ حق آگاہ کی دینی خدمات کو اُجاگر کرتے ہوئے جو تجزیہ پیش کیا ہے، جی چاہتا ہے، اُسے ہدیۂ قارئین کروں، آپ لکھتے ہیں کہ:

''شمالی ہندوستان میں اس زمانے میں یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت وسنّت کی آواز بلند ہوئی۔ اس مدرسے کا نصاب تعلیم دوسری درس گاہوں سے بالکل مختلف تھا۔ یہاں قرآن و حدیث کو تمام علوم دینی کا مرکزی نقطہ قرار دے کر تعلیم دی جاتی تھی ... درس وتدریس کا یہ ہنگامہ شیخ محدّث علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک برپا رکھا ... شیخ محدّث کا یہ دارالعلوم اُس طوفانی دور میں شریعت اسلام اور سنّتِ نبوی ﷺ کی سب سے بڑی پشت پناہ تھا۔ مذہبی گمراہیوں کے بادل چاروں طرف منڈلائے، مخالف طاقتیں بار بار اس دارالعلوم کے بام و در سے آکر ٹکرائیں، لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش پیدا نہ ہوئی۔ اُن کے عزم واستقلال نے وہ کام انجام دیا جو اُن حالات میں ناممکن نظر آتا تھا:

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ ہُشیار جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

(حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۲۳۔۱۲۲)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے متعدد روحانی سلاسل سے فیض پایا ہے۔ آپ کو قادریہ، چشتیہ، شاذلیہ، مدنیہ اور نقشبندیہ میں بھی بیعت واجازت حاصل تھی مگر آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے جو قلبی وابستگی تھی اس کا حال تو سبھی کو معلوم ہے۔

۱☆ ''زادالمتقین فی سلوک طریق الیقین'' از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اُردو ترجمہ کراچی سے شائع ہوگیا ہے۔ اس کے مترجم مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی ہیں۔ یہ کتاب الرحیم اکیڈمی اے/۱۷ اعظم نگر پوسٹ آفس، لیاقت آباد کراچی سے =/۱۵۰ روپے میں مل سکتی ہے۔ ش الف۔

Marfat.com

دہلی میں اس وقت (قیام خواجہ علیہ الرحمہ ۱۰۰۶ھ تا ۱۰۱۲ھ) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرۂ العزیز (۹۷۱/۷/۲ھ۔۱۰۱۲ھ) کی مسند ارشاد مرجع خلائق تھی۔ محمد صادق ہمدانی نے ''کلمات الصادقین'' میں لکھا ہے کہ شیخ محدث نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اشارے پر حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تھی''۔ (بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۳۴)۔ چنانچہ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہ کر اس طریقۂ عالیہ کے وظائف کی مشق اختیار کی۔ اس دوران حضرت مجدّد الف ثانی (۹۷۱ھ۔۱۰۳۴ھ) بھی حضرت خواجہ کے مرید اور شیخ محقق کے پیر بھائی بنے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے ان دونوں تربیت یافتہ شہ بازوں نے ظلمات اکبر کے خلاف اپنے اپنے انداز سے جہاد کا آغاز کیا اور بالآخر کامیاب ہوئے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمہ کو ایک کثیر التصانیف مُصنّف، مؤلف، مُرتّب، محقق، محدّث، عالم باعمل، صوفیِ باصفا، عاشقِ مصطفیٰ ﷺ اور ولی دائم الحضوری کی حیثیت سے عالمِ اسلام میں شہرت دوام حاصل ہے۔

آپ کی ایمان افروز کتب حقّہ میں، مدارج النبوۃ، اشعۃ اللمعات، اخبار الاخیار، زادالمتقین، جذب القلوب، مرج البحرین، تکمیل الایمان، شرح سفر السعادۃ، شرح فتوح الغیب، تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوّف، تائید مذہب النعمان، رسالہ نوریہ سلطانیہ، ماثبت من السنۃ اور المکاتیب والرسائل کو تو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

آپ کی تصانیف کی فہرست بڑی طویل ہے۔ جناب پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اپنی مشہور تالیف ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی'' میں ساٹھ کتابوں کی فہرست مرتّب کی ہے۔ ان میں سے امتداد زمانہ کی دست برد سے جو کتابیں بچ رہی ہیں اور جن کے مخطوطات پاک و ہند کے کتاب خانوں میں آج بھی پائے جاتے ہیں کم از کم انھیں تو محفوظ کر کے لائق استفادہ بنایا جاسکتا ہے۔ یہ محکمۂ اوقاف کے ساتھ ساتھ اہلِ ثروت اور اہلِ علم کا بھی اوّلین فرض ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور اس عظیم علمی ورثے کو ضائع ہونے سے بچائیں۔

Marfat.com

(۲)

شریعت وطریقت کے موضوع پر حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ سے منسوب ایک فارسی رسالہ ''روضات'' بھی سامنے آیا ہے۔ اس کا ایک خطی نسخہ ڈاکٹر ایوب قادری کے کتاب خانے میں موجود تھا۔ جسے کراچی کے ادارۂ تحقیق وتصنیف نے ۱۹۶۴ء میں پہلی بار اُردو ترجمے کے ساتھ ۲۳x۳۶/۱۶ کے سائز پر شائع کیا۔ اُردو ترجمہ مولوی ثناء اللہ ندوی کا کردہ ہے۔ آپ نے ترجمے کے علاوہ اس کے عنوانات بھی قائم کیے ہیں جس سے ایک ہی نظر میں کتاب کے مشمولات کا تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آیات قرآنیہ کی تخریج، مفصل فہرست عنوانات اور بعض حواشی کے اہتمام سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

اس کتاب پر جناب مفتی انتظام اللہ شہابی نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔ اپنے مقدمے میں موصوف نے ''اندازِ تحریر اور داخلی شہادت'' کی بناء پر اسے حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

حالانکہ اندازِ تحریر اور شہادت کلام ہی کی بناء پر اس کا حضرت شیخ محدّث سے انتساب محلِ نظر معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں خارجی شواہد سے بھی مفتی صاحب کے دعوے کی تائید نہیں ہوتی۔

راقم الحروف نے اس گتھی کو سُلجھانے کے لیے ملک کے معروف اہلِ علم ۱☆ سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب تو اکثر علمائے کرام اور اسکالر حضرات کی نظر ہی سے نہیں گزری۔

۱☆ جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (حیدر آباد)

جناب ڈاکٹر مسعود احمد (کراچی)

جناب پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی (لاہور)

جناب علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی (اسلام آباد)

جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی (ساہن پال شریف)

جناب ڈاکٹر سفیر اختر (اسلام آباد)

جناب صاحبزادہ سیّد محمد زین العابدین شاہ راشدی (کراچی)

جناب پروفیسر خادم حسین قریشی (حیدر آباد)

Marfat.com

ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب ڈاکٹر خضر نوشاہی اور پروفیسر خادم حسین قریشی کی رائے کے مطابق اسے مکرر شائع کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مجلس ہذا کے دیگر محترم احباب کے مشوروں کے پیشِ نظر بھی یہی طے پایا کہ اس رسالے کو مکرر شائع کیا جائے تاکہ اہلِ علم اس کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ لے سکیں۔ سو اس غرض سے ''روضات'' کا اُردو ترجمہ مع فارسی متن اہلِ علم کی نذر کیا جارہا ہے۔ زیرِ نظر اشاعت میں اُردو ترجمے کی ازسرِ نو مشینی کتابت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

اُمید ہے کہ ہماری مندرجہ ذیل معروضات کے پیشِ نظر محققین حضرات اس کتاب کا تحقیقی مطالعہ کریں گے اور اپنی وقیع رائے سے ہمیں ضرور مطلع فرمائیں گے۔

اب احقر ''روضات'' کے سلسلے میں چند معروضات نکات وار بیان کرنے کی جسارت کرتا ہے:

- حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کی کسی فہرستِ تصانیف میں اس رسالے کا تذکرہ نہیں ہے۔
- حضرت شیخ محدث کے سوانح نگاروں [مثلاً مفتی برکت اللہ ھگی مؤلف مرأۃ الحقائق۔ سیّد محمد قادری مؤلف تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اور پروفیسر خلیق احمد نظامی مؤلف حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی] نے اپنی تالیفات میں اس رسالے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی اطلاع نہیں دی ہے۔
- زیرِ بحث رسالے کا کوئی دوسرا خطی نسخہ بھی (کم از کم ہماری محدود معلومات کے مطابق) اب تک دریافت نہیں ہوسکا۔
- زیرِ نظر رسالہ ۱۲۵۷ھ کا مخطوطہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دور حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کے زمانے (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) سے بہت بعد کا ہے۔
- اس رسالے کے بارے میں اب تک کوئی ہم عصر شہادت بھی دستیاب نہیں ہوسکی۔
- حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات کے آغاز یا اختتام پر بالعموم آپ کا نام نامی اسمِ گرامی ضرور ہوتا ہے بہ استثنائے چند مثلاً ''شرح فتوح الغیب'' اور ''رسالہ نوریہ سلطانیہ'' کے۔ حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ نے ''شرح فتوح الغیب'' کے آغاز میں اپنا نام اس لیے نہیں لکھا کہ وہ اسے خلاف ادب سمجھتے تھے جیسا کہ خود آپ نے تحریر بھی کیا ہے۔ اور ''رسالہ نوریہ سلطانیہ''

Marfat.com

میں اس لیے اپنا نام نہیں لکھا کہ بادشاہ اسے پسند نہیں کرتے تھے کہ جو کتاب ان کو مخاطب کر کے لکھی جائے اس کے آغاز میں مُصنّف اپنا نام تحریر کرے۔

❑ کتاب کا اسلوب ہی جناب مفتی انتظام اللہ شہابی کے دعوے کی نفی کرتا ہے۔ جیسا کہ شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کی بحث کے دوران ''روضات'' میں اختیار کیا گیا ہے۔ یہ طرز نگارش شیخ صاحب کا نہیں ہے۔ اس بات کا ثبوت تصوّف کے موضوع پر ان کی مشہور کتابوں مثلاً ''مرج البحرین فی الجمع بین الطریقین'' اور ''تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوّف'' کے تقابلی موازنے سے بھی مل جاتا ہے۔

❑ حضرت شیخ محقق و محدث علیہ الرحمہ کے حجاز مقدس تشریف لے جانے سے قبل کی فہرست کتب پر نظر ڈالی جائے تو اس میں ''روضات'' کا کہیں ذکر نہیں ملے گا اور حجاز مقدس سے واپسی کے بعد خود آپ کی مرتبہ فہرست کتب، بعنوان ''تالیف قلب الالیف بذکر فہرس التوالیف'' جو مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۰۹ھ میں شائع ہو چکی ہے (بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۲۰۲) میں بھی اس کتاب کا ذکر نہیں ہے۔

کتاب کے بعض مباحث تو ایسے ہیں جن پر گفتگو کرنے سے آپ کے شیخ و مربی حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قدس سرہٗ نے سختی سے منع فرمایا تھا مثلاً وحدۃ الوجود، تجدّد امثال، اعیان ثابتہ اور تنزلات ستہّ وغیرہ، اس لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ ان مسائل پر گفتگو فرماتے جب کہ ''روضات'' میں ان مسائل پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

❑ حضرت شیخ محدث نے اپنی تصنیفات میں جا بجا بر محل اشعار کا استعمال کیا ہے جو زیادہ تر آپ ہی کی فکر عالی کا نتیجہ ہوتے ہیں کیوں کہ آپ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے علاوہ ازیں ان اشعار میں کوئی نہ کوئی ایسا شعر بھی نظر آجاتا ہے جس میں آپ کا تخلص ''حقی'' کا استعمال کیا گیا ہو۔ لیکن ''روضات'' میں کہیں بھی آپ کے تخلص ''حقی'' کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی جا بجا اشعار درج ہیں مگر وہ دیگر شعراء مثلاً حافظؔ، جامیؔ وغیرہم کا کلام ہے چونکہ کئی مقام پر شاعر کا نام نہیں دیا گیا لہٰذا شاعر کے بارے میں یقین سے کہنا مشکل ہے۔

❑ اس کتاب میں بعض اقوال صوفیہ کو بطور احادیث پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ حضرت شیخ

Marfat.com

محقق علیہ الرحمہ ایسا صاحب النظر محدث ہرگز ایسا نہیں کرسکتا۔

اگر ہم حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کے طریقۂ تحقیق و تالیف پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ زیر تحقیق مسئلے کے بارے میں تمام مشہور احادیث و روایات کو زیر بحث لاتے ہیں۔ راویان حدیث اور ان کی اسناد پر مشاہیر محدثین کی رائیں پیش کرتے ہیں اور پھر آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن اس رسالے میں کہیں ایسا نظر نہیں آتا۔

☐ رسالے کے شروع میں یا آخر میں کہیں بھی مصنف کا نام درج نہیں ہے۔ صرف کاتب نے آخر میں شیخ محدث کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''بحمد للہ علیٰ نعماءٗ و احسانہ و(ن) علی رسولہ محمد والہ واصحابہ کہ نسخہ اوصاف من تصانیف عارف کامل عالم باعمل شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بخط ناقص بندہ عبدالحسین مودودی بروز پنجشنبہ تاریخ نوزدہم شہر ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ بعرصۂ اختتام رسید۔ نقل را کتابت زبدہ صلحائے اہان عمرہ (۰۰۰ن) والاشان محمد وارث علی خاں۔ بہادر اعلی اللہ۔''

کاتب روضات نے خدا جانے دانستہ یا نادانستہ یہ غلطی بھی کی ہے کہ اپنے پیش نظر نسخے کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے، جس سے ماخذی نسخے کا پتا مل سکتا تھا۔ کاتب کی اسی عبارت کو جناب مفتی انتظام اللہ شہابی نے اپنے مندرجہ ذیل دعوے کی بنیاد بنایا ہے۔

> ''انداز تحریر اور داخلی شہادتوں کی بناء پر اس رسالے کو حضرت شیخ کی تصانیف میں شمار کرنا چاہیے''۔

لیکن اس ضمن میں انھوں نے کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جو ان کے دعوے کی دلیل بن سکے۔ کتاب کے مشمولات کا بہ لحاظ صحت تجزیہ کرنا ایک علاحدہ اور مستقل مضمون کا متقاضی ہے۔ لیکن سردست سوال یہ ہے کہ کہیں اس کے انتساب میں غلطی تو نہیں ہوئی؟

☐ کہیں روضات کے مصنف کوئی اور عبدالحق تو نہیں؟ جیسا کہ ایک عبدالحق کا ذکر تو خود حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں یوں کیا ہے:

''امام عبدالحق اکابر آئمہ حدیث میں سے ایک فرد ہیں انھوں نے اپنی کتاب احکام صغریٰ،

Marfat.com

میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔۰۰۰ الخ (☆۱)

اپنے اسی خیال کے پیشِ نظر ہم نے میر غلام علی آزاد بلگرامی کے تذکرہ علماء وصوفیائے پاک و ہند یعنی "مآثر الکرام" کو کھنگال ڈالا مگر "روضات" اور اس کے مُصنّف کا پتا نہیں مل سکا۔ اسی جستجو میں ہم نے نزہتہ الخواطر کی بھی تین جلدیں (۵، ۶ اور ۷) دیکھ ڈالیں، جو گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے ہندوستانی علماً وفضلاء کے تذکرے پر مشتمل ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے مقصد میں یہاں بھی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ صرف ساتویں جلد، جو تیرہویں صدی ہجری کے علماً سے متعلق ہے، میں مندرجہ ذیل چار عبدالحق نام کے علماء اور ان کی تصنیفات وتالیفات کا تذکرہ ملتا ہے:

۱۔ الشیخ عبدالحق الطوکی۔ (الفقیہہ الحنفیۃ)
۲۔ الشیخ عبدالحق رام پوری۔ (ایضا)
۳۔ الشیخ عبدالحق بناری محدث مجتہد (غیر مقلد)
۴۔ مولانا عبدالحق گوپاموی معروف فاضل (☆۲)

لیکن "روضات" کا ذکر کسی عبدالحق کی فہرستِ تصنیفات وتالیفات میں نہیں ہے۔ مختصراً یہ کہ اس کوشش ناتمام کے ذریعے ہم نے اپنے جن معروضات کے اظہار کی جسارت کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ "روضات" کے اصل مُصنّف کا علم ہو سکے اور اس تصنیف کو اس کا حقیقی مُصنّف مل سکے۔ اس طرح حضرت شیخ محدث علیہ الرحمہ کے مُحقّق علمی اور دینی نظریات کے سلسلے میں کسی متوقع خلطِ مبحث سے بھی بچا جا سکتا ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ اہلِ تحقیق اس ہیچمدان کی ان چند بے ترتیب معروضات کو لائق اعتنا سمجھتے ہوئے ضرور توجہ فرمائیں گے۔

مغفرت رب اور شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا اُمیدوار

احقر: شاہ انجم بخاری عفی عنہ،

☆۱ مدراج النبوۃ، جلد دوم، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم: مولانا عبدالمصطفیٰ محمد اشرف نقشبندی، مکتبۂ اسلامیہ لاہور، سنہ ندارد۔ ص ۷۱۹۔

☆۲ "نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر" (عربی) از عبدالحیٔ ندوی، القرن الثالث عشر، طبع اول، حیدرآباد دکن، ۱۹۵۹ء، ص ۲۳۹ تا ۲۔۔۔

Marfat.com

پروفیسر خادم حسین قریشی

رسالہ روضات پر ایک نظر

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے منسوب رسالہ ''روضات'' کو شایع کرنے سے پہلے، مجلس کی طرف سے اس کی نقول چند ماہرین کے ملاحظہ کے لیے پیش کی گئیں۔ راقم نے بھی کتاب کا تفصیلاً جائزہ لیا، راقم الحروف کو متعدد داخلی شواہد کی بنا پر شیخ صاحب سے اس کتاب کا انتساب مشکوک نظر آتا ہے، کیونکہ اس کے مندرجات کا اسلوب بیان شیخ صاحب کے طرز نگارش سے مختلف دکھائی دیتا ہے۔ (اس کی تفصیلات پروفیسر شاہ انجم بخاری صاحب کے پیش کردہ معروضات میں دیکھیں)۔ راقم کے لیے سب سے زیادہ چونکا دینے والی بات یہ تھی کہ احادیث نقل کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا اور اقوال صوفیہ اور موضوع احادیث کو مستند احادیث کے زمرے میں داخل کر کے ان کو بلا جرح و تعدیل بے دھڑک قول رسول اللہ ﷺ کہہ کر پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ شیخ صاحب کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ وہ روایات نقل کرنے میں حد درجہ محتاط واقع ہوئے ہیں اور ان کی تصانیف شاہد ہیں کہ وہ موضوع روایت بلا جرح کے نقل نہیں کرتے اور ضعیف روایت نقل کرتے

Marfat.com

وقت اس کا صحیح وسقم اور جرح وتعدیل ضرور بیان کرتے ہیں۔ اس لیے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ شیخ صاحب ایسے محدث، موضوع روایت سے واقف نہ ہوں اور موضوع روایات کو مستند بتائیں اور اقوال صوفیہ کو حدیث بنا کر بیان کریں۔ اس عقدے کو حل کرنے کے لیے کتاب میں موجود احادیث کو جانچا گیا تو معلوم ہوا کہ سوائے چند کے اکثر احادیث یا تو ضعیف ہیں یا موضوع۔ اس ضمن میں چند معروضات پیشِ خدمت ہیں:

صاحب ''روضات'' کا دعویٰ ہے کہ:

''وآنچہ درین رسالہ درج نمودہ شد بے سندے از آیت یا حدیث یا قول مشائخ نیست (ص۔۲۰)''۔

اوّل تو اس قسم کا دعویٰ شیخ صاحب جیسے متواضع اہلِ علم نے کبھی نہیں کیا اور دوسرا یہ کہ یہ دعویٰ بوجوہ محلِ نظر ہے۔ کیونکہ رسالے میں نہ صرف ضعیف روایات موجود ہیں بلکہ اس میں بعض موضوع روایات بھی درج ہیں۔ مثلاً جیسے حدیثؑ:

"من تشبه بقومٍ فهو منهم" (ص۔۶۱)

اس حدیث کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔ علامہ طاہر پٹنی ''تذکرۃ الموضوعات'' میں لکھتے ہیں کہ:

"سنده ضعيف ... فيه حفص بن سالم مكذب دجال" (ص۔۱۹۳)

یعنی اس کی سند ضعیف ہے اور اس کی سند میں حفص بن سالم جیسا مانا ہوا جھوٹا دجال موجود ہے۔ اب یہ کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ شیخ صاحب اس روایت کے ضعف سے ناواقف تھے لہٰذا انھوں نے اس کو مستند روایت کے طور پر بیان کر دیا ہو۔ اسی طرح ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

'حدیث نبوی ﷺ کہ "رأيتُ ربّي في ليلة المعراج امرد شابّ" (ص۴۵)

(میں نے اپنے ربّ کو معراج کی رات بے ریش نوجوان کے روپ میں دیکھا)۔

اصل میں یہ روایت اس طرح ہے کہ "رایت ربی فی صورۃ شابّ امرد"۔ اس کے بارے میں ملا علی قاری ''الموضوعات الکبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ:

"أن حديث ... دائر على ألسنة عوام الصوفيه وهو موضوع مفترى

Marfat.com

علی رسول اللہ ﷺ (ص۔۱۲۶)''۔

(یہ حدیث عامی صوفیہ میں زبان زدعام ہے اور یہ بات من گھڑت اور رسول اللہ ﷺ پر تہمت لگانے والی ہے)

اسی طرح ایک اور مقام پر ایک مجہول روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ترك الدنيا رأس كل عبادة وحب الدنيا رأس كل خطيئة (ص۔۲۲)''

اس ہیئت پر یہ حدیث کہیں بھی نہیں ملتی بلکہ اس کا نصف آخر "حب الدنيا رأس كل خطيئة" حدیث کے طور پر کتب احادیث میں موجود ہے اس کے بارے میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"قال بعضهم موضوع و منهم ابن تيميه حيث جزم بأنه من قول جندب البجلّی ۔۔۔ وهو عند ابی نعيم فی ترجمة سفيان الثوری من "الحليه" من قول عيسیٰ عليه السلام، وعند ابن ابی الدنيا فی "مكايدالشيطان" له من قول مالك بن دينار (من۱۰۸۔۱۰۹)

یعنی "بعض لوگوں نے اس کو من گھڑت کہا ہے اور ابن تیمیہ بھی ان میں شامل ہیں۔اس کو ہر جگہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سمجھا گیا ہے اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت سفیان ثوری کے ذکر کے دوران اس قول کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہا ہے۔ابن ابی الدنیا نے ''مکاید الشیطان'' نامی کتاب میں اس کو حضرت مالک بن دینار کا قول کہا ہے''۔اصل میں اس حدیث کو امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں۔بسند حسن حضرت حسن بصری سے مرسلاً نقل کیا ہے اور دیلمی نے اپنی مسند میں بغیر اسناد کے اسے حدیثِ حضرت علی بن ابی طالب کے طور پر نقل کیا ہے۔بات دراصل یہ ہے کہ مرسل روایت جمہور کے نزدیک حجت ہے اگر اس کی سند صحیح ہو،اور اگر اسناد کی تصریح نہ ہو تو وہ روایت بیشک موضوع ہے۔راقم یہ سمجھتا ہے کہ حضرت شیخ جیسے محدث اس کو بلا سند اور غلط ہیئت پر ہرگز بیان نہیں کرتے اور اگر کرتے تو اس کا صحیح و سقم اور جرح ضرور بیان کرتے جیسا کہ ان کا طریقہ ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ایک مشہور قول صوفیہ "موتوا قبل ان تموتوا" کو حدیث بنا

Marfat.com

کر پیش کیا ہے (ص۔۳۱) اس قول کے بارے میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قلت: العسقلانی انه غیر ثابت ... قلت هو من کلام الصوفیه (ص۲۶۴)۔

بات اگر اس حد تک بھی رہتی تو شاید قابلِ برداشت ہوتی اور شک کا فائدہ مصنف کو دیا جا سکتا تھا، مگر اب جس قول کا ذکر راقم کرنے جا رہا ہے اور جسے صاحب ''روضات'' نے قول رسول اللہ ﷺ کہہ کر پیش کیا ہے۔ وہ بلحاظ درایت ہرگز اس قابل نہیں کہ حضرت محدث دہلوی ایسے بلند پایہ عالم ربانی اسے حدیث رسول کے طور پر بیان کرتے۔ وہ لکھتے ہیں:

''حضرت سرور ﷺ فرمود کہ:

الشریعة اقوالی و الطریقة افعالی و الحقیقة احوالی (ص۔۳۶)''۔

یہ قول اپنی شہادت خود دے رہا ہے کہ وہ کسی طرح بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے۔ کیوں کہ عہدِ رسول وصحابہ وتابعین میں حضور ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور احوال صرف شریعت ہی کے ضمن میں سمجھے جاتے تھے نہ تو شریعت وطریقت کا فرق تھا اور نہ ہی طریقت وحقیقت کی اصطلاحات موجود تھیں یہ شریعت، طریقت اور حقیقت کی درجہ بندی صوفیہ نے کی ہے ان کا خیر القرون میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔

ان معروضات کی روشنی میں جب کتاب کو پرکھا جاتا ہے تو ایک طرف مصنف کا یہ دعویٰ صحیح نظر نہیں آتا، جس میں انھوں نے مستند احادیث نقل کرنے کی بات کی ہے، تو دوسری طرف ان دلائل کے پیشِ نظر، حضرت شیخ محدث دہلوی سے اس کتاب کی نسبت مشکوک قرار پاتی ہے۔

بہرحال کتاب چونکہ حضرت شیخ محدث دہلوی سے منسوب ہے اور تا حال اس کا صرف ایک ہی مخطوطہ دستیاب ہوا ہے اس لیے راقم، پروفیسر شاہ انجم بخاری صاحب کی رائے سے متفق ہے کہ اس کو مزید تحقیق اور حقیقت سے آگاہی کے لیے بعض توضیحات وتحفظات کے ساتھ شایع کیا جائے، تا کہ اس کتاب کا اصل مصنف سامنے آسکے۔ کیوں کہ یہ مجلس کی ذمہ داری ہے کہ شیخ صاحب سے منسوب تصانیف وتالیفات کی جانچ پڑتال کرے اور اصل حقائق سے لوگوں کو آگاہ کرے۔

کتابیات: الموضوعات الکبریٰ (عربی) از ملا علی قاری۔ تذکرۃ الموضوعات (عربی) از محمد طاہر بن علی آلہندی الفتنی۔ رسالہ روضات (فارسی۔اُردو) منسوب بہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

Marfat.com

مقدمہ

از جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی اکبرآبادی

مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں دینی اُفق پر جس قدر تیرگی چھائی اتنے ہی زیادہ روشن ستارے اس اُفق پر نمودار ہوئے، یہ وہ انجم درخشاں تھے جن کی تابانی وضوفشانی سے آج بھی دل کی دنیا منور ہے، ان کواکب علم وعرفان میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کی ذات گرامی تو نیر اعظم کی حیثیت رکھتی ہے، ان کے بعد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا درجہ ہے جو علوم و معارف کے مہ کامل تھے، آپ نے اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے دور میں جو گرانقدر علمی خدمات انجام دیں وہ محتاج بیان نہیں، آج بھی آپ کی کئی کتابیں علماء اور صوفیہ میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق، سلیم شاہ سوری کے دور حکومت میں ۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے اور ایک طویل عمر پاکر اور تین مغل شہنشاہوں کے زمانہ میں علم اور عرفان کی روشنی برصغیر کے مختلف گوشوں میں پھیلا کر شاہجہاں کے سولہوں سال جلوس میں ۲۸۔۲۹ / جون ۱۶۴۲ء کی درمیانی شب میں فوت

Marfat.com

ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سیف الدین تھا، وہ قادری سلسلہ میں منسلک اور نظریہ وحدت الوجود پر اعتقاد رکھنے والوں میں سے تھے، اس کے ساتھ ساتھ ان کو علوم ظاہری میں بھی تبحر حاصل تھا۔ حضرت شیخ کی تعلیم وتربیت ان ہی بزرگ باپ کی نگرانی میں ہوئی، شروع ہی سے آپ علم کے اس درجہ شیدائی تھے کہ والد کے منع کرنے کے باوجود آدھی، آدھی رات تک مطالعہ کتب میں لگے رہتے تھے اور لہو ولعب میں اپنے وقت عزیز کو ضایع نہیں کرتے تھے۔

حضرت شیخ نے ۲۰۔۲۲ سال کی عمر تک تحصیل علم دہلی میں رہ کر کی، بعدہٗ فتحپور سیکری تشریف لے گئے اور وہاں کئی علماء وصلحا سے فیضیاب ہوئے، وہیں کے قیام میں قرآنِ مجید حفظ کیا۔ ۱۵۸۷ء میں حرمین شریفین گئے اور وہاں شیخ عبدالوہاب متقی سے اکتساب فیض کیا۔

علوم باطنی میں آپ پر متضاد اثرات پڑے، باپ سے وحدۃ الوجود کا نظریہ ملا، شیخ عبدالوہاب متقی سے وہ سلوک حاصل کیا جو شریعت کا کلیتاً تابع تھا، بعدہٗ حضرت باقی باللہؒ کی صحبت میں رہ کر نقش بندی مسلک سے متاثر ہوئے، ان مختلف اثرات کا نتیجہ تھا کہ حضرت شیخ کے مسلک میں بڑی حد تک اعتدال وتوازن کی کیفیت پیدا ہوگئی، اور یہی اثرات آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ دوسروں تک پہنچائے۔

زمانہ طالب علمی ہی سے حضرت شیخ کا میلان طبع تصنیف وتالیف کی جانب تھا، چنانچہ آپ کی مشہور کتاب ''اخبار الاخیار'' جو برصغیر کے اولیاء کا ایک مستند تذکرہ ہے، طالب علمی کے زمانہ میں لکھی گئی تھی۔ اس کے علاوہ کتاب الصالحین اور ایک دو رسالے بعض اور موضوعات پر بھی اسی زمانہ میں ترتیب دیئے گئے تھے۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تصنیف وتالیف کے کام کو نہایت باقاعدگی سے انجام دینا شروع کیا، اور آخر تک اس شغل کو جاری رکھا، آپ کی چھوٹی بڑی تمام تصانیف کی تعداد سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے، ان میں اخبار الاخیار کے علاوہ دیگر اہم تصانیف لمعات فی شرح مشکوۃ (عربی) اور اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ (فارسی) علم حدیث سے متعلق، مدارج النبوۃ سیرۃ الرسول کے موضوع پر، جذب القلوب فی دیار المحبوب مدینہ کے تاریخی حالات کے بارے میں شرح فتوح الغیب حضرت غوث اعظم کے ارشادات کی توضیح وتشریح میں اور زاد المتقین الی طریق

13856

Marfat.com

الیقین ان شیوخ واساتذہ کے حالات پر مشتمل ہے، جن شیوخ واساتذہ سے حضرت شیخ سفر حجاز کے دوران فیضیاب ہوئے تھے، آپ کی بہت سی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ بعض کے ترجمے اُردو زبان میں بھی ہو گئے ہیں، مثلاً: اخبار الاخیار کا ترجمہ، انوار صوفیہ اور جذب القلوب فی دیار المحبوب کا تاریخ مدینہ کے نام سے ہوا ہے۔

اب بھی بعض کتابیں ایسی ہیں جو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئیں، حالانکہ اُن کی افادیت و اہمیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ ان ہی میں ایک رسالہ روضات ہے جو اس وقت ادارۂ تحقیق و تصنیف کی جانب سے فارسی متن مع اُردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے، اس رسالہ کا موضوع شریعت وطریقت ہے۔ حضرت شیخ نے ان دونوں چیزوں پر سیر حاصل بحث کی ہے اور ان کے ربط باہمی کو واضح کیا ہے۔ یہ موضوع اس لیے اور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں کو چھوڑ کر ہر زمانہ میں اس میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے اور اس لیے بہت سے خام کار جادہ اعتدال سے بھٹک کر یا تو زندقہ میں مبتلا ہو گئے یا صرف صورت ظاہر کو اپنا کر باطنی احوال کو برابر نظر انداز کرتے رہے جس کی وجہ سے اپنے اندر روحانیت اور حسن اخلاق نہ پیدا کر سکے، یوں تو اور بھی بزرگوں نے اس موضوع پر لکھا ہے تاہم حضرت شیخ نے جس انداز سے اس کو پیش کیا ہے اس کی وجہ سے یہ بحث بے حد مؤثر ہو گئی ہے۔

اس رسالہ کو حضرت شیخ کی تصانیف میں شمار کرنے کے لیے داخلی شہادتیں موجود ہیں۔ اس کا انداز نگارش اور مضمون کا رنگ ڈھنگ ہی بتا رہا ہے کہ یہ اسی ولی کامل اور عالم باعمل کے قلم کی تراوش ہے۔

اس کے علاوہ جس قلمی نسخہ کی یہ نقل پیش کی جا رہی ہے (۱) اس کے آخر کی عبارت سے جو درج ذیل ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضرت شیخ کی تصنیف ہے۔

بحمد اللہ علیٰ فضلہ واحسانہ وعلیٰ رسولہ محمد والہ اصحابہ کہ نسخہ روضات من تصانیف عارف کامل، عالم باعمل شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بخط ناقص بندہ

(۱) اس کتاب کا قلمی نسخہ محمد ایوب قادری صاحب کے کتب خانہ میں محفوظ تھا، اسی نسخہ کو ادارہ کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

عبدالحسین مودودی بروز پنجشنبہ نوزدہم شہر ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ، بعرصہ اختتام رسید۔

چونکہ حضرت شیخ کی اس تصنیف کا علم بہت کم لوگوں کو تھا اور یہ رسالہ مخطوطہ کی صورت میں ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر شائقین کی دسترس سے باہر تھا، نیز فارسی زبان میں ہونے کے سبب ہر شخص کے لیے قابلِ فہم بھی نہیں تھا۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ ادارہ تحقیق و تصنیف کی جانب سے اس کو طبع کرا کر عام کر دیا جائے اور ترجمہ و حواشی کا اضافہ کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی اس سے فیضیاب ہو سکیں۔

اس کام کی انجام دہی ادارہ کے رکن جناب ثناء اللہ صاحب ندوی کی توجہ اور محنت کی رہین منت ہے، اول تو ترجمہ کا کام جس قدر آسان سمجھا جاتا ہے اتنا آسان نہیں ہے، دوسرے شریعت و طریقت کی جو بحثیں اس میں کی گئی ہیں ان کو اصل روح کے ساتھ دوسری زبان میں بیان کر دینا خود ایک دشوار مرحلہ ہے، لیکن رفیق محترم ثناء اللہ صاحب نے جو ایک صاحب علم و فضل ہستی اور ادارہ کے ایک خاموش مگر مستعد کارکن ہیں اس کام کو آسان کر دیا ہے اور ترجمہ نہایت سلیس زبان میں کر کے کم استعداد لوگوں کے لیے بھی اس کو قابلِ فہم بنا دیا ہے، پھر مشکل مقامات کو حواشی کے ذریعہ واضح کر دیا ہے، اصل کتاب میں اس زمانہ کے رواج کے مطابق ذیلی عنوانات نہیں دیے گئے تھے۔ مترجم و مرتب نے ترجمہ میں اس کمی کو بھی پورا کر دیا ہے، ذیلی عنوانات کوئی رسمی چیز نہیں، بلکہ ان سے اصل عبارت کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے اور لمبی چوڑی عبارت کا خلاصہ چند الفاظ میں معلوم ہو جاتا ہے ایسی علمی اور کسی مخصوص فن سے متعلق کتابوں کے لیے یہ چیز اور بھی ضروری ہے۔

بہر حال رسالہ ہذا کو حضرت شیخ کی نگارشات کا ایک نادر نمونہ سمجھتے ہوئے بہتر سے بہتر شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، خدا کرے قارئین اس سے پوری طرح مستفید و منتفع ہو سکیں اور یہ لوگوں کو افراط و تفریط سے بچا کر جادۂ اعتدال پر چلانے کا موجب بن سکے۔

انتظام اللہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ

روضہ روضات

مقدمہ

حمد:

دائمی تعریف اور تمام احسانات فضل وکرم کرنے والے مالک کے ہیں جس نے ازل ہی میں اس مشتِ خاک پر انعام کا دروازہ کھول دیا۔ محض اپنے لطف وکرم سے ایمان کی نعمت اطاعت وعبادات کی جزا کے ساتھ جس کو چاہا عطا فرمایا اور نیک بخت مومنوں کو یُحِبُّہُم وَیُحِبُّوْنَہٗ کے جذبہ سے سرفراز کیا اور دردمند عاشقوں کو وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ کے وعدہ سے مستظہر فرمایا اور کامیاب وصل اولیاء کو فَلَہُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ کی ابدالآباد تک بڑھتی رہنے والی دولت سے بامراد کیا۔

شکر مارا انتہا و نعمت بے منتہا: کے شود بے منتہا را قابل منتہا (۱)

---

(۱) نعت کی اردو عبارت کاتب سے لکھنے سے رہ گئی ہے۔ اصل فارسی میں ملاحظہ کر لی جائے۔

Marfat.com

منقبت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

یار غار سر حلقۂ اصحاب کبار افضلِ مہاجرین و انصار غواص دریائے قضا سیاح صحرائے بقا سالکِ راہ تحقیق ابوبکر صدیق اور امام عادل و بدر کامل، ناصر دین و ملت و قامع کفر و بدعت گرم روراہ تجدید محرم اسرار توحید، مجاور ممبر و محراب امیر المومنین عمر ابن خطاب اور معدن حلم و حیا منبع جود و سخا مقبول درگاہ شہید صبغتہ بحر محیط علم و عرفاں مخصوص الحیاء من الایمان امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور شجاع میدان جہاد، قاتل اہل کفر و عناد صدر نشین مسندِ فقر و تقویٰ سلطان مملکت توکل و رضا شیر بیشہ رضی اللہ عنہ امام طریق مبین مفتاح کنوز مطالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سلام یہ چاروں دین میں رسول خدا کے یار ہیں۔ ہر ایک ایمان و یقین میں کامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت سے بحر دین کے گوہر بے بہا ہر ایک راہ خدا کی دوربین اور شمعِ رسالت کا نور ہے۔ رسولِ خدا کے خلیفہ اور شریعت میں امام ہدیٰ ہیں، یہ لوگ بحر ذات میں مستغرق، خدا کے عاشق اور رسول کے دوست ہیں۔ ظاہری اور باطنی برائیوں سے پاک، خانہ شریعت کے چار ستون ہیں۔ جس کے دل میں ان کی محبت نہ ہوگی اس سے خدا کے رسول بیزار ہوں گے اور خدا کا رسول جس سے بیزار ہوا اس مردود کا ٹھکانا جہنم ہے۔

مناجات:

اے خدا ہمارے دلوں کو اغیار سے بچا۔ غیر اللہ سے ہمارا دلی لگاؤ باقی نہ رکھ۔ اپنی محبت سے ایسا سرشار فرما کہ آپے کا ہوش نہ رہے اور اپنی رحمت سے ایسا نواز کہ دولت دین سے شادکام ہو جاؤں۔ راہ شریعت پر چلنے کی قوت اور اپنے حبیب کی پیروی کی استقامت سے بہرہ ور فرما۔ ہمیں اپنے حال پر نہ چھوڑ اور دونوں جہاں میں ہمارے کام اپنی رحمت کے حوالے کر۔

فصل:

یہ رسالہ چند دقیقوں پر مشتمل ہے۔ حق بین طالبانِ حق کی صحیح رہنمائی اور بُعد و حجاب کے اسباب کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ اولیاء کے اقسام کا امتیاز عرفا و ملاحدہ کے عقائد کا فرق اور

Marfat.com

شریعت کے ساتھ طریقت کے اتحاد کا بیان ہے اور چند دقیقے خدا کی صفت کے بیان میں ہیں۔

سببِ تالیف کتاب:

اگرچہ دل کی صفائی اور وجد و حال کے حصول کے بغیر اسرار توحید کا سمجھنا ناممکن ہے اور عقل کی زبان اس کی کیفیت بیان کرنے سے عاجز ہے لیکن چوں کہ بعض کم ہمت وجد و حال کے درجہ تک نہیں پہنچ سکے اور ظاہر و باطن کا اتحاد چشم بصیرت سے نہ دیکھ سکے لہٰذا شریعت و حقیقت کو مخالف سمجھ کر شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور علماء و عرفاء کو ایک دوسرے کا مخالف سمجھ کر پریشان ہوتے ہیں بعض لوگ عارفوں سے عقیدت رکھتے ہیں اور علماء کے عقائد کے منکر ہو کر ملحدوں کے گروہ میں شمار ہوتے ہیں اور بعض علماء کے معتقد اور صوفیوں کے منکر ہو کر ان اندھوں میں شامل ہو جاتے ہیں جن کی شان میں آیا ہے کہ:

مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰیO

(جو اس دنیا میں بے بصیرت ہیں وہ آخرت میں بھی بے بصیرت ہوں گے)

چنانچہ جہاں تک ممکن تھا علم حقیقت اور شریعت کی مطابقت کے لیے چند رموز بیان کیے گئے ہیں تاکہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے قائل اور معتقد ہو کر متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کا انکار نہ کریں، شریعت و طریقت کو ایک سمجھیں اور ایک کو دوسرے کا مخالف نہ خیال کریں۔ توفیق اللہ کے ہاتھ ہے۔

رسالہ کا نام و خصوصیات:

اس رسالہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بے سند نہیں ہے بلکہ ہر بات قرآن و حدیث یا مشائخ کے اقوال کی سند و دلیل سے بیان کی گئی ہے۔ طالبانِ راہ تحقیق کے لیے ہر نکتہ ایک باغ ہے جو ہدایات کے ثمرات سے پُر ہے اس لیے اس کا نام روضات رکھا گیا ہے۔

روضۂ دُنیا کی حقیقت:

قولہٗ تعالیٰ. اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌO [دنیا کی زندگانی (بچوں) کا کھیل اور

Marfat.com

(دیوانوں) کی جولان گاہ ہے]۔

میرے عزیز! دنیا ایک ویرانہ ہے اور زندگی پل پر بنے ہوئے ایک مکان کی طرح ہے اس کی خوشی وغم دونوں ناپائیدار، اس کے رنج وراحت محض خواب وخیال، دنیا کی محبت پر پھولنا گمراہی اور اس کا غم کرنا نری نادانی ہے۔

رُباعی

دریں سرائے فنا بنگر سرسری ہیچ است　　غم گدائے و فخر توانگری ہیچ است
بچشم عقل بنگری جہاں خوب است　　بخواب شادی وغم ہر چہ بنگری ہیچ است

دُنیا کی ابتدا وانتہا:

قَالَ رَسُوْل اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ علیہ وَسَلَّمْ الدنیا اولُھا بکاواوسطھاعنا وآخرھافنا.

ترجمہ:

''رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی ابتدا گریہ۔ اس کا بیچ کا زمانہ رنج وغم اور اس کی انتہا فنا ہے''۔

دل دنیا کے حوادث سے پیچ وتاب میں ہے اور کامیابی کیمیا کی طرح نایاب ہے۔ ہر مقصود سو ذلتوں پر موقوف اور ہر راحت ہزارہا محنت پر منحصر ہے۔ ابھی آفتاب جمال نے جلوہ دکھایا اور ابھی ذراسی دیر میں زوال پذیر ہوا ادھر بدر کمال ظاہر ہوا اور ادھر اس میں نقص پیدا ہوا۔ ہر ہنگامہ جسے گرم دیکھتے ہو یہ کچھ ہی دنوں میں ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ ہر چمن جو ہرا بھرا ہے تھوڑی مدت میں خزاں کے ہاتھوں مرجھا کر زرد ہو جائے گا۔ اس کی دولت سراب کی نمود اور اس کی زندگانی پانی کا نقش ہے:

جہاں چوں آب روانست و عمر یا جو حباب
وجود ماست چو عکسے کہ از حباب بود

آج دل جس کی محبت میں گرفتار ہے کل اسی کی جدائی سے فگار' آج جس کے وصل سے شاد کام ہے کل اسی کے فراق میں بے قرار ہوگا:

Marfat.com

گرچہ ہم صحبت بود صد بار
الفراق الفراق آخرکار

جس نے اس دنیا سے دل لگایا اس کے چھوٹنے کی فکر نے اس کا دل جلایا جس نے اس سے آس لگائی اس کی آنکھیں انتظار میں اشک بار رہیں۔ جو اس کے پیچھے بھاگا اس کو کبھی آرام نہ ملا۔ وہ بلند ہمت مطمئن رہا جس نے اس سے کنارہ کشی کی اس سے کوئی مطلب نہ رکھا دنیاوی جاہ و حشمت کے دھوکے میں نہ آیا اور اس کی نیرنگیوں کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا:

دنیا و طالبِ دنیا کی مثال: ہر بہارے کہ بدنبال خرابی وارد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ ٥

(ترجمہ) دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتوں کی مانند ہیں۔

جن کے دلوں میں دنیا کی محبت ہے وہ اس کے عیوب نہیں دیکھتے، یوں کہ محبوب کی برائیاں بھی محبوب ہوتی ہیں اور چاہنے والے کی آنکھیں اس کے عیوب پر نہیں پڑتیں۔ ہما کی طرح بلند ہمت بن کر مخلوق کی صحبت سے گریزاں ہو اور قناعت کے دروازے کا مرید بن، مکھی نہ بن کہ جو چیز سامنے آئی اسی پر بیٹھ گئی۔ پاک و ناپاک کا دھیان نہ رکھا۔

ترکِ دنیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تَرکُ الدُّنیَا رأس کُلِّ عبادۃِ وَحُبُّ الدُّنیا راس کُلِّ خطیئۃِ ٥

(ترجمہ) ترک دنیا ساری عبادتوں سے بہتر اور دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

میرے عزیز! راہ حق میں پہلا قدم ترک دنیا ہے اور اس سے مراد دنیا و مافیہا سے دل کا پاک ہونا ہے۔ اور ترک معنوی کا یہی مطلب ہے اگر اس کے ساتھ بہ ظاہر بھی دنیا ترک ہو جائے تو بہت بہتر اور افضل ہے اس لیے کہ معنوی اور صوری دونوں فقر اختیار کرنا رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے۔ میرے عزیز ہمت سے کام لے کر اس راہ میں قدم رکھ۔ ماسوا سے دل کو خالی کر۔ جب گھر فضول چیزوں سے بھرا ہوا ہو تو خالی کیے بغیر اس میں آرائش و زیبائش کے قیمتی سامان نہیں رکھ سکتے۔ بس

Marfat.com

بوتل میں شراب کثیف بھری ہو اس میں نفیس گلاب کیسے بھر سکتے ہیں۔ اگر گھر میں معزز مہمان کا استقبال کرنا ہے تو گھر کی صفائی ضروری ہے۔

ذریعہ نجات خدا کی اطاعت ہے:

انسان کی سعادت بخشش و احسان کرنے والے بادشاہ کی اطاعت میں ہے اور اس بادشاہ کی نافرمانی خسارے کا سودا۔ اس میں ایک نکتہ یہ ہے کہ اہلِ طلب میں سے کوئی شخص حصول مقصد کے لیے کوئی عمل کرتا ہے اگر کھلے یا چھپے اس میں شریعت کی مخالفت کی بو بھی آتی ہو تو اس عمل کے ذریعہ مقصد میں کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں بلکہ باغ مراد تک پہنچنا ناممکن ہے۔ ابلیس نے اپنے خیال میں آدم کو سجدہ نہ کرنے میں بھلائی دیکھی تھی اور غیر حق کے آگے سر جھانے میں اُس کو بے وفائی نظر آئی تھی لیکن اس کی یہ حرکت حکم خداوندی کے خلاف تھی اس لیے گمراہی اور لعنت ابدی کی وادی میں جا پڑا۔

نظم

پسند حق بود چوں بہترین راہ — پسند خویش کن ترک اندریں راہ
پسند حق ترا با حق سپارد — پسند تو ترا با تو گذارد
چو بجوئی خلاص از قید ہستی — چہ باشی پائے بند خود پرستی

طریقت شریعت کی وضاحت ہے:

راہ طریقت میں جو مشکل پیش آئے اور اس کے حکم کی کیفیت عقل سے معلوم نہ ہو تو شریعت سے اس کا حکم معلوم کرو۔ شریعت میں جو عقدہ عیاں ہے راہ طریقت و حقیقت میں اور واضح ہے اور اس کی حقیت معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی جو امر شریعت میں خوب ہے وہ طریقت میں محبوب ہے، اگر شریعت اسے پسند نہیں کرتی اور وہ بُرا ہے تو یہاں (طریقت میں) بھی مردود ہے۔ لِاَنَّ کُلَّ طَرِیْقَۃٍ رَدِیْنَۃُ الشَّرِیْعَۃِ فَھُوَ مَرْدُوْدٌ ٥

Marfat.com

شریعت چراغ است دُرراه دیں — منور ز نورش زمان وزمیں
کہ در ظلمت رہ بچشم خرد — ز نورش عیاں می شود نیک و بد

کافر و بدعتی کی معرفت تک رسائی نہیں:

طالب کو پہلے اپنے عقائد شریعت کے مطابق درست کرنا چاہئے اس کے بعد حق کی طلب میں مشغول ہونا چاہئے کیوں کہ بعض مرید اپنے پیروں کی خدمت میں رہ کر ریاضت و محنت کرتے ہیں لیکن حصول مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے عقیدے میں فساد ہوتا ہے اور عقائد درست نہیں ہوتے اور اس فساد کے باعث ان کی محنت اکارت جاتی ہے اور ریاضت کا چمن پھلتا پھولتا نہیں، حکم شریعت کے خلاف عقیدہ رکھنا یا کفر ہے یا بدعت، اور کافر و بدعتی کی اللہ تعالیٰ کی معرفت تک رسائی نہیں اور سچا مومن ہر چند گنہ گار ہو مغفرت کا اُمیدوار ہے۔ حق تعالیٰ نے خوش نصیب طالبانِ سعادت کو اپنے محبوب کے طریقے کی طرف راہ نمائی فرمائی جو سب سے افضل و اولیٰ ہے اور اپنی پسندیدگی کا معیار رسول کی اطاعت کو قرار دیا۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تم کو محبوب رکھے گا۔"(۱)

ناکامی کا سبب اطاعت رسول ﷺ میں کمی ہے:

بعض طالبانِ حق جو حصول مقصد سے محروم رہے ان کے مقبول نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ پیروی رسول میں انھوں نے تقصیر کی دراصل خلاصۂ کائنات ﷺ کی اتباع کے بغیر حق کی طلب اور محبت ناممکنات میں سے ہے۔ جس کو یہ سعادت حاصل ہوئی وہ اسی اطاعت و پیروی کی برکت سے حاصل ہوئی ہاں فرائض اور واجبات میں اطاعت، جذبۂ محبت اور طلب کے ظہور کا باعث ہے اور مسنونات اور مستحبات کی اتباع برآری مقصد و ذوق، شوق کی فراوانی کے لیے اکسیر۔ حدیث قدسی ہے۔ کہ بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنے قریب ہو جاتا ہے کہ اس بندہ کو اپنا دوست بنالیتا ہوں اور جب میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو میں اس بندے کی شنوائی، گویائی اور بینائی بن جاتا ہوں۔

(۱) اِن کُنتُم تحبُّون اللّٰہ فاتّبعُونی الخ (پارہ۳، سورۃ آلعمران، آیت ۳۱)

Marfat.com

میرے ساتھ سنتا ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ بولتا ہے۔

طالبِ حق جب عشق حقیقی کا بیج مزرع دل میں بوئے تو اسے طے کر لینا چاہیے کہ سنت کا دامن یا دامنِ رسول ﷺ کو ہاتھ سے نہ چھوڑے گا، اور قول و فعل بلکہ ہر حال میں حضور ﷺ کی پیروی کرے گا۔ پھر فیضانِ الٰہی کی بارش اس کے دل کی سرزمین کو شاداب کرے گی اور نہال امید میں برگ و بار آئیں گے اور مقصود کا پھل ملے گا۔ اگر پوری اتباع نہ ہو سکے تو جتنی بھی ممکن ہو اسی کو غنیمت سمجھے۔

نظم

اے آنکہ زنی لاف محبت ہمہ جا　　ہر دم زرہ عشق نمائی دعویٰ

بے پیروی نبی اگر جاں بکنی　　ہرگز نشوی محب و محبوب خدائی

ترجمہ: اے شخص تو ہر محفل میں عشق خدا اور محبتِ رسول کے دعویٰ کرتا ہے لیکن نبی کی پیروی کے بغیر اگر تو اپنی جان بھی دے ڈالے تو نہ خدا کا سچا عاشق ہو سکتا ہے نہ محبوب۔

سوال:

حالات کی متابعت کیسے حاصل ہو جب کہ اس کا بجالانا محال ہے کیوں کہ حال نفسانی کیفیات کا نام ہے جو غیر شعوری طور پر واقع ہوتا ہے بدنی اعمال نہیں ہے کہ اس پر اختیار ہو اور اس کو محنت اور کوشش سے حاصل کیا جا سکے۔ مثلاً عشق و عرفان، ذوق و وجدان و مسرت و غم اور اسی طرح دوسرے جذبات و احساسات جو انسان کے دل پر گزرتے ہیں، سالک انھیں کیسے حاصل کرے۔

اتباع کا طریقہ:

جواب: ہر وہ عمل جس کے حصول پر احوال دلالت کرتے ہیں اس کے مطابق عمل کی کوشش احوال کی مطابقت ہے۔ بقول ﷺ:

اذرأیتم اهل البلأ فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا ہ

ترجمہ: جب تم کسی مصیبت زدہ کو دیکھو تو رو اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

Marfat.com

گریہ ایک کیفیت ہے، جب دل میں یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے تو آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں اس کیفیت کے حصول کے لیے کوشش کرنے کا حکم ہے جو اہلِ مصیبت کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوتی ہے اور رونا آ جاتا ہے۔

طالبِ خدا کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و پیروی کے لیے یہی کوشش کرنا چاہیے جو عمل حال اور کیفیت پیدا کرے اس میں مشغول ہو جانا چاہیے اور پوری کوشش و تکلف سے اس کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے کہ پیروی رسول یہی ہے:

گر نہ داری درد و آہی دردمنداں پیشہ کن — گر نداری عشق رو چوں عاشقا در پیشہ کن

گر نداری تیشہ چوں فرہاد تا کوہے کنی — در ہوائے وصل شیریں روز منداں تیشہ کن

ترجمہ: اگر دل میں سوز و گداز نہیں ہے تو اپنا حال دردمندوں کا سا بنا لو۔ اگر عشق و محبت میں مبتلا نہیں ہو تو ان کی سی صورت اختیار کر لو۔ اگر فرہاد کا تیشہ نہیں ہے کہ پہاڑ کاٹ سکو تو کوئی پرواہ نہیں شیریں کی تمنائے وصل میں دانت ہی تیشہ کا کام دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے سرگشتگانِ محبت اور عاشقانِ بے خود کے لیے اپنی محبت کو ایمان و عمل صالح پر منحصر کر رکھا ہے اور فرمایا ہے۔

(ترجمہ) جو کوئی اپنے رب سے ملنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے (۱)

اور علماء کے نزدیک شریعت پر چلنا، اس کی مخالفت سے بچنا اور آنحضور ﷺ کی سنت پر عمل کرنا عمل صالح ہے۔ عاشق صادق سے ممکن نہیں ہے کہ محبوب کے حکم کے خلاف کوئی کام کرے۔ خصوصاً وہ حکم جس پر وعدۂ وصال موقوف ہو۔

قصۂ فرہاد:

جیسا کہ مشہور ہے کہ جب فرہاد کے سر میں وصل شیریں کا سودا سمایا تو شیریں نے اس کو پہاڑ

(۱) سورۂ کہف آیت ۱۱۵

Marfat.com

کاٹ کر نہر نکالنے کا حکم دیا۔ فرہاد نے اپنے محبوب کی خوشی اسی میں دیکھی تو بسر وچشم کہہ کر پہاڑ کاٹنے کی مہم پر روانہ ہو گیا۔ سخت محنت کی اور بہت تکلیف اٹھائی۔ یہاں تک کہ آرزوئے شیریں کے مطابق پہاڑ کاٹ کر رکھ دیا۔ جو شخص جمال ازل کا عاشق اور دیدار لم یزل کا طالب ہے اس کو تو اور بھی اپنے معشوق کے حکم سے سرتابی نہ کرنی چاہیے اور اس کے وصال کی امید میں سختی و محنت سے جی نہ چرانا چاہیے۔

بیت

در بیابان غمش ہر خار کاندر پا خلد — بر دل عاشق ازآں صد گونہ گلہا بشگفد

ترجمہ: میں نے سو گلشنِ جنت کو کیا اس پہ نثار — دشتِ یثرب میں اگر زیرِ قدم خار آیا

نقال کون؟:

جو شخص معشوق کا حکم سر آنکھوں پر نہیں لیتا وہ خود رائی سے کام لیتا ہے یا اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور وصل محبوب کی راہ بھول جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی حق تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہے اور ذات مطلق کے عشق کی باتیں کرتا ہے تو وہ نقال ہے اس کی نقالی بیہودہ اور اس کا دعویٰ سفید جھوٹ ہے:

کاش خوباں ہمہ از عاشق خود جاں می طلبند — تا بہرِ بوالہوسی عاشقی ارزاں نشود

متابعت رسول:

متابعت رسول کی دو قسمیں ہیں، ظاہری و باطنی۔ جن افعال کا تعلق جسم سے ہے۔ وہ ظاہری اتباع ہے۔ اور جن اعمال کا تعلق دل سے ہے وہ باطنی اتباع ہے اور شریعت میں دونوں کی پیروی کا حکم ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۱) ۝

(ترجمہ): اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

یہ حکم عام ہے اس لیے اس میں دونوں قسم کی متابعت آ گئی ہے۔ پھر فرمایا:

(۱) پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۸۔

Marfat.com

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ○

(ترجمہ) بدن کے گناہ ترک کر دیتے ہیں اور دل کے گناہ بھی چھوڑ دیتے ہیں، یہی کمال اتباع ہے۔

ظاہری سنتیں بھی بجالائے اور باطنی سنتوں سے بھی غفلت نہ برتے تا کہ در فیض ان کے دل کے سامنے کھل جائے اور جمال مطلوب پردۂ غیب سے ظہور فرمائے:

تا نسازی پاک پیدا و نہاں ظاہر و باطن نہ بینی حق عیاں

(ترجمہ) جب تک ظاہر و باطن پاک نہ ہوگا، تجھے حق کا جلوہ نظر نہ آئے گا۔

ظاہر و باطن کی پاکیزگی:

اس مقصد کے لیے قسم ثانی یعنی ظاہر و باطن کی یکساں پاکیزگی و اتباع مؤثر ہے اور قسم اوّل میں کمال حاصل کر لینے کے فوراً بعد اس کی تلاش فعل عبث اور احمقانہ کوشش ہے۔

چوں بیاری طہارت ظاہر باطنت سرّ حق کند ظاہر

(ترجمہ) جب ظاہری طہارت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو باطن حق بھید ظاہر کریگا۔

شرع کا ظاہر سے تعلق اور اس کا مطلب:

اور یہ جو مشہور ہے کہ شرع کا تعلق ظاہر سے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان شرعی احکام کا اجرا جن کا تعلق براہ راست مخلوق سے ہے جیسے تعزیر، قصاص تذلیل و اعزاز وغیرہ وہ بہ ظاہر معتبر ہیں نہ کہ شرع کے رو سے صرف ظاہر پر منحصر ہیں۔

ایک مثال:

اس کو یوں سمجھیے کہ دو آدمیوں نے کسی پر تہمت لگائی اور قاضی کے سامنے اس کے خلاف شرب خمر کی گواہی نہ دی اب اگر قاضی کو ان کا جھوٹ معلوم نہیں ہے تو قاضی کا فرض ہے کہ متّہم یا ملزم کو شراب پینے کی سزا دے اگر چہ وہ اللہ کے نزدیک بے گناہ ہے۔ کیوں کہ انسان باطنی کے حالات نہیں جان سکتا۔ اور غیب کا علم خدا اے علام الغیوب کے سوا کسی کو نہیں۔ پس چونکہ باطن کا حال معلوم کرنا انسان کی قدرت سے باہر ہے لہٰذا مجبوراً اجراء احکام شرع ظاہر کے مطابق ہوگا۔ اسی لیے

Marfat.com

انسان ظاہر حکم کا پابند ہے۔ اللہ کے نزدیک ملزم اور قاضی دونوں بے گناہ ہیں اور سزا و عذاب کے مستحق وہ دونوں گواہ ہیں۔

دوسری مثال:

یا ایک شخص خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار کرتا ہے لیکن دل سے منکر ہے اب اگر اس کے باطنی حال کا علم نہیں ہے تو اسلامی احکام جیسے قبول شہادت، القائے اسلام اور نماز جنازہ وغیرہ ظاہر کے مطابق اس پر جاری ہوں گے اگرچہ اللہ کے نزدیک کافر ہوگا اور اس کا حشر منافقوں کے ساتھ ہوگا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اجراء احکام شرع کی دو صورتیں ہیں ایک کا تعلق خلق سے ہے جیسے تعزیر قصاص و تسلم اما طاع علی مدعی والحکم بالکفر والایمان. کفر و ایمان کا حکم وغیرہ کے یہ سارے احکام ظاہر سے متعلق ہیں اور مخلوق اسی کی مکلف ہے اور فَاِنَّ الشَّرعَ ظَاهِرٌ (شرع ظاہر کا نام ہے) کا یہی مطلب ہے دوسری قسم کا تعلق خدا کے ساتھ جیسے ہے اور سچے اور جھوٹے کا فرق، ثواب و عذاب کا اجرا، جنت و دوزخ میں داخلہ اور اس کے مثل احکام کا اجرا باطن پر موقوف ہے جو خدا سے مخفی نہیں ہے۔

روضہ قطع تعلقات کا بیان:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (۱)ہ

ترجمہ: مخلوق سے کٹ کر خدا سے جڑ جا، پس یہ وہ عمل ہے جس کے بموجب ہر طرف سے مخلوق قطع تعلق کر کے خدا سے پیوستہ ہو جائے کہ کسی سے کچھ طلب نہ کرے کسی سے کچھ نہ چاہے۔ عشق و محبت، قصد و ہمت، علم و معرفت، اضافت و نسبت، عزم و نیت اشغال و ذکر، خیال و فکر، معائنہ و شہود، تحقق وجود، اعتماد و التجاء خوف و رجا، ایثار و رضا، سب خدا کے لیے ہو اور مخلوق کا واسطہ نہ ہو۔

---

(۱) پارہ ۲۹، سورۃ المزمل، آیت ۸۔

Marfat.com

طلب وارادہ کا قطع تعلق:

طلب وارادہ کا قطع تعلق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ ڈھونڈے غیر کی خواہش دل سے نکال دے۔ طلب دنیا وآخرت کا خیال باقی نہ رہے۔ حق کی عبادت حور وقصور کے لیے نہ ہو اور اطاعت میں قدم نفس کے لیے نہ اُٹھے۔ اور کوئی فعل ریا کے لیے نہ کرے، اور مراد مطلوب صرف حق کی ذات ہو۔ اور عبادت واطاعت محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوں۔ کیوں کہ دنیا کا طالب مخنث عقبیٰ کا طالب مؤنث ہے صرف خدا کا طالب مرد ہے۔

دنیا مطلب کاں ہمہ مطلب زنبور است　　عقبیٰ مطلب کاں ہمہ قسمے زریاست

شو طالب مولیٰ وغیر اوہیچ مخواہ　　مولیٰ چوں ازاں تست آں جملہ تراست

عشق ومحبت میں غیر سے قطع تعلق:

عشق ومحبت میں قطع تعلق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کو اپنا محبوب ومعشوق نہ بنائے عشق ومحبت باری تعالیٰ کا خاص حق ہے کیوں کہ اس کے علاوہ کوئی صورت وسیرت میں عیب سے خالی نہیں تو صرف ذات حق سے محبت کرنا بلند ہمتوں کا کام ہے جو عیب تمام مخلوق میں عام ہے یہ ہے کہ اس کی خوبی وخوبصورتی بے ثبات اور اس کی ہستی فانی ہے، عشق ومحبت کے لائق وہ ہے جو ذات وصفات میں تمام عیوب سے پاک ہو اور اس کا حسن وجمال بے زوال اور تمام نقائص سے منزہ ہو۔ اس کے تمام اخلاق وافعال اعلیٰ ومحمود ہوں اور وہ خود بھی حسن وجمال میں یگانہ ویکتا ہو۔ اس کے جمال پر فنا کا گذر نہ ہو اور اس کے کمال کو نقصان کا خطرہ نہ ہو:

بلبلانِ عشق را حسنِ تو نادر گلشنے است　　ایمن از بادخزاں مستغنیٰ از باد بہار

حسنِ حقیقی:

ہر حسن وجمال جو دنیا میں روشن ہے اسی کے خورشید حسن کا ایک ذرہ ظہور ہے ہر عشق ومحبت جو دلوں پر موجزن ہے اسی کے دریائے عشق کا ایک قطرہ ہے۔ اس کے کمال حسن کا عقل وفہم میں آنا محال ہے۔ اور اس کا جمال وہم وخیال سے فزوں تر ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

اِنَّ اللّٰہ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (۱)۔

حق تعالیٰ ہی کی محبت اصلی اور اعلیٰ ہے۔ اس کی کاریگری کی حد وانتہا نہیں ہے۔ اس غافل پر تعجب ہوتا ہے جو ایسے حسن و جمال کا والہ وشیدا نہیں ہے اور دوسرے کی محبت میں گرفتار ہے: ؎

اصل صد یوسف جمال ذوالجلال
اے کم ازاں تو فدائے آں جمال

اگرچہ دنیا کا حسن اس کے دریائے حسن کا صرف ایک قطرہ ہے لیکن اس قطرے سے حظ اُٹھانا اور ہمت مردانہ سے کام لینا دوست تک پہنچنے کا ذریعہ ہوگا۔

نظم

اے بخوبی از ہمہ خوباں فزوں
حسن و عشقت ہر دو از غایب بروں

پر تو حسنِ تو در عالم فتاد
عالم از عشقِ تو درد و غم فتاد

حسن تو خورشید دیگر ذرہ ہا
عشق تو دریا و باقی قطرہ ہا

اے خوش آں کو شددراں دریا غریق
رفت در قعرش نہنگانہ طریق

اے خوش آں کو شددراں دریا مقیم
دید دروی خوبی دریتیم

اے جمالت خوشتر از باغ بہشت
ہست جنت پیش او یک پارہ خشت

راہ عشق خود نما ای ذوالجلال
تارسم از عشق تو اندر وصال

طوق عشق خود بنہ بر گرد نم
آتش عشق خود افگن درتنم

بر مکش از بحر عشق خود مرا
گرچہ نفسم می کشد سوئے ہوا

بست زنجیر ہوا پائ دلم
قوتے آں نیست کا نرا بکسلم ؟

ایں چنیں قوت کجا یا رائے ماست
روبہاں را قوت شیراں کجاست ؟

گر بلطف خود بگیری دست من
از غریبی برکشی سوئی وطن

(۱) مشکوٰۃ شریف و مسلم شریف۔

Marfat.com

بشکنید زنجیر نفس از پائے من | دار ہید از روئی دل شیدائے من
در ہوائ عشق تو پراں شوم | بگدزم از نفس جملہ جاں شوم
یارب از یمن قبول مصطفےٰ | کن دعائی مستمداں را روا

قصدو ہمت کا ترک:

قصدو ہمت کا ترک یہ ہے کہ تمام مقاصد سے ہاتھ اٹھالے دونوں جہاں بھی ملے تو اُن کو خس برابر بھی نہ سمجھے۔ نہ کسی چیز کے ملنے پر خوش ہو نہ جانے والی چیز کا غم کرے تیری خوشی اس کے وصل و حضور پر منحصر ہو اور تیرا غم اس کی جدائی وفراق پر موقوف۔ نہ کشف وکرامات کی طرف دل مائل ہو نہ دنیا و آخرت اس کے اور تیرے درمیان حائل ہو کیوں کہ قرب و وصال کی لذت وہیں ہے۔

دنیائے فانی کی لذتیں اور بہشت جاودانی کی نعمتیں اس کے سامنے ہیچ ہیں:

دنیا طلبی کار زناں فی المثل است | عقبیٰ طلبی نزد مخنث عمل است
ایں ہر دو گذار حق طلب و گرم روی | کا ے ہر دو بدل دار حق ہیں بدل است

علم ومعرفت کی رو سے قطع تعلق:

علم ومعرفت کا ترک یہ ہے کہ اس کے سوا سب کا منکر اور سب سے انجان بن جائے، اور غیر کا نقش دل سے مٹا دے۔ صرف خدا کی ذات اور اس کی توحید کا دل سے یقین کرے یعنی ایسا یقین کہ اس کے سوا عالم میں کچھ ہے ہی نہیں اور تمام چیزیں جو نظر آتی ہیں وہ بہ اعتبار حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو تعینات متنوعہ حق سے عبارت ہیں۔ عین حق کے ساتھ ہیں اور وہ حق ہستی مطلق ہے۔

عین حق، اور تعین حق میں بہت فرق ہے، کیوں کہ ''عین'' صرف ایک ہے اور تعینات بے شمار:

خانہ دل کن زغیرِ حق تہی | تا متاع وحدت اندر وی نہی
خویش راہم در دل خود راہ مدہ | درمقام شاہ رخت خود منہ

قطع از روئے اضافت ونسبت:

ترک اضافت ونسبت یہ ہے کہ ذات جمیع عالم کو مظہر ذات حق سمجھے اور سب کی صفات کو

Marfat.com

مظہر صفات حق خیال کرے۔ جب اس پر یقین ہوگا تو تمام اقوال و افعال، حرکات و سکنات، صفات دخاصیات کو اپنی اور خلق خدا کی طرف منسوب نہ کرے گا۔ بلکہ تمام افعال کو حق تعالیٰ کا ارادہ و فعل سمجھے گا۔

گرچہ تیر از کمان می گذرد   از کماندار بیند اہلِ خرد

لیکن حق تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات کی طرح خیال نہ کرے۔ اور یہ اس خیال فاسد کو حضرت پاک کی ذات سے دور ہے کہ اس کی صفات کو بھی وہی نسبت ہے جو لکھنے کی نسبت کاتب کے کاغذ پر قلم چلانے سے ہے۔ ورنہ لکھنے کی صفت کا موصوف تو قلم ہے اور تیر اندازی کی نسبت تیر انداز کے لیے کمان کھینچنے اور اس کو چھوڑنے کی جہت سے ہے ورنہ صفت کا موصوف تو وہی کمان ہے۔

عزم ونیت کا ترک:

عزم ونیت کی رو سے ترک تعلق یہ ہے کہ کوئی عمل غیر خدا کے لیے نہ ہو، تیرے تمام افعال و اقوال خالص اللہ کے لیے ہوں اور ہر وہ کام جس کی تو نیت کرے نیک نیتی پر موقوف ہو۔ جب نیت درست ہوجائے اُس وقت عمل شروع کیا جائے۔ یا عمل اللہ کے لیے کرے ورنہ عمل ہی نہ کرے۔

قطع از ذکر واشغال:

ذکر واشغال میں ماسواسے قطع تعلق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل کا دروازہ خطرات پر بند کردو اور اس کے ذکر کے بغیر کوئی بات دل کو پسند نہ ہو۔ اور ہمہ وقت اس کی یاد میں مشغول رہو اور کوئی سانس اس کی یاد کے بغیر نہ لو۔

اے دوست دلت خانۂ اسرار خداست   ایں خانہ بروئے غیر وابستہ سزاست
می دار بجد و جہد ہردم پاکش   زاررودی کہ یک خانہ بیک دوست رواست

قطع از روئے خیال وفکر:

خیال وفکر کا ترک تعلق یہ ہے کہ باطل خیالات سے دل کو پاک رکھے۔ اور بیہودہ افکار دماغ سے

Marfat.com

باہر نکالے۔اور ہمیشہ اسی کا دھیان رکھے اور اس کی آیات وصفات میں غور وفکر کرے۔

من و فکرِ توچہ بینم بجمال دگراں ہم خیال تو مرابہ کہ وصال دگراں

معائنہ وشہود کی رو سے قطع تعلق:

وہ یہ ہے کہ غیر خدا سے نظر ہٹا کر تمام اشیاء کو خدا کا مظہر سمجھے اور ہر جگہ حق کو جلوہ گر دیکھے۔اور "مارأیتُ شیئاً الاورایة فیه" کے باغ سے مشاہدہ کا پھول چُنے۔ ہر چیز میں اسی کو جلوہ گر دیکھے۔ یعنی جس چیز پر نظر پڑے اس کے بارے میں یہ سوچے کہ اللہ اس شے کی صفت سے مقدس اور معرا ہے ہاں اس کا ظہور اس صفت سے روشن اور ہویدا ہے۔اسی کے ساتھ یہ بھی خیال کرے کہ جس طرح ازل میں اس صفت سے پاک اور منزہ تھا آج بھی اسی طرح پاک ومنزہ ہے۔[فارسی متن میں اس مقام پر یہ شعر درج ہے:

گناہ آمد شہودِ ماسویٰ اللہ از ایں نوع گناہ استغفراللہ

جو شاید مطبوعہ اُردو ترجمے میں کاتب کے لکھنے سے رہ گیا ہو۔ش الف]

تحقیق و وجود کی رو سے قطع تعلق:

یہ ہے کہ حدیث "موتوا قبل ان تموتو" کے مطابق صفات بشریت ونفسانی سے باہر آجائے اور بحکم حدیث "تخلقوا باخلاق الله" یعنی [فنا] فی اللہ کے راستہ اپنے وجود سے باہر آئے تاکہ بقاباللہ کی منزل تک رسائی ہو۔ جب اپنی ہستی کے تمام نقوش مٹا دے گا اس وقت حق کی نظر سے دیکھے گا حق سنے گا اور حق ہی بولے گا۔

اگر پیش از اجل یکدم بمیری دراں یک دم ہمہ عالم بگیری

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "وجودک ذنبا" تیرا وجود گناہ ہے۔

قطع تعلق از روئے اعتماد والتجا:

وہ یہ ہے کہ اس کے سوا کسی پر اعتماد اور کسی غیر سے التجا نہ کرے اس کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھے، غیر کی آفت سے اس کی پناہ مانگے، عاجزی وپریشانی میں اسی کو پکارے، عزت،

Marfat.com

ذلت اسی کی جانب سے جانے، وہی مجیب ہے وہی مغیث ہے وہی عزت دینے والا ہے، وہی ذلت دینے والا ہے۔

دائما تفویض کار خود بحق باشدنکو حاجت از وے خواہ راز خویشتن با دے بگو

عزت وخواری ورنج وراحت چوں ازحق است اعتماد و التجا برکس مکن الابدو

قطع تعلق از روئے خوف ورجا:

وہ یہ ہے کہ غیر سے امید نہ رکھے اور غیر کے خوف کو دل میں جگہ نہ دے۔ قاضی الحاجات خدا تعالیٰ ہے اور اسی سے ڈرنے کا حق ہے۔ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ:

موحد کہ درپائی ریزی زرش چہ شمشیر ہندی نہی برسرش

اُمید و ہراسش نباشد زکس بریں است بنیاد توحید و بس

غیر کے نفع ونقصان سے نظریں ہٹالے، محبت، راحت، مصیبت ونعمت سب کو خدا کی جانب سے تصور کرے اور اپنے تمام کام اس کو سونپ دے

درشرع از شرک پوشیدہ است کہ زیدم بیاز رو عمرم نجست

گرت دیدہ بخشد خداوند امر نہ بینی دگر صورت زید و عمر

ترک از روئے رضا:

وہ یہ ہے کہ مخلوق کی خوشنودی کا خیال نہ کرے صرف حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں رہے بلکہ رضاء خلق بھی خوشنودی حق کے لیے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے وہ بجالائے اور منع کی ہوئی چیزوں سے باز رہے۔ مخلوق کی خوشی کے لیے خدا کے غضب کو دعوت نہ دے۔ جو قدم بھی اُٹھے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی راہ میں اُٹھے نہ جاہل مباحیاں کی طرح کہ کسی مخلوق کا دل نہ دکھانا چاہیے اور مخلوق کی رضا جوئی میں لگ جانا چاہیے اگر کوئی شراب مانگے تو پلادے اگر کوئی اور خواہش ہو تو اس کی خواہش پوری کردے۔ یہ نفس کا فریب ہے اور ابلیس کا حکم، ابلیس کے شر سے خدا کی پناہ۔

Marfat.com

مولانا جامیؒ فرماتے ہیں:

نظم

ترک آزار کردن اے خواجہ — دفتر کفر راست دیباچہ
منکر آمد بہ پیش او معروف — شد بمنکر عنانِ او مصروف
نفس محنت گریز و راحت جوئی — داردش در رہ اباحت روئی
از علامات عقل دوں عاری — مذہبش حصر در کم آزاری
درد دار از اباحیان کہن — کس میا زار وہرچہ خواہی کن
نسبت خود کند بدرویشان — دم زنداز ارادت ایشاں
ہر کہ درویش او بود بیزار — کے ز درویش آید ایں کردار
نیست درویشی ایں زندقہ است — نیست جمعیت ایں کہ تفرقہ است

ترجمہ: اے خواجہ! آزار نہ دینے کا تہیہ کرنا کفر کے دفتر کا دیباچہ ہے کیوں کہ اس طرح برائی کی راہ کھلے گی، بدی کو نیکی سمجھے گا اور اس پر عمل کرے گا، راحت پسند کام چور نفس اس کو اباحیان کا راستہ دکھائے گا۔ اس کی عقل ماری جائے گی اور صرف کم آزاری کو ہی مذہب جانے گا۔ اباحیان کے قدیم طریقے یعنی کسی کو نہ ستاؤ اور جو جی میں آئے کرو پر عمل کرے گا۔ وہ اپنے کو درویش سمجھتا ہے اور ان سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتا ہے، لیکن جو درویش ہے وہ اس سے بیزار ہے بھلا کسی درویش کا یہ کردار کہاں ہو سکتا ہے کہ منکر کو معروف سمجھے یہ درویشی نہیں ہے الحاد ہے، یہ جمعیت نہیں ہے بلکہ جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا ہے''۔

تفسیر آیت کریمہ:

اے عزیز! آیت کریمہ وتبتل الیہ تبتیلاO کے معنی بیان کرنے کے سلسلے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ طالب حق آیت کریمہ کے مطالب ذہن میں رکھے اور ظاہراً و باطناً ہر طرح سے اس پر عمل کرے اور ہر معاملہ میں غیر سے قطع کر کے حق سے پیوست ہو، اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں ہر معاملہ میں ماسوا سے قطع تعلق کا حکم فرمایا ہے۔ اگر چہ فقیر نے اس جگہ صرف ترک ماسوا کا مختصر ذکر کیا ہے۔ جب تک پوری طرح ماسوا سے قطع تعلق اور حق تعالیٰ سے پوری وابستگی نہ ہوگی توحید کے معنی سالک کے دلنشیں نہ ہوں گے، اگر ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی میں بھی کمی ہوگی تو یہی شرک خفی ہوگا۔

حق کے لیے مخلوق سے وابستگی:

اے عزیز! اگر چہ ہر طرح مخلوق سے قطع تعلق ممکن ہے لیکن مخلوق سے حق کے لیے پیوستہ رہنا اچھا ہے کہ اس طرح مخلوق سے وابستگی حق تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ مثلاً پیر کو تلاش کرنا کہ وہ راہ خدا کے رہبر ہوتے ہیں۔ بہشت کی آرزو کرنا کہ خدا تعالیٰ کے دیدار کا وعدہ جنت میں پورا ہوگا۔ اولیاء اللہ سے محبت کرنا کہ وہ حق تعالیٰ کے دوست ہیں یا ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ لوگ یاد خدا میں محو ہیں، یا ماں باپ کو خوش رکھنے کی فکر کرنا کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی ان کی خوشنودی میں ہے۔ یا مخلوق کے حسن سے اس اُمید میں عشق کرنا کہ مجاز سے حقیقت تک رسائی ہوگی۔ یہ تمام امور اور ان کے مثل حقیقت میں خدا ہی سے پیوستگی ہے اگر چہ بہ ظاہر مخلوق سے وابستگی ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حدیث سے اس کی تائید:

اِنَّ اللہ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی نِیَّاتِکُمْ ○

(ترجمہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نہ تمھاری صورتوں کو دیکھتا ہے نہ تمھارے اعمال کو بلکہ وہ تمھاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

عاشقاں دائم تعالیٰ دوست دارند دوست — درغم و راحت رضائی دوست می دارند دوست
وعدۂ دیدار چوں در جنت آمد لاجرم — عاشقاں جنت برائے دوست میدارند دوست

بشرطیکہ ان امور میں نیت خالص ہو نہ کہ نفس کی خاطر ان کاموں میں مشغول ہو، اور حق کی نیت کو بہانہ بنائے۔

Marfat.com

عشق کمال طاعت کا باعث ہے:

حق کی حضوری اور خلق سے غفلت جو کمال طاعات کی شرط اور تمام عبادات سے مقصود ہے کسی عمل سے حاصل نہیں ہوتی اور کسی تدبیر سے ہاتھ نہیں آتی یہ صرف عشق سے حاصل ہو سکتی ہے۔ عشق حقیقی یا مجازی کے غم سے جو آشنا ہے وہ اس بات کی صداقت کا چشم دید گواہ ہے کہ جب محبوب دل میں سماتا ہے تو دل میں معشوق کے سوا کوئی باقی نہیں رہتا۔ عاشق کسی کام میں بھی مصروف ہو اس کا دل محبوب کی یاد سے معمور ہوتا ہے، گویا ہو یا خاموش اس کی یاد اور اسی کے ذکر سے سرشار ہے، اگر سوتا ہے تو اسی کے خواب دیکھتا ہے اگر بیدار ہے تو اسی کے وصال کی آرزو میں گم ہے۔ ہر عاشق تمام امور میں اُٹھنا، بیٹھنا ہو یا چلنا پھرنا، کھانا کھانا ہو یا نماز و قرآن پڑھنا جس طرف بھی متوجہ ہوگا جو کام بھی کرے گا بہ ظاہر وہ ان کاموں میں لگا ہوگا لیکن اس کا دل یار کے حضور میں حاضر ہوگا۔ خواہ عشق حقیقی ہو یا مجازی۔

جب دل میں غیر کا خیال نہ ہوگا تو ہر عبادت حضور دل سے ادا کرے گا۔ پھر اس کی تمام عبادات میں کمال پیدا ہوگا اور اس کی تمام عبادتوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ بدلیل حدیث رسول اللہ ﷺ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ ۝

(ترجمہ): ''کوئی نماز حضور قلب کے بغیر نہیں ہوتی''۔ جب تک نماز میں دل نہ لگے نماز نہیں ہوتی۔ عبادات میں جو مراتب ہیں اور اطاعت کے جو مقاصد ہیں وہ خزانہ عشق میں جمع ہیں۔

کیوں کہ عشق جامع کمالات ہے۔ اسی مفہوم کو مولانا روم بیان فرماتے ہیں:

شاد باد! اے عشق (۱) خوش سودائے ما ۔۔۔ اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائی نخوت و ناموس ما ۔۔۔ وی تو افلاطون و جالینوس ما
ہرچہ گویم عشق را شرح و بیاں ۔۔۔ چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

---

(۱) عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا ۔۔۔ درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا
عشق نخوت و تکبر کا بہترین علاج ہے اور انسان کی جملہ علتوں کا بہترین طبیب عشق کی تعریف اور تفسیر نہیں ہو سکتی اس کا حق ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اس کے سامنے ہمیشہ شرمندہ رہوں گا۔

Marfat.com

آماجگاہ عشق:

حق تعالیٰ نے ہر عضو کو ایک ایک عبادت کی منزل مقرر کی ہے جس سے وہ ظہور میں آتی ہے۔لیکن عشق کی بنیاد خانہ دل میں رکھی ہے جو تمام بدن میں ایک محفوظ اور مستور جگہ ہے اور یہ اس راز کے مخفی رہنے کا اشارہ ہے۔ جو بندے اور مالک بے نیاز کے درمیان ہوتا ہے۔ عاشق کو چاہیے کہ نامحرموں اور نااہلوں سے اس راز کو چھپائے رکھے اور اس کے ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے کیوں کہ اظہار کرنے میں ریا ہوتی ہے اور عشق کا غلبہ بھی ہوتا ہے۔

عشق کی مجبوری:

دل تہی گردد چو از دل بر زباں آرند راز　　　مشک را بو کم شود چوں شد دہانِ نافہ باز

(ترجمہ): راز بیان کر دیا جائے تو دل خالی ہو جاتا ہے۔ جیسے نافہ کا منہ کھل جائے تو اس کی خوشبو اُڑ جاتی ہے۔

لیکن اگر کبھی حالات عشق اور جذبات شوق غالب آ کر زمام اختیار اس کے قابو میں نہ رہے اور وہ بے اختیار پردۂ راز اُٹھا دے اور ان حالات کو ضبط کرنا اس کے لیے ممکن نہ ہو تو **لا یکلف اللہ نفساً اِلَّا وسعھا** (۱)'' کے مطابق اس کے اظہار میں معذور ہوگا۔

عشق کے بغیر راہ شریعت طے نہیں ہوتی:

راہ شریعت سرتا سر راہ عشق ہے۔ یہ راہ بغیر عشق طے نہیں ہوتی۔ اس کا سالک عاشق کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ قرآن وحدیث میں جو اوامر و نواہی ہیں اور ان کے بجا لانے میں جو تکلیف ہوتی ہے اس کی برداشت بغیر عشق ممکن نہیں اور اس رنج و تکلیف کو عاشق کے سوا کوئی پسند نہیں کرتا۔ اگر چہ عابد و زاہد حضرات دوزخ کے خوف اور جنت کی اُمید میں اس قسم کی تکالیف برداشت کرتے ہیں لیکن اکثر جگہ لغزش ہو جاتی ہے اور کمال تقویٰ باقی نہیں رہتا اور آنحضرت ﷺ کی اتباع کے لیے پوری طرح کمر ہمت نہیں باندھتے اور اکثر احکام شریعت بجا نہیں لاتے کیوں کہ

(۱) پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۸۶۔

Marfat.com

ان کا تقویٰ جنت و دوزخ کے اُمید کی وجہ سے ہے اور عاشقوں کی پرہیزگاری پروردگار کے عشق میں ہے۔ جو کام عشق و محبت کے ہاتھوں انجام پاتا ہے اس کام سے بدرجہا بہتر ہوتا ہے جو اُمید و بیم میں کیا جائے۔ اسی لیے ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ زاہد راہ خدا میں چلتا ہے اور عارف اس کی راہ میں اُڑتا ہے:

کے رسند ایں در گرد عشق   کا سماں را فرش سازد درد عشق
زاہدے باترس می آید بپا   عاشقاں پراں تراز برق و ہوا

شریعت، طریقت، حقیقت:

روضہ: میرے عزیز! قرآن پاک اور حدیث شریف میں جو کچھ ہے اور جن باتوں پر علماء کا اجماع ہے وہ شریعت ہے اور انھیں اعمال کو تقویٰ اور احتیاط سے بجالانا طریقت ہے۔ اور ان اعمال کی برکت سے جو کوائف حاصل ہوتے ہیں وہ حقیقت ہے۔

شریعت و طریقت کا فرق:

سوال: شریعت و طریقت میں فرق کیا ہے؟

شریعت و طریقت میں نسبت:

جواب: ایک تو مساوات کی نسبت ہے، دوسرے عموم و خصوص مطلق کی نسبت سے بھی فرق ہے۔ یعنی ایک طرح سے شریعت عام اور طریقت خاص، یعنی طریقت شریعت میں داخل ہے اور شریعت شاملِ طریقت ہے۔

نسبت مساوات:

نسبت مساوات اس لیے ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال''۔ آں حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ دو جدا چیزیں ہیں لیکن حقیقت کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔ ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس معنی میں فرق کرتے ہیں کیوں کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا ہے

Marfat.com

اس پر خود عمل بھی کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا قول:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (۱)o

(ترجمہ): ''تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو'' کی تردید ہوتی ہے۔

پس اقوال افعال کے تحت ہیں جن اقوال پر آپ نے عمل فرمایا ہے۔ انھیں کی اتباع کا حکم دیا ہے تو آپ کے افعال کی متابعت ثابت ہوگئی۔ اب رہے آپ کے اقوال تو افعال اقوال میں داخل ہیں، اب چوں کہ افعال و اقوال میں اتحاد ثابت ہو گیا تو شریعت و طریقت میں بھی اتحاد لازم آیا۔

اب رہے اقوال تو اوپر کی دلیل سے ثابت ہوا تو افعال و اقوال میں داخل ہیں۔ چوں کہ اقوال افعال میں اتحاد ثابت ہوا تو شریعت و طریقت میں بھی اتحاد ہونا ضروری ہو گیا۔

سوال:

جب کہ شریعت و طریقت میں اشتراک پایا جاتا ہے تو پھر الگ الگ نام اور الگ الگ حکم کا کیا فائدہ ہے۔ یعنی کیوں شریعت کا حکم اقوال کے ساتھ فرمایا اور طریقت کا حکم افعال کے ساتھ واضح فرمایا۔

جواب:

یہ جائز ہے کہ نام اور حکم الگ الگ ہوں لیکن حقیقت میں اتحاد پایا جاتا ہوں جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''ایمان سینے میں پوشیدہ ہے اور اسلام ظاہر ہے''۔ تفرید اسلام سے ایمان و اسلام کے حکم کے درمیان تفرید موجود ہے لیکن باعتبار ''ماصدق'' مغایرت مفقود ہے، کیوں کہ جو مسلم ہے وہ مومن ہے اور جو مومن ہے مسلم ہے۔ لیکن نسبت عموم وخصوص مطلق کی ہے چونکہ شریعت آنحضرت ﷺ کے اقوال سے عبارت ہے اور اقوال آنحضرت ﷺ اداء احکام کے لیے عام ہیں اس معنی میں احادیث کا حکم صرف اداء عمل کا ہوگا اور تقویٰ واحتیاط کی قید اس پر بڑھادی کہ وہ فرائض و واجبات کے درجے میں ہے ور احادیث میں اعمال بجالانے کو تقویٰ واحتیاط فرمایا گیا کہ یہ رتبہ مسنونات و مستحبات کا ہے۔

(۱) پارہ ۲۸، سورہ الصف، آیت ۲۔

Marfat.com

طریقت:

طریقت آنحضرت ﷺ کے افعال سے عبارت ہے اور آپ کے افعال بحر توحید کے وہ دریکتا ہیں جو تقویٰ واحتیاط کے ساتھ مخصوص ہیں۔ پس اس اعتبار سے شریعت عام ہے اور طریقت خاص، اس نکتہ سے یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ عام کا وجود خاص کے بغیر ممکن ہے، لیکن خاص کا وجود عام کے بغیر محال یعنی اس کی تعبیر اس طرح ہوسکتی ہے کہ ایک شخص شریعت پر عامل ہو لیکن ابھی اس نے طریقت کی راہ میں قدم نہ رکھا ہو لیکن یہ محال ہے کہ ایک شخص راہ طریقت کا سالک ہو اور شریعت پر عامل نہ ہو۔ وجہ اوّل کے اعتبار سے جو شریعت پر ہے وہ طریقت میں ہے اور جو طریقت میں ہے شریعت پر بھی ہے۔ یقین جانو کہ طریقت وحقیقت کسی طرح بھی شریعت سے باہر نہیں ہیں۔ اس کی دلیل کہ طریقت وحقیقت، شریعت میں داخل ہیں، کئی وجوہ پر ہے۔

پہلی دلیل:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (ترجمہ) ''طریقت میرے افعال اور حقیقت میرے احوال ہیں'' پس ہر فعل وحال جو آنحضرت ﷺ سے صادر ہوگا اور آپ کی افعالی صفات میں ہوگا وہ ہمارے لیے سنت ہے اور سنت احکام شریعت میں سے ایک حکم ہے۔

دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ نے ہم کو آنحضرت کی اتباع کا حکم فرمایا ہے:

وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

''آپ کی اتباع کرو تاکہ ہدایت پاؤ''۔

آیت کریمہ میں اتباع کا جو حکم ہے وہ عام ہے اور یہ حکم پوری پوری اتباع کے لیے ہے خواہ اقوال ہوں یا افعال پس چونکہ طریقت آنحضرت ﷺ سے افعالی نسبت ہے اور حقیقت احوالی متابعت کا حکم ہے۔ افعال کی متابعت کرنا طریقت ہے اور احوال کی متابعت حقیقت اور جس چیز کے بجالانے کا حکم ہے وہ شریعت میں داخل ہے۔

Marfat.com

تیسری دلیل:

ہر عمل، اور اعتقاد جو طریقت اور حقیقت میں ہے جیسے ترک دنیا، سلوک، تقویٰ، مخالفت نفس وہوا، تحقیق فنا، دوام ذکر حق، نفیِ ماسوا، جدوجہد برائے قرب مولیٰ وغیرہ آیات واحادیث واجماع سے باہر نہیں ہے۔ اور جو کچھ آیات واحادیث اور اجماع سے ہے وہ شریعت میں داخل ہے۔

چوتھی دلیل:

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ خط مستقیم خدا تعالیٰ کی طرف جاتا ہے اور اس خط کے دائیں بائیں کچھ اور خطوط کھینچے کہ یہ راستے میں جن میں سے ہر ایک پر ایک ایک عفریت بہکانے کو بیٹھا ہے(۱) اور یہ آیت پڑھی:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْماً فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۝ ذَالِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۝

(ترجمہ) ''خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی یہ سیدھی راہ ہے پس اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں کی اتباع نہ کرو ورنہ دوسری راہیں تم کو راہ حق سے جدا کر دیں گی''۔

اور راہ حق تمھاری شریعت ہے جس پر چلنے کا حکم خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تم کو خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور دوسری راہوں سے بچنا چاہیے۔ اس آیت اور اس حدیث کے مطابق صرف یہی ایک سیدھی راہ ہے جو حق کی طرف جاتی ہے اور علماء کا اجماع ہے کہ وہ راہ خیر شریعت ہے پس طریقت و حقیقت بھی اس راہ میں داخل ہیں اور جس نے دوسری کوئی راہ اختیار کی وہ گمراہ ہوگا۔

سوال:

جب راہ حق ایک ہی ہے تو ''الطریق الی اللہ بعدد انفاسِ الخلائق''۔ ترجمہ: ''اللہ کی طرف پہنچانے والے راستے خلائق کی تعداد کے برابر ہیں''۔ کیوں مقرر کیا گیا ہے۔

---

(۱) بخاری شریف

(۲) پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۳۔

Marfat.com

جواب:

یہ تمام راہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف پہنچانے والی ہیں شریعت عزیز کے اعمال سے عبارت ہیں اور شریعت ان سب کی جامع ہے، کیوں کہ بعض کثرت نماز کے ذریعہ حق تعالیٰ کو حاصل کرتے ہیں اور بعض عجز و نیاز کے ذریعہ بعض زیادہ روزے رکھ کر اور بعض بزرگ اس کے لیے راتوں کی نیند حرام کر کے قرب خداوندی حاصل کرتے ہیں۔ کوئی ہر وقت خدا کی یاد میں محو ہو کر اور اس کے کمال ذکر سے، کوئی غزا و جہاد سے، تو کوئی رفاہ عام کے کام سے، کوئی صدقہ و خیرات کے وسیلے سے، غرض بھلائی اور نیکی کے وہ سارے کام جو اعمال شریعت ہیں وہ قرب خداوندی کے مختلف راستے ہیں اور جو شریعت کے اعمال نہیں ہیں وہ کفر یا بدعت ہیں یہی وہ راستے ہیں جن پر شیطان مقرر ہیں جیسا کہ نبی ﷺ کی مذکورہ حدیث میں بیان ہوا۔

کمال شریعت:

طریقت کمال شریعت ہے اور آدمی شریعت میں اسی وقت کامل ہوتا ہے جب اعمال طریقت پر عمل کرے اور سلوک طریقت اس وقت طے ہوتے ہیں جب کہ اس کی راہ شریعت کے مطابق ہو۔ بعض نادان جنھیں شریعت کی حقیقت کا پتہ نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شریعت، روزہ، نماز، زکواۃ، حج کا نام ہے۔ انھیں خبر نہیں کہ شریعت خدا اور رسول خدا ﷺ کے تمام احکام پر عمل کرنے کا نام ہے جس میں طریقت بھی داخل ہے۔ اور بعض ناواقف جو طریقت کو پوری طرح نہیں جانتے وہ سمجھتے ہیں کہ طریقت لذتوں کے ترک کرنے اور ماسوا سے قطع تعلق کرنے کا نام ہے۔ وہ اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ طریقت دراصل آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال میں آپ کی اتباع کرنے اور تمام فرائض و واجبات کی ادائیگی پر مشتمل ہے کیوں کہ کمال شریعت اس سے حاصل ہوتا ہے۔ پس جو شخص شریعت کی راہ میں کامل ہے طریقت کے احکام کا یقینا عامل ہے۔

چوں تابع احکام شریعت گردی ناچار تو سالک طریقت گردی

(ترجمہ) جب تو شرعی احکام پر عامل ہوگا تو یقینا راہ طریقت کا سالک ہوگا۔

Marfat.com

شریعت کے مدارج درجہ اوّل: روضہ:

شریعت کے دو درجے ہیں ایک درجہ فرائض واجبات وسنن مؤکدہ کا ہے اور منہیات و محرمات سے پرہیز کا ہے جس کے ارتکاب سے حد کفر سے باہر ہوکر شرعی حد میں داخل ہوتا ہے۔

درجہ دوم:

دوسرا درجہ سنن زائدہ، مستحبات اور شبہات ومکروہات سے پرہیز کا ہے جس کے بجا لانے سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور طریقت اسی دوسرے درجہ کا نام ہے اب شریعت میں آدمی اس وقت کامل ہوگا جب دونوں درجوں پر عامل ہوگا اگر درجہ اوّل میں کامل رہا اور دوسرے درجہ تک پہنچنے کی جانب مائل نہ ہوا تو اگرچہ شریعت کی حد میں داخل رہے گا لیکن شریعت کاملہ سے خارج ہوگا۔ اسی بناء پر ایک بزرگ نے فرمایا ہے:

اگر تو در شریعت کامل آئی — طریقت را ضرورت شامل آئی
شریعت را مقدم دار اکنوں — طریقت از شریعت نیست بیروں
کسے کو در شریعت راسخ آید — حقیقت رابردل خود کشاید

(ترجمہ) اگر تو شریعت میں کامل ہوگا تو طریقت میں بھی ضرور شامل ہوگا۔ شریعت مقدم ہے اور طریقت شریعت سے الگ نہیں ہے۔ جو شریعت میں راسخ ہوگا اس پر حقیقت کے اسرار کُھل جائیں گے۔

ثبوت طریقت: روضہ:

بعضے اعمال جن کو اہلِ سلوک نے طریقت کہا ہے۔ جیسے دوام ذکرِ حق وترک محبت دنیا اس طرح کہ خدا سے ایک لحظہ کی غفلت حرام کہتے ہیں اور دنیا کی محبت کو کسی طرح جائز نہیں رکھتے۔ پس جب کہ وہ چیزیں جو شریعت میں فرض ہیں طریقت میں جو شریعت کا جز ہے کیوں نہ ثابت وفرض ہوں گی۔

طریقت سنت رسول ﷺ ہے: روضہ:

جب طریقت خاتم النبیین ﷺ کی سنت ہے تو یہ شرائط اس سنت کی صحت سے مشروط

Marfat.com

ہوں گی" جیسا کہ نماز میں ہے۔ نفل میں بھی فرائض میں بھی۔ اگر مصلی ان میں سے ایک کو ترک کرے گا۔ نماز فاسد ہوگی۔ اسی پر طریقت کے فرائض کو قیاس کرنا چاہیے۔

جب علماء کا اجماع اور عارفان پاک کا اتفاق ہے کہ ہمارے لیے وہ رسول کافی ہیں جن کا سینہ معرفت حق کا گنجینہ اور جن کا دل موجِ عشق حقیقی کا سفینہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کی اتباع کا حکم دیا ہے تو ظاہر ہے کہ عشق و معرفت کے حاصل کرنے کا بھی حکم دیا ہے بلکہ ان تمام امور کا جو آپ کی ذات مجتمع صفات میں جمع ہیں چاہے وہ اقوال و افعال ہوں یا اخلاق و احوال لہٰذا شریعت کے احکام بجالانے اور طریقت و حقیقت میں کمال حاصل کرنے کا یکساں حکم ہے۔ ظاہر کو آپ کی ذات کے ساتھ اور باطن کو آپ کے اخلاق کے ساتھ متصف کرے

کردنِ سر بوحدت مطلق در شہودی خدائے مستغرق
اگر اینہا نہ حد خود دانی جہد کن آں قدر کہ بتوانی

(ترجمہ) دل میں صرف وحدت مطلق کو جگہ دے اور خود خدا کے دھیان میں مستغرق رہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو جس قدر ہو سکے اس کی کوشش کرے۔

متبعِ سُنّت:

اتباع سنّت اور پیروی رسول اللہ ﷺ آسان نہیں ہے۔ آپ کی سنّت کا متبع وہ شخص ہوتا ہے جو دنیا کو چھوڑ کر زہد و تقویٰ کی راہ اختیار کرے، نفس و خواہشات کی مخالفت میں سرگرم ہو حق کی خاطر جد و جہد کرے، وحدت مطلق کے مشاہدے کے ساتھ ذکر دوام حاصل کرے، اور ظاہر و باطن کے ساتھ راہ شریعت طے کرے۔ اور تمام اعمال و احوال جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں تھے بجالائے اس وقت اتباع درست ہوگی، لیکن یہ کہ چند آسان سنتوں کو بجالائے اور جو نفس پر شاق ہوں ان کو ترک کر دے اور اس کے باوجود اپنے کو رسول اللہ ﷺ کے متبعین میں شمار کرے تو وہ بے خبر ہے اس کو اتباع سنّت کی حقیقت معلوم نہیں۔ ہاں اگر بعض اعمال کی وجہ سے اس پر اتباع کا اطلاق کریں تو درست ہے اگر تمام اعمال کے اعتبار متبع ہونے کا اطلاق کریں گے تو غلط ہوگا۔

Marfat.com

عقائد شریعت و حقیقت میں فرق نہیں: روضہ:

شریعت و حقیقت کے عقائد ایک ہیں ان کے درمیان فرق و تفاوت بالکل نہیں ہے۔ ہاں جو چیز ان میں مختلف ہے وہ احوال ہیں جو ایک کو دو دکھاتے ہیں۔

عین حق و غیر حق کی بحث:

سوال:

شریعت میں خلق کو غیر حق اور طریقت میں "عین حق" کہتے ہیں تو دونوں کے اعتقاد میں موافقت کیسے واقع ہوگی اور مخالفت کیسے رفع ہوگی؟

جواب:

شریعت میں خلق کو جو "غیر حق" مقرر کیا ہے اس سے غیریت مجازی مراد ہے اور مجازی غیریت عینیت حقیقی کے منافی نہیں ہے جس کے سبب اعتقاد حقیقت میں منافات و مخالفت واقع ہو اور حقیقت میں خلق کو عینِ حق کہا ہے اس سے عین، عین حقیقی مراد ہے نہ کہ عین مجازی، اور عینیت حقیقی غیریت مجازی کے عرض کے ساتھ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اعتقاد شریعت میں مغائرت واقع ہو۔ پس اس معنی میں خلق باعتبار حقیقت عین حق ہے اور باعتبار صورت مجاز غیر حق ہے اور یہ دونوں اعتبارات مخلوق میں خداوند بے نیاز کی نسبت سے ثابت ہیں۔ پس جو شخص ان دونوں اعتقادات کا معتقد ہے صادق ہے اور جو ان دونوں کا منکر ہے منافق ہے۔ کیوں کہ ان میں سے کسی ایک کا انکار یا عرفا کے حال کا انکار، یہ دونوں انکار نادرست ہیں اور صریح نادانی ہے۔ اگر تمھاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو اس مثال کو دیکھو، اچھی طرح بات سمجھ میں آ جائے گی۔

عینیت و غیریت کی مثال:

ایک زبردست دریا ہے جس کی نہ ابتدا و انتہا معلوم ہے نہ عرض و عمق کی وسعت اور ایک چھوٹا دریا اس سے نکل کر ایک طرف رواں ہوا۔ پس حقیقت کے اعتبار سے وہ عین بحر ہے کیوں کہ یہ اسی بحر سے نکلا

Marfat.com

ہے بلکہ وہی دریا جو اس جگہ ٹھہرا ہوا ہے بحر متصف ہے اس مقام میں ایک منکشف صورت ہے۔

عین دریا کہتا ہے سچا ہے۔ صوفیہ جسے عینیت خلق یا حق کہتے ہیں وہ یہی عینیت ہے اور وہی دریا جو باعتبار حقیقت عین بحر ہے باعتبار مجاز غیر بحر ہے اس لیے کہ وہ صفات جو اس بحرِ بیکراں میں موجود ہیں وہ اس دریا میں مفقود ہیں۔ جس عظمت و شوکت کے ساتھ بحر بیکراں بہہ رہا ہے وہ دریا اس صورت و صفت سے خالی ہے۔ کیوں کہ سمندر ہاتھی کو ڈبو دیتا ہے اور دریا میں کمر سے زیادہ پانی نہیں ہے۔ سمندر میں بڑے بڑے جہاز چل سکتے ہیں اور دریا میں معمولی چھوٹی کشتی بھی نہیں چل سکتی، جو شخص اس لحاظ سے دریا کو "غیر بحر" کہتا ہے وہ بھی راہ حق ہی دکھاتا ہے۔ حق و خلق کی مغائرت جس کے علماء قائل ہیں اسی فرق کی بناء پر ہے:

که فاعل شر بود و که کاسب خیر — که صاحب خانقه و که راهب دیر
از روئی تعین همه غیر اند نه عین — وز روئی تحقق همه عین اند نه غیر

ترجمہ: شر کا فاعل کون ہے اور خیر کا حاصل کرنے والا کون، تعین کے اعتبار سے سب غیر ہیں کوئی عین نہیں اور بہ اعتبار حقیقت سب عین ہیں کسی میں غیریت نہیں"۔

عینیت کے سمجھنے میں غلطی:

لیکن جو شخص بحر کو عین نہر سمجھتا ہے اور ذات و صفات کے اعتبار سے بھی کوئی فرق نہیں کرتا جاہل ہے، عقل سے نابلد ہے کیوں کہ فرق بالمشاہدہ موجود ہے۔ پس منکر مذموم و مردود ہے اور بے دینوں کا یہی مذہب ہے۔ اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ یہ نہر اس بحر سے نہیں نکلی ہے بلکہ اس کا اپنا وجود علیحدہ ہے وہ غافل ہے اور بصیرت نہیں رکھتا:

گرچہ عالم قطرہ از بحر ذات مطلق است — درمیانِ بحر و قطرہ فرق دیدن از حق است
یعنی فرق انگاشتن بر ہر دو ظن ملحد است — غیر دیدن یکدگر را نیز با شرک اوفق است

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس اللہ سرہ اس باب میں فرماتے ہیں:

نه به تنزیہہ شو چناں مشغوف — که بمعنی صفت شوی موصوف

Marfat.com

نہ بہ تشبیہ ایں چناں مائل — کہ بجسم وجہت شوی قائل
معتدل شو کہ ہر کہ اہل دل است — از جمیع امور معتدل است
تا رساند ترا مرتبہ ہا — حکم خیر الامور اوسطہا

(ترجمہ) ذات پاک کی تنزیہ میں اتنا شغف نہ ہو کہ صفت کو موصوف سمجھ لو نہ ذات پاک کی تشبیہ اس طرح سے دو کہ جسم و جہت کے قائل معلوم ہونے لگو۔ اعتدال پر رہو کیوں کہ اہلِ دل تمام امور میں اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ تا کہ بلند مراتب تک تمھاری رسائی ہو کیوں کہ ہر معاملہ میں درمیانی راہ بہتر ہوتی ہے۔

میرے عزیز! جو تمثیل اوپر بیان کی گئی ہے اس سے یہ نہ سمجھو کہ ذات حق کل ہے اور خلق اس کا جزو جیسا کہ نہر بحر کا جزو ہے لیکن اس کا نقص اور تفاوت بحر کی نسبت سے ظاہر ہے۔ اسی طرح خلق ذات حق کا ظہور ہے لیکن یہ ظہور اس کی صفت کی نسبت سے ایک جو ہے بلکہ بحر کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے۔ اس معنی میں کہ مخلوق کی ذات وصفات میں نقص ہوتا ہے اور حق جل وعلیٰ کی ذات وکمال [کی] صفات اس سے پاک ہے۔ صفات میں تغیر، خیالات میں تبدیلی، حادثات کا وقوع جیسے رنج و غم، قضا و عدم مخلوق کی خصوصیات ہیں، ذات مطلق ان چیزوں سے مبرا و پاک ہے۔ مثلاً جو حالات قطرہ پر گذرتے ہیں وہ بحر کو پیش نہیں آتے۔ قطرہ کو ایک آدمی پی جاتا ہے لیکن بحر کو نہیں پی سکتا، قطرہ تیرہ ہو جاتا ہے بحر میں تیرگی نہیں آتی، قطرہ رنگوں کے امتزاج سے سبز، سرخ یا سیاہ ہو جاتا ہے بحر کوئی رنگ قبول نہیں کرتا۔

حق گرچہ با نواع صور کردہ ظہور — شد (؟) دارد بعالم مشہور
ہر حادثہ کہ برجہاں می گذرد — از ساحت پاک حضرتش باشد

ذات حق کی تلاش کیوں؟

سوال:

جب کہ ذات حق کا ظہور تمام موجودات سے آشکارا ہے اور اس کا جلوہ کائنات کے ذرے

Marfat.com

ذرّے سے نمایاں ہے تو یہ کیا ہے کہ طالبان حق اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور حیراں ہیں اور یہ کیوں ہے کہ اس کو ڈھونڈ ھتے ہیں اور نہیں پاتے۔

جواب: اگرچہ تمام موجودات اس ذات کا ظہور ہے لیکن بحر ذات مطلق کی نسبت سے قطرات ہیں، جو شخص بحر کا طالب ہو اس کو قطرات دیکھ کر کیسے تسلی ہو سکتی ہے:

بدنیا عاشقاں بے کار باشند بعقبیٰ نیز بی آرام باشند
بیک قطرہ کجا گردند قانع نہنگانے کہ بحر آشام باشند

ترجمہ: عاشق دنیا میں کسی کام کے نہیں رہتے اور عقبیٰ میں بھی بے آرام ہی رہیں گے جو نہنگ بحر آشام ہوں، انھیں ایک قطرہ سے کیا تسکین ہو سکتی ہے جو طالبان حق ہیں وہ مظاہر قدرت کے جلوے دیکھ کر تسکین نہیں پاتے۔

طالب حق کو کائنات کے ذرّے میں جلوۂ ذات دیکھنا چاہیے لیکن ذات پاک کی طرف پوری توجہ اور طلب ہونا چاہیے کہ معروف بہ سرّہ شان اور موصوف بصفت آلان کما کان ہے۔ کیونکہ شریعت معظمہ میں بندے کو ذات خداوندی کی طلب کا حکم دیا گیا ہے اور ذات حق کے سوا تمام موجودات وممکنات کی عبادت وطلب سے منع کیا گیا ہے جو شخص لوگوں کا معبود مطلوب ہے وہ کافروں وگمراہوں میں ہے۔ اگرچہ بحر کے طالب کو قطرہ کی دید سے تسلی حاصل نہیں ہوتی لیکن خدا تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جب چاہے طالب کو تجلی دکھائے اور مظہر مقید میں کمال صفات کا مشاہدہ کرائے۔ ذات مطلق کے جمال کا ایک عکس اس پر ڈالے۔ جیسے چراغ شیشہ میں ہو اور شیشہ چراغ کی طرح روشن نظر آئے یا قطرہ میں بحر کا عکس پڑے اور قطرہ میں بحر کی شکل نمایاں ہو۔ اسی طرح ذات مطلق طالب وسال کے آئینۂ دل میں جمال لایزال کا نظارہ کرائے۔ تجلی کے یہی معنی ہیں، اور حضور ﷺ کی حدیث کہ رأیت ربّی فی لیلۃ امرد شاب (۱) اسی معنی کو ظاہر کرتی ہے اور تجلی ہر شکل وصورت میں جائز ہے۔ لیکن ذات سبحانہ اس صورت میں بھی شکل وصورت سے منزہ وپاک ہے:

پذیرد رنگ خورشید آئینہ از عکس اولیس گردد آئینہ خورشید پس خورشید آئینہ

(۱) (ترجمہ): میں نے اپنے پروردگار کو معراج کی شب ایک امرد جوان دیکھا۔

Marfat.com

در قطرہ چو عکس بحر گرد و پیدا — از پر تو آں قطرہ شود بحر نما
اما چوں نظر کنی زراہ معنی — دریا نشود قطرہ و قطرہ دریا

ترجمہ: آئینہ خورشید کا رنگ اس کے عکس سے قبول کرتا ہے، اور خورشید کی طرح روشن آئینہ خورشید سے ہی ہوتا ہے۔ قطرہ میں جب عکس بحر ظاہر ہوتا ہے تو وہ قطرہ بحر نما ہوتا ہے۔ لیکن اگر تم معنی میں غور کرو تو دریا قطرہ نہیں ہو جاتا اور یہ قطرہ دریا نہیں بن جاتا۔

اخفاء حال کا حکم:

شریعت میں وحدت کے انکار کا کوئی وجود نہیں تاہم اس کے اخفا کا حکم ہے کیوں کہ قرآن پاک و احادیث میں اس صورت کا ظہور ان آیات و احایث کی بہ نسبت جو وحدت وجود پر دلالت کرتی ہیں تاویلات سے خالی نہیں ہیں۔ چھپانے میں یہ حکمت ہے کہ اس کا اظہار گمراہوں میں سرکشی کا باعث اور جاہلوں میں فساد کا سبب ہوگا کیوں کہ یہ لوگ بات کی تہ کو نہیں پاتے بلا فرق و امتیاز تمام مخلوق کو عین حق سمجھنے لگیں گے اور مراتب وجود کے فرق مراتب کو فراموش کر دیں گے حلال وحرام کو یکساں جان کر حد شرع سے باہر ہو جائیں گے اس بد اعتقادی اور نافرمانی کے باعث ملحدوں کے زمرہ میں شمار ہوں گے اور غیریت مجاز کا اظہار اگر چہ متبادر ہے کہ قطرہ غیر دریا ہے کسی خرابی عقیدہ اور فساد کا سبب نہیں ہوسکتا، اسی وجہ سے اس کا اظہار جائز ہے۔

اخفاء کی قسمیں:

لیکن اخفاء کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ ہے کہ سب کی نظر سے پوشیدہ ہے جیسے ستارے کہ دن میں آسمان پر جلوہ گر ہوتے ہیں لیکن سب کی آنکھوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

دوسری قسم یہ ہے کہ بعض لوگوں سے وہ مخفی ہوتا ہے اور بعض حضرات کے سامنے عیاں و نمایاں۔ جیسے ۲۹ کا چاند کہ شام کو آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو دور بین نگاہیں دیکھ پاتی ہیں اور جن کی بینائی کمزور ہوتی ہے ان سے وہ پوشیدہ ہی رہتا ہے۔ شریعت میں وجود کا ظہور اور اخفاء مثال ثانی کے موافق ہے۔ بعض آیات و احادیث اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا سمجھنا نکتہ رسی و دقیقہ سنجی

Marfat.com

پر موقوف ہے اور یہ اخفاء اظہارِ راز کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اس راز کا اخفاء عوام سے ہے خواص سے نہیں۔

وحدت وجود پر:

سوال:

جبکہ شریعت میں وحدت وجود کا اعتبار پنہاں ہے تو اس کا جاننا ہم پر کس دلیل سے عیاں ہے؟

جواب: عارفانِ خدا جو خاصانِ بارگاہ ہیں ان کے متواتر بیان اور اولیاء عظام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے اور جو کچھ ان سے سُنا گیا ہے وہ ہمارے لیے سند اور قابلِ اتباع ہے کیوں کہ وہ متقی وصالح ہیں۔ دل وجان سے عامل شریعت اور ظاہر و باطن میں متبع سنت ہیں اور طریق معرفت میں شریعت کی رو سے ان سے گریز ممکن نہیں۔ اوران کا کوئی عمل اور کوئی قول استاد کی اجازت اور پیر کی رخصت کے بغیر نہیں ہوتا۔ یا انھوں نے اپنے پیر سے خود سنا ہے یا پیروں کے واسطے سے بطور تواتر سنا ہے، اسی طرح یہ سلسلہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک اوران سے آں حضرت ﷺ تک پہنچتا ہے، پس اس بات کے راوی سب ثقہ ہیں اس لیے کہ ہر ایک راہ تقویٰ کا سالک اور کذب وافترا کی راہ سے متنفر ہے ہاں جو شخص ان کو ثقہ نہ سمجھے گا وہ ان کے اقوال کا معتقد نہ ہوگا۔ لیکن یہ جب ہی ممکن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کا انکار کرے کیوں کہ ہر سلسلے میں اس گروہ کے لوگ معتقد ہیں۔ اور اولیاء اور عارفوں کا اس پر اجماع ہے۔ جب سالک عبادت وریاضت میں مداومت اختیار کرتا ہے تو مداومت ذکر اس پر فیض کا دروازہ کھول دیتا ہے وحدت وجود کا علم وجدان کے ذریعہ اس کے دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور وجدان بھی علم کا ایک ذریعہ ہے۔ جیسا کہ کلام میں مذکور ہے۔ کہ: اسباب العلم للخلق ثلثة الحواس السليمة و الخبر الصادق و النقل"۔ مخلوق کے لیے علم کے تین ذرائع ہیں۔ صحیح حواس، سچی خبر اور روایت۔

وجدان ذریعہ علم ہے:

وجدان کو اندرونی عقل (عقل کا دل) میں شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی ذات میں دیکھتے

Marfat.com

ہیں کہ ہماری بھوک پیاس، راحت وغم، لذت والم سب وجدان ہیں۔

عارفانِ خدا اور اولیاء کرام کو وحدت وجود کا علم دو ذریعوں سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو اس راہ کے سالکوں سے جن کا سلسلۂ ارادت آں حضرت ﷺ تک پہنچتا ہے اور یہ خبر صادق ہے۔ دوسرے وجدان کہ وہ بھی خبر صادق کے مثل ہے۔

کیا احادیث میں یہ مضامین ہیں؟: سوال:

جب کہ یہ علم احادیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے تو اس کو کتب احادیث میں کیوں نہیں بیان کیا گیا؟

احادیث میں یہ مضامین ہیں:

جواب: احادیث کی مشہور کتابوں میں جو احادیث آئی ہیں انھیں کے مضامین میں اس علم کے معانی بیان ہوئے ہیں لیکن کوتاہ بینوں کی عقل اس کے سمجھنے سے قاصر ہے پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ آں حضرت ﷺ کی تمام احادیث حدیث کی کتابوں میں درج کرلی گئی ہوں، کیوں کہ اکثر احادیث ایسی ہیں جن کے سننے والے عام وخاص سبھی ہیں ان کو آنحضرت ﷺ نے اصحاب سے فرمایا اور حکم دیا کہ عام وخاص سب کو یہ مسائل بتادیے جائیں اور یہ باتیں سکھادی جائیں اور وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعہ سب کو معلوم ہوگئیں۔ جس کو محدثین اور مجتہدین نے جمع کیا اور کتابوں میں لکھ لیا۔

بعض احادیث صرف چند صحابہ کو معلوم تھیں:

بعض احادیث اس قسم کی ہیں کہ جن کے سننے والے گنتی کے چند لوگ ہیں اور آں حضرت ﷺ نے ان احادیث کو صرف مخصوص صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا اور صرف اہلِ اشخاص سے بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا قول ہے تکلموا الناس بعقولھم لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق گفتگو کرو''۔ اور فرمایا:

مَنْ وَضَعَ الْحِکْمَةَ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فقد ظَلَمَ ○

Marfat.com

(ترجمہ): جس نے نااہل کے سامنے حکمت کی باتیں کیں اس نے ظلم کیا۔

اور تمام صحابہ درجہ میں برابر ہونے کے باوجود یکساں نہیں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جس کو جس حقیقت کا اہل سمجھا اس سے وہ حقیقت بیان فرمائی۔ اور غیر اہل سے مخفی رکھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث:

جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ایسے علم حاصل کیے جو پوشیدہ تھے ان میں سے ایک کو تم لوگوں کے سامنے بیان کیا، لیکن اگر اس دوسرے کی اشاعت کروں تو میرا یہ گلا ہی کاٹ دیا جائے گا''(۱)

اس علم کے اخفا کا سبب:

اور جس نے اس علم کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سنا اس نے اس کی اتباع ضروری سمجھی، اس کا اظہار صرف اہل حضرات سے کیا۔ اسی طرح ہمارے زمانے تک وہ علم اس راہ کے سالکوں تک پہنچا۔ اگرچہ مجتہدان کبار اس طریقہ سے خوب واقف تھے لیکن چونکہ اس کا ظاہر کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ اس لیے اس کو ضبطِ تحریر میں نہیں لائے۔ بعض سالکانِ طریقت تنگی ظرف کی وجہ سے حالت سکر میں راہ شریعت سے ڈگمگا گئے اور اس راز کو عوام پر افشاء کرنے سے نہیں ڈرے۔ اسی وجہ سے ان مخفی باتوں میں سے چند ایک عوام میں پھیل گئیں، اور اہلِ شریعت نے اسی اظہار کے سبب ان کے ظاہر کرنے والوں پر قتل کا فتویٰ لگایا:

غیرت گو کہ زبانِ ہمہ خاصان برند　　　　که کجا سرِ غمش در دہن عام اُفتد

غیرت سے کہو کہ افشاء راز کے جرم میں خاصانِ خدا کی زبان کاٹ ڈالے کہ کیسے ان کے غم محبت کے اسرار عوام کو معلوم ہو گئے۔

عوام کو باطنی معنی معلوم نہیں:

ہر چند کہ یہ اسرار عوام میں مشہور ہو گئے لیکن ان کے انوار ان کی نگاہوں سے اب بھی مستور ہی رہے۔ کیوں کہ وہ اس معنی میں بھی ظاہری آیات واحادیث پر عمل کرتے ہیں اور باطنی معانی

(۱) مشکوۃ شریف، جلد اول، کتاب العلم۔

Marfat.com

کے دروازے ان پر اب بھی نہیں کھلے۔

اسرار ازل بقال نتواں دانست — بے نشۂ وجد و حال نتواں دانست
تاکسب کمال نکنی ایں معنی — از گفتہ کسے کمال نتواں دانست

ازل کے اسرار فال دیکھ کر نہیں معلوم ہو سکتے۔ اس کو وجد و حال کی کیفیت کے بغیر نہیں جانا جا سکتا۔ جب تک خود کمال حاصل نہ کرے دوسروں کے بتانے سے کمال معلوم نہیں ہو سکتا۔

باطنی معنی ظاہر آیات واحادیث کے خلاف ہیں؟:

یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ کوئی باطنی معنی ظاہر آیات واحادیث کے مخالف نہیں ہو سکتا ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر جھوٹ کا گمان ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اگر کوئی مدعی ولایت کوئی بات خلاف شرع بیان کرے یا اسے ظاہر ہو اور وہ جملہ اسرار میں شمار کرے تو ہرگز اس کو قبول نہ کرنا چاہیے اور بے شک وشبہ رد کر دینا چاہیے کہ نہ تو وہ پروردگار عالم کی جانب سے اسرا ہیں اور نہ ہی سید الاخبار کی حدیث ہے بلکہ وہ پوری کی پوری بات محض کذب وافترا ہے جو گمراہ کن ہے۔ وہ شیطانی وسوسہ ہے اور نفس وخواہش کی اتباع۔ اس لیے کہ "ہر باطن جو ظاہر معنی کے مخالف ہو وہ باطل ہے"۔ وہ چند نکات ہیں کہ خاصانِ خدا ان کے اخفا پر مامور ہیں۔ ان کی یہ تین قسمیں ہیں۔

تین مخفی اسرار عشق:

اوّل بعضے اسرار عشق ہیں کہ ان کو عوام پر ظاہر کرنا خلاف ادب ہے۔

دوم انوار توحید:

دوسرے انوار وحدت وتوحید ہیں کہ دنیا کو ان کا بتانا حفظ مراتب سے قطع نظر کرنا ہے۔

سوم اخبار کرم ورحمت:

بعض کرم ورحمت کی خبریں ہیں کہ ان کو نادانوں سے کہنا آیات وعید کے انکار کا سبب ہوگا اور فسق وفجور پر جرأت کا باعث بنے گا۔ عوام سے جو خبر اور امر پوشیدہ رکھا گیا ہے ان کے پوشیدہ رکھنے کے یہی راز ہیں۔

Marfat.com

بعض اذکار واشغال کی بحث:

بعض اذکار واشغال جو مرشدان صاحب کمال اپنے طالب وصال مریدوں کو علم وحدت اور زیاد عشق ومحبت کے لیے تلقین کرتے ہیں اور وہ اذکار واشغال کتاب وسنت سے ظاہری سند نہیں رکھتے ہوسکتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کے ہوں اور الہامات خداوندی ان کی دلیل ہو۔ جیسا کہ بعض نمازیں اور دعائیں جنھیں اولیاء اللہ نے پڑھنے کے لیے فرمایا اور ان کے فوائد بیان کیے اور ان کے علم کا ذریعہ الہام ربانی ہو۔ اگر بدعت ثابت ہو تو بدعت حسنہ کہی جائے گی۔ اور ایسے عمل جو نفس کی ہلاکت اور ہوا وہوس کی تباہی کا سبب ہو شریعت میں پسندیدہ بھی ہے اور افضل بھی۔ اس لیے کہ احکام شریعت مطہرہ پر عمل اور بے ریاء اور عجز وانکسار سے بجا لانا نفس کی ہلاکت اور ہوا وہوس کی مخالفت پر منحصر ہے ہر وہ عمل جس سے یہ بات حاصل ہو شریعت میں مستحسن اور پسندیدہ ہے۔

خلاف شرع عمل کا حکم:

مگر جو عمل نامشروع ہے اس کا ارتکاب نیک نیتی کے ساتھ بھی ممنوع ہے۔ اس لیے کہ خلاف شرع اعمال سے فائدہ کی امید خیال خام ہے اور اس کا مرتکب احمق اور نااہل ہے۔ گناہ نیک نیت کے ساتھ بھی عبادت نہیں ہو جاتا۔

اولیاء کرام کے خلاف شرع اعمال کے متعلق:

سوال:

بعض کامل بزرگوں نے اپنے مریدوں کو خلاف شرع عمل کا حکم دیا ہے اور اس عمل کے ہی سبب کشود کار ہوا ہے اس کا کیا سبب ہے؟

جواب:

ان کے کشود کار کا سبب وہ عمل نہیں ہے بلکہ ان نیک اعمال کا ثمرہ جو گناہ کے ساتھ ظہور میں آیا ہے۔ کیوں کہ اگر اس کے کشود باطن کا سبب وہ خلاف شرع عمل ہوتا تو جو لوگ اس گناہ میں مبتلا

Marfat.com

ہیں ان کو بھی وہی مقام حاصل ہو جاتا۔

شاہ شجاع کرمانی کی حکایت:

مشہور ہے کہ شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ طلب حق میں چالیس رات جاگتے رہے اور اس پوری مدت میں پلک بھی نہ جھپکی۔ چالیس روز کے بعد نیند طاری ہوگئی اور ایک گھنٹہ سور ہے۔ ناگاہ خدائے لایزال کا جمال جس کے لیے ہمیشہ بے تاب رہتے تھے خواب میں دیکھا اور اس نیند میں عرض کیا کہ خداوندا میں جس کی طلب میں رات دن دوڑتا رہا تعجب ہے کہ اپنے اس مطلوب کو خواب میں پایا۔

جواب میں آیا کہ اے ناسمجھ! جمال لایزال کی دولت جو تجھے خواب میں میسر آئی یہ اسی بیداری کی بدولت ہے جو تلاش حق میں راتیں گذاریں اگر تو ہمیشہ خواب نوشین کے مزے لیتا تو تیرا نصیبہ نہ جاگتا اور خواب کی یہ نعمت نہ پاتا۔

خلاف شرع اعمال کے بتانے کا سبب:

بعض پیر جو کسی مرید کو کبھی کبھی خلاف شرع عمل کا حکم دیتے ہیں اس وجہ سے دیتے ہیں کہ وہ بعض گناہ سے روکتے ہیں۔ بعض چیزیں جو اس راہ کی مانع ہیں جیسے شراب پینا، امردوں سے ربط رکھنا، دماغ سے غرور کو نکال دیتی ہیں اور بھیک مانگ کر روٹی کھانے سے تکبر ٹوٹتا ہے۔ اس بناء پر مرشدان کامل جنھیں مریدوں کے دلوں کی طینت معلوم ہوتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ اس راہ کے موانع میں سے کوئی مانع اس کی طبیعت میں جڑ پکڑ گیا ہے تو اس کی طبیعت کو پاک صاف کرنے کے لیے وقتی طور پر ایک ایسے گناہ کی اجازت دیتے ہیں جس سے وہ مرض زائل ہو جاتا ہے، علاج کے بعد فوراً ہی اس کو اس ہلاکت گاہ سے باہر لاتے ہیں اور اس خلاف شرع فعل سے روک دیتے ہیں۔

''بے سجادہ رنگین کن'' کی تفسیر:

میلے کپڑے کو پانی سے دھوتے ہیں لیکن صاف نہیں ہوتا، تو اس کو صابن لگا کر صاف کرتے

Marfat.com

ہیں۔صابن کے استعمال سے کپڑے کا میل دور ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی صابن کو بھی دھو کر بہا دیتے ہیں۔ کپڑے میں لگا نہیں رہنے دیتے۔لیکن یہ علاج اس وقت کرتے ہیں جب دوسرے علاج کارگر نہیں ہوتے۔حافظ:ؔ

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

علماء ظاہر و باطن ہم عقیدہ ہیں:

جن عقائد کے علماء ظاہر معتقد ہیں علماء باطن بھی ان میں متحد ہیں۔یعنی جو علماء کے عقائد ہیں وہی عقائد عارفوں کے بھی ہیں۔ان عالموں کے دل عقل کے نور سے بینا ہیں عارفوں کے یہاں یہ حقیقت ظاہر اور ہویدا ہے۔کیوں کہ علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک ذات یکتا و تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، عرفاء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ خدائے پاک و برتر یکتا و منزہ ہے اس کا کوئی مثل نہیں، بلکہ وجود شرکاء سے بھی مقدس و معرّا ہے کیوں کہ وحدہٗ لاشریک لہٗ میں شرکاء کی مطلق نفی ہے۔عارفانِ حق ماسوا اللہ کا حکم یہیں سے اخذ کرتے ہیں (کہ ماسواء کچھ نہیں ہے) اور جو فرق حق اور خلق کے درمیان علماء کے یہاں معتبر ہے وہی فرق عارف بھی مانتے ہیں جیسا فرق قطرہ و دریا میں نظر آتا ہے وہی فرق اطلاق کے اعتبار سے حق اور خلق میں پایا جاتا ہے۔علماء فرماتے ہیں کہ خدا کی ذات جس طرح ازل میں منزل اور مقدس تھی اسی طرح آج بھی بلا تغیر ویسی ہی پاک ہے۔عرفا بھی اسی کے قائل ہیں کہ وہ ذات باعتبار اطلاق جیسی اس وقت تھی اس وقت بھی ہے۔اور یہ کہ علماء خلق کو غیر حق شمار کرتے ہیں، عرفا اس کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ بھی غیریت مجازی ثابت کرتے ہیں۔احکام میں یہ غیریت علماء کے عقیدہ کے موافق ہی ہے۔اور علماء جو یہ کہتے ہیں کہ مخلوق کا وجود اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی خلقت کے اثر سے ہے تو عرفا بھی اسی کے معتقد ہیں کہ تعینات غیر سب کے سب اس کی قدرت و صفت کے مظاہر ہیں کیوں کہ اگر کوئی قادر مطلق اور صانع عالم نہ ہوتا تو کس طرح گوناگوں تعینات کے پردے میں ظہور فرماتا۔

Marfat.com

وحدت وجود وتعینات پر سوال:

جب تمام چیزوں کا وجود اس کی ذات کا ظہور ہے اور تمام عالم کی صفات اس کی صفات کا ظہور ہیں اور اس کی ذات وصفات ازل سے ابد تک ایک حال پر قائم اور تغیر وزوال سے منزہ ہے تو جو شخص عالم میں تغیر قبول کرتا اور بدلتا رہتا ہے وہ کون ہے اور جو چیز عدم سے وجود میں آتی ہے اور وجود سے عدم میں چلی جاتی ہے وہ کیا ہے؟

جواب:

وہ سب اسی کے تعینات وتلبسات ہیں جو عدم سے وجود میں آتے اور وجود سے عدم کو جاتے ہیں اور ذات مطلق کے مختلف ارادہ کے ساتھ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور یہ سب امور اعتباریہ ہیں حقیقی نہیں۔ عالم کا وجود موجودات اعتباریہ سے ہے حقیقی نہیں ہے کیوں کہ وہ سب اعراض ہیں، جوہر نہیں ہیں۔ یعنی حقیقت کے اعتبار سے وہ اعراض ہیں ظاہر کے اعتبار سے نہیں۔ اور اس نکتہ کی فہم طبع قاصر سے بعید ہے۔ پس اس کی ذات خالق اور صانع ہے اور مخلوق ومصنوع اس کے تعینات ہیں۔ اس کی ذات جس طرح ازل میں صفاتِ کمال سے موصوف تھی ویسے ہی آج بھی موصوف ہے اور تغیر وتبدیلی جو کچھ نظر آتی ہے یہ تعینات وتلبسات پر ہوتی ہے۔

گر بگردانی بیک دم صد لباس نیست تبدیلی بذاتت در قیاس

(ترجمہ) اگر تو بیک وقت سو لباس کرے جب بھی تیری ذات میں کوئی تبدیلی نہیں سمجھی جائے گی، ذات تو وہی ہوگی ہاں لباس بدلتے جائیں گے۔

آئینہ کی مثال:

حق تعالیٰ تعینات کے وجود سے نہ بڑھتا ہے نہ ان کے معدوم ہونے سے کوئی کمی اس کی ذات میں آتی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے سامنے سو آئینے ہوں تو ہر آئینے میں اس کی ذات کا عکس ظاہر ہوگا۔ لیکن وہ شخص اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرے گا اور ہر آئینہ میں موجود ہوگا۔ یا وحدت سے نکل کر کثرت قبول کرے گا۔ باوصف وحدت کثرت میں جلوہ گر ہوگا۔ جب آئینہ کو

Marfat.com

سامنے سے ہٹادیں گے تو اس کے عکس معدوم ہو جائیں گے۔ اور وہ شخص بذات خود موجود رہے گا اور اس کے کمال میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور بعض شکستہ اور ناہموار آئینوں میں عکس صحیح نہیں آتا اور اصل کے مطابق نہیں ہوتا۔ بلکہ صورت بری، غلط اور کج مج نظر آتی ہے۔ اس خرابی اور کجی کے ساتھ نظر آنے والی چیز بھی عکس ہی ہے نہ کہ اصل ذات۔ کیوں کہ وہ شخص اپنی اصلی حالت میں اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن اس مثال سے یہ نہ سمجھا جائے کہ تعینات اور تلبسات قادر و قیوم کی ذات کا عکس ہیں۔ کیوں کہ عکس اصل کا غیر ہے اور غیر حق معدوم ہے۔ بلکہ اس تمثیل سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ وجود و عدم سے عکس میں تغیر و تبدل ہوتا ہے اور لوگوں کی شکل میں کوئی تغیر، تبدیلی یا منتقلی واقع نہیں ہوتی اس طرح ذات حق ظہور میں کثرت تعینات کے ساتھ متغیر نہیں ہوتی۔

عین ذات کی جلوہ گری: روضہ:

ذات حق نے جس مظہر میں بھی ظہور کیا ہے اس مظہر میں عین ذات ہی جلوہ گر ہوئی ہے اور مظہر کی صورت میں اپنی ہستی کا اظہار فرمایا ہے لیکن مظہر کی صفات سے بالکل متصف نہیں ہے اور حدوث و امکان کی صفات کا ذرہ برابر اثر نہیں۔ جیسے روشنی کہ رنگارنگ شیشوں سے جھلکتی ہے اور دیکھنے والا رنگوں کے مطابق سرخ و سبز روشنی کے نام سے پکارتا ہے لیکن روشنی سرخ، سبز یا زرد نہیں ہوتی اور اس کی صفات اس نور کے اندر اسی طرح موجود ہوتی ہیں۔ اسی طرح ذات خداوندی کہ تمام اشیاء سے پاک اور بری ہے اور اس کی نمود اشیاء کی صورت میں نمایاں اور ظاہر ہے۔ اس کے بعد بھی اس کا وجود تمام اشیاء سے منزہ اور مبرا ہے۔ لیکن اس مثال سے یہ نہ سمجھنا کہ اس کی ذات سے کوئی اور چیز موجود ہے جس کی صورت میں حق جلوہ گر ہے جیسا کہ رنگین شیشے جو نور کے علاوہ ہیں اور نور ان میں سے جھلکتا ہے کیوں کہ یہ تمام صورتیں اور شکلیں جو نظر آتی ہیں وہ سب اسی ذات کی نمود ہیں ورنہ حقیقت میں ان کا وجود نہیں ہے وہ معدوم ہیں۔ ان کا وجود اعتباری ہے جو محض نمود ہے نہ حقیقی کہ وجود کے تحقق سے عبارت ہے۔

Marfat.com

وجود کے بغیر نمود کیوں کر ممکن ہے:

سوال: جس چیز کا وجود نہیں ہے اس کی نمود کیوں کر ہوگی؟

جواب: نمود کے لیے وجود لازمی نہیں ہے کیوں کہ عکس جو آئینہ میں نظر آتا ہے موجود نہیں ہے۔ لیکن چوں کہ اشیاء کا وجود حقیقت میں ذات حق ہے اس بناء پر وجود کا اطلاق ان پر کیا جاسکتا ہے لیکن جب ان کی ذات کی حیثیت سے ان کا نام لیا جائے گا تو وہ صرف نمود ہوں گی نہ کہ موجود۔ پس تمام عالم نمود حق ہے اور حق وجود عالم۔

روشنی و شیشے کی مثال:

نور اور شیشوں میں سے اس کی نمود کی مثال پر غور کرو کہ صور و اشکال میں حق کے ظہور کے سبب نمود اصلی میں تغیر آ گیا جس طرح نور اپنی چمک کے سبب شیشوں کے رنگ کے ساتھ متغیر ہو گیا۔ یا اس کی اصلی نمود میں رنگین شیشوں کے ساتھ فرق آ گیا، اور شیشوں کے رنگ میں رنگ گیا حالانکہ حق کی نمود جیسی ازل میں تھی ویسی ہی ہے۔ اس کے باوجود ہر طرح کی شکل وصورت میں اس کا جلوہ عیاں ہے تاکہ جو کوئی اس کو صورتوں اور شکلوں میں دیکھنا چاہے وہ متشکل اور متمثل دیکھے اور اگر ہستی مطلق میں نظر کرے مقدس ومنزہ پائے۔ اور یہ تمام صفات ناقصہ، تغیر، تبدیلی، تلبس، تشکل، تمکن، زمان و مکان کی قید، حدوث و امکان وغیرہ سب نمود کی ہیں اور صفات کاملہ، وجوب، قدم، وحدانیت، تنزیہہ، تقدیس، وغیرہ سب لازمۂ وجود حق ہیں۔

رُباعی

در ہستی حق دو امتیاز است عیاں ۔۔۔ بودست یکے دوم نمودش می داں
اوصاف تشبیہ است محمول بریں ۔۔۔ اوصاف تنزیہہ است محمول براں

(ترجمہ): ہستی حق میں دو اعتبار ظاہر ہیں۔ ایک اس کا وجود ہے دوسرے اس کی نمود۔ تمام فانی و تشبیہی صفات کا تعلق اس کی نمود سے ہے اور تقدیس وتنزیہی صفات اس کے وجود کے ہیں۔

Marfat.com

سالک کا عقیدہ:

مذکورہ تمثیل سے مراد یہ ہے کہ سالک کو پختہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ذات حق صفات کمالیہ سے موصوف ہے بے مثل و بے مثال ہے، تغیر و زوال سے پاک ہے، شکل وصورت سے مبرا ہے، وہم و خیال سے پرے ہے اور وہ امکان کے تمام عیوب سے پاک ہے۔ اس کے باوصف طرح طرح کی شکلوں اور صورتوں کو اپنا مظہر بنایا، اور موجودات کے ذرہ ذرہ میں ظہور فرمایا۔ لیکن اس ظہور کے ساتھ اس کی حقیقت ازلی میں کوئی تغیر نہ آیا۔ اور صفات قدیمی تغیر کے شائبہ سے بھی منزہ رہی اور اس کی ذات وصفات جیسی ازل میں تھی اسی حال میں اب بھی ہے۔ اور حوادث کا اثر اس کی ذات پر محال ہے۔ اس کی صفت حقیقتاً صرف تنزیہہ ہے، 'وراس کی نمود میں تنزیہہ وتشبیہ دونوں ہیں اور اگر نمود میں ان دونوں تشبیہ وتنزیہہ کے سبب استحالہ اور جمع ضدین کا خیال پیدا ہو تو دل سے یہ وسوسہ یہ سوچ کر نکال دینا چاہے کہ حق تعالیٰ جمع ضدین پر قادر ہے۔ اگرچہ محال بظاہر نظر آتا ہے۔ اور جزوی عقل اس کے سمجھنے سے عاجز ہے۔ اس لیے کہ دو چیزوں میں تضاد کی صفت خدا تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہے تو جس ذات نے ان کو ایک دوسرے کی ضد بنایا ہے اگر موافق کردے تو بھی درست ہے۔

محالات عقل:

چند چیزیں جن کو عقل محالات میں سمجھتی ہے۔ آئینہ میں ان کو صاف صاف دکھا دیتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ بغیر وجود کے نمود ممکن نہیں اور اس آئینہ میں نمود شکل بے وجود ہوتی ہے۔ دوسری محال کی مثال یہ ہے کہ اعراض بغیر اجسام کے وجود میں نہیں آتے۔ یا محال ہے کہ اجسام کے بغیر اعراض کا وجود ہو۔ حالانکہ آئینہ میں صورت، شکل رنگ اور حرکت وسکون، سب جسم کے بغیر ظہور میں آتے ہیں ایک اور محال عقلی یہ ہے کہ بڑی چیز چھوٹی چیز میں نہیں آسکتی لیکن آئینہ میں بڑی بڑی شکلیں اور صورتیں نظر آتی ہیں باوجودیکہ آئینہ ان سے چھوٹا ہوتا ہے اور ایک مثال لیجیے کہ جو شکلیں ان سے چھوٹے اور دھندلے آئینہ میں نظر آتی ہیں وہ آئینہ کے اندر نہیں ہوتیں بلکہ باہر ہوتی ہیں۔ یہ سب جمع ضدین ہیں اور دو متضاد چیزوں کو یکجا کر دینا اس کی قدرت سے ممکن ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے:

Marfat.com

وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱)

وحدت وجود اور شریعت روضہ:

ہر چند کہ شریعت میں وحدت وجود کی تعبیر پنہاں ہے لیکن آیات واحادیث اور اجماع میں روشن اور واضح ہے۔

تائیدی آیات:

مَارَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (۲) اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (۳) اور هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ (٤) اور اَلَا اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (٥) اور اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (٦) اور وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا (٧) اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (٨) وَغَیْرَ ذَالِكَ۔

موید احادیث:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ رَانِیْ فَقَدْ رَاَالْحَقَّ اور فرمایا لَاتَسَبُّوْا الدَّهْرَ فَاِنَّ الدَّهْرَ هُوَ اللّٰهُ (۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَلْاِحْسَانُ وَاَنْ تَعْبُدُ رَبَّكَ کَاَنَّكَ تَرَاهُ (۱۰)

اجماع:

علماء کا اجماع ہے کہ مخلوق کا قول، فعل اور حرکات وسکنات سب اللہ کی جانب سے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ پارہ ۵، سورہ النساء یہ وحدت الوجود اور مخلوق کے مظہر ذات ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس پر بھی علماء کا اجماع ہے کہ خلق کا وجود قائم باللہ ہے اس میں توحید (وحدت الوجود) کی طرف اشارہ ہے۔ اور علماء محقق وحدت الوجود کے دل سے قائل ہیں لیکن

---

(۱) پارہ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت ۲۔
(۲) پارہ ۹، سورۃ الانفال، آیت ۱۷۔
(۳) پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیت ۱۶۔
(۴) پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۔
(۵) پارہ ۲۵، سورہ حٰم السجدۃ، آیت ۵۴۔
(۶) سورۃ البقرہ
(۷) پارہ ۲۲، سورہ سباء، آیت ۴۷۔
(۸) پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰۔
(۹) مسلم شریف
(۱۰) بخاری ومسلم باب الایمان۔

Marfat.com

زبان پر اس خوف سے نہیں لاتے کہ جاہل، بے وقوف خدا کے بارے میں گمراہی میں نہ جا پڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے سبب بھی کہ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ (۱) اور آں حضرت ﷺ کے ارشاد کے باعث مَنْ وَضَعَ الْحِكْمَةَ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهٖ فَقَدْ ظَلَمَ جس نے نااہل سے حکمت کی بات کہی اس نے ظلم کیا۔

محقق کی قسمیں:

محقق اولیاء کرام و حضرات صوفیہ دو قسم کے ہیں۔ایک صاحب صحو، دوسرے صاحب سکر۔

صاحب صحو:

صاحب صحو وہ لوگ ہیں جنھوں نے لوحِ دل سے نقش وجود غیر حقیقی کو دھوڈالا ہے۔ مشاہدہ غیبیہ حقیقی حاصل ہے لیکن اسی کے ساتھ اعتبار غیریت مجازی کی رعایت بھی ملحوظ رکھتے ہیں۔ ہر شے کے مشاہدہ کے وقت عینیت حقیقی پر نظر رکھتے ہیں اور غیریت مجازی کی خبر اور جو فرق مقید و مطلق میں ہے اور جو تفاوت کہ مقید و مطلق کے درمیان ہے اور ایک دوسرے کی نسبت سے متحقق ہے اس کو اور درجات کے وجود کی رعایت جس کو حفظ مراتب کہتے ہیں ملحوظ رکھتے ہیں۔ شریعت کے احکام عملاً اور اعتقاداً بجالاتے ہیں۔ یعنی تمام اشیاء کو حقیقت کے اعتبار سے ''عین'' کہتے ہیں۔ اور مجازی اعتبار سے ''غیر حق'' اور دونوں کے احکام کی رعایت کرتے ہیں اور یہ مقام انبیاء مرسل اور اولیاء کامل کا ہے اور اس مقام کے جملہ کاملیں:

محققان ہمہ یک ذات در جہاں بیند	ولیک فرق مراتب آں میاں بیند
بحسب مراتب کنند بروے حکم	ز نیک نیکی و از بد بدی عیاں بیند

(ترجمہ): تمام محققین ہر شی کو ایک ذات دیکھتے ہیں لیکن ان سب میں فرق مراتب بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ مراتب کے اعتبار سے ہر ایک پر حکم لگاتے ہیں۔ نیک سے نیکی اور بد سے بدی کو نمایاں طور پر پہنچانتے ہیں۔

(۱) پارہ:۲، سورۃ البقرہ

Marfat.com

صاحبِ سکر:

صاحبِ سکر وہ ہے کہ جس کا اعتقاد تو صاحبِ صحو کے اعتقاد کے مثل ہوتا ہے لیکن عینیت حقیقی کے مشاہدہ میں محو ہو جاتا ہے اور غیریت کے فرق کو نہیں دیکھتا، اعتقاد دونوں کے یکساں ہیں ہاں ان کے مشاہدہ میں فرق ہے کیوں کہ صاحب سکر صرف عینیت حقیقی کے مشاہدوں میں گم ہے اور قطرہ میں دریا کو دیکھتا ہے اور وہ زبان حال سے وحدت وجود کا ایسا قائل ہو جاتا ہے کہ غیریت مجازی کے اعتبارات اس کے دل سے محو ہو جاتے ہیں۔ جب ہر وقت ایک اعتبار کی دید میں محو ہوگا تو دوسرا رُخ نگاہوں سے آپ ہی اُوجھل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے اعتقاد سے زائل نہ ہوگا۔ جیسے زید نے ایک شخص کو ضرب لگائی یا اس کو کوئی چیز عطا کی تو مشاہدے کے لحاظ سے تو ضرب و عطاء کا ظہور زید سے ہوا ہے اور اعتقاد کے لحاظ سے حق جل علیٰ کی تقدیر اس کا سبب ہے اب جو شخص مشاہدہ میں ضرب و عطا کو زید کا فعل سمجھتا ہے اس پر تقدیر حق کا انکار تو صادق نہیں آتا۔

غلبہ سکر میں امتیاز نہیں رہتا:

صاحبِ سکر بعض اوقات غلبۂ سکر کی وجہ سے ایسی باتیں کہتا ہے جو وحدت حقیقی کی طرف اشارہ کرتی ہیں اور غیریت و عینیت کا فرق باقی نہیں رہتا اور حلال و حرام کا امتیاز بھی نہیں ہوتا۔

نظم

محو تماشائی تو گشتم چناں — کز خود و از غیر ندیدیم نشاں
ہر چہ بدیدم ہمہ ذات تو بود — و ز ہمہ اشیاء صفات تو بود
چوں نہ یکے بحر کشد موج موج — چشم سوئی بحر کشادم زموج
مشتغل بحر چناں شد دلم — کز خبر غرق شدن غافلم

(ترجمہ) میں تیری دید میں ایسا محو ہوا کہ مجھے اپنے پرائے کی کوئی خبر نہ رہی اور مجھے سوا

Marfat.com

تیرے کسی کا وجود نظر نہیں آیا، ہر چیز تیری ذات معلوم ہوئی تھی اور تمام اشیاء سے تیری صفات نمایاں تھیں۔ جیسے موج سمندر سے اُٹھتی ہے تو میری نگاہ موج سے نہیں اٹکتی بلکہ اس سمندر کو دیکھتی جس کی یہ موجیں ہیں اور بحر کے خیال میں دل ایسا محو ہو جاتا ہے کہ غرق ہونے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ ہر شے میں ذات حق کا جلوہ نظر آتا ہے اور اس کے علاوہ میں کچھ نہیں دیکھتا۔

مقام سکر:

یہی سکر اور عین القضات وغیرہ کا مقام ہے، اور جو لوگ اس مقام پر پہنچے ہیں وہ پہلی قسم کے لوگوں کی نسبت ناقص اور خام ہیں کیوں کہ صاحبِ صحو نے اس مقام کو حاصل کر کے غیریت مجازی کی رعایت بھی ملحوظ رکھی ہے۔

ایجاد عالم کی غرض:

چونکہ سبحانہ تعالیٰ کی مراد ایجاد عالم سے اپنی معرفت اور عبادت ہے جیسا کہ فرمایا ''ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ وہ عبادت کریں (۱) اور بحکم كُنتُ كَنزاً مخفيًا فَاَحبَبْتُ ان يعرفَ خلقت الخلق ٥ پس عشق و معرفت و عبادت کی نسبت جو عاشق و معشوق، عابد و معبود اور عارف و معروف میں ہے وہ مطلق کے ساتھ غیریت مجازی کی ہے لہٰذا حق سبحانہ تعالیٰ مرتبۂ اطلاق سے جو وحدت محض ہے تقید کے مرتبہ میں جو دوئی صوری اور مجازی سے عبارت ہے ظہور فرمایا۔ ورنہ مرتبہ اطلاق میں عالم سے مستغنی تھا۔

پس اس نسبت کا خیال رکھنا ضروری ہے اور آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم چلنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے خاص مقام وحدت میں غیریت مجازی کے اعتبار کی رعایت رکھی ہے اور ہمیشہ اَشهَدُ اَنَّ مُحمّدًا عَبدُهٗ وَرَسُولُهٗ کی تعلیم دی ہے:

شاہ گر بر تختِ خویشت داد جائے | تو منہ بیروں زحدِ خویش پائے
گر شاہ بنشاندت بنشیں بر سریر | شاد بنشیں لیک خود را بندہ گیر

(۱) وما خلقتُ الجنَّ والانسَ اِلّا لِيَعبُدُونَ ٥

Marfat.com

بندہ باش ... روز و شب کین بود خوشنودی درگاہ رب

صاحبِ صحو کی حالت:

صاحب صحو دو اعتبار کی رعایت کرتے ہیں، اسی بناء پر بعض ایسے الفاظ جو صرف وحدت کے مخبر ہوتے ہیں ان کی زبان سے ادا ہوتے ہیں اور بعض اوقات جذبات شوق ان کے دل پر چھا جاتے ہیں اور ساقی ازل شراب عشق کے جام سے کام جاں کو نوازتا ہے جس سے وہ مدہوش ہو جاتے ہیں اور دوئی کا حجاب اور من وتو کا پردہ درمیان سے اُٹھ جاتا ہے۔ اگر ان کا حوصلہ وظرف نشۂ شراب کے مطابق ہوتا ہے تو زبان سے کوئی لفظ ناپسندیدہ نہیں نکلتا اگر ظرف وسیع نہیں ہے اور اس نشہ کی تاب نہیں لاسکتا تو یقیناً اس کی زبان کھل جائے گی اور نامناسب باتیں لب پر آئیں گی۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ شمس تبریز اور شیخ بایزید رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کیا لیکن صاحبانِ صحو کو جب غلبۂ حال سے افاقہ ہوتا ہے تو جو کچھ جذب میں کہا تھا۔ اس سے پرہیز کرتے ہیں اور توبہ واستغفار فرماتے ہیں۔

سلطان العارفین کا مقولہ اور توبہ:

جیسا کہ سلطان العارفین قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب تجلیاتِ ربانی نظر آئیں اور صفات بشری زائل ہوگئیں تو ان کی زبان سے بے ساختہ کلمہ ''سبحانی ما اعظم شانی'' نکل گیا۔ جب غلبۂ حال کی چمک ماند پڑ گئی تو اپنے اس جملہ سے توبہ کی اور مریدوں کو حکم دیا کہ جب اس قسم کے الفاظ میری زبان سے سنو تو احکام شریعت کی پابندی کرو اور علماء راسخ کے فتویٰ کے مطابق میرے قتل میں سستی نہ کرو۔

توبہ کا سبب:

اس کلمہ سے استغفار اس لیے تھا کہ شریعت میں اس طرح کا کلمہ کہنا درست نہیں ہے نہ کہ سرے سے یہ کلمہ درست نہیں ہے۔ کیوں کہ حقیقت وشریعت ایک ہے۔ اور آخر عمر میں فرمایا اِنّی لو قُلتُ یوماً سبحانی کنت شرکاء قطع زناری۔ اگر میں کسی دن کہوں کہ پاک ہے میری ذات تو میں زناریوں میں سے ہوں گا اور میں کہتا ہوں اشہد ان لاالہ الا اللہ واشہد ان

Marfat.com

محمداً رسول اللہ۔ یہ محض اس لیے کہا تا کہ جاہل اس کلمہ کو درست نہ سمجھ لیں اور شیخ کی تقلید میں زبان سے نہ پڑھنے لگیں۔ بلکہ اس کو کلمات کفر سمجھیں ورنہ ان سے کفر صادر نہیں ہوا تھا۔ کیوں کہ کفر تو یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کا منکر ہو جائے یا دوسرے کو خدا بنا لے یا مطلق مقید میں جو فرق ہے اس کو اٹھا دے اور قطرہ کو عین بحر کہنے لگے۔

آپ تو ان فاسد عقیدوں سے بیزار تھے بلکہ بحر ایمان اور دریائے عرفاں میں مستغرق تھے۔ ان سے جو گناہ ہوا وہ تو صرف اظہار کا گناہ تھا بلکہ اس اظہار میں اعتبارات کا خیال قائم نہ رکھنے کا۔

اظہار و اخفا میں غلبۂ حال کا فرق:

اظہار و اخفا میں ظرف و حوصلے کا فرق حال کے غلبہ اور تفاوت کے مطابق ہوتا ہے اور صاحب کمال کے احوال کا اختلاف بھی معتبر ہوتا ہے۔ رنج و خوشی ابتداء و انتہا کے حالات جو اس پر طاری ہوتے ہیں وہ یکساں نہیں ہوتے:

یکے از نیم جو جرعہ گشتہ صادق — یکے از یک صراحی گشتہ عاشق
یکے دیگر فرد بردہ بیک بار — مے و خمخانہ و ساقی و خمار
کشیدہ جملہ و ماندہ دہن باز — زمی دریا دل آمد آں سرفراز

اقسام ملاحدہ:

ملاحدہ کی دو قسمیں ہیں۔ بعض معتقد ہیں کہ مطلق و مقید میں نہ باعتبار ذات فرق ہے نہ باعتبار صفات۔ تلبیسات کے قائل ہیں اور تفاوت ذات کے منکر۔ یہ دونوں اعتقاد عقل سے بعید ہیں اور شریعت و حقیقت دونوں میں نا قابلِ قبول۔ کیوں کہ اگر ہر چیز میں ذات حق کا ظہور بے تفاوت ہو تو لازم آئے گا کہ ممکن (مخلوق) صفات کاملہ کے ساتھ متصف ہو کیوں کہ اس ذات حق میں صفات کمالیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور ذات کا واجب صفات سے خالی ہونا محال ہے اور جب تمام صفات کاملہ ہر فرد میں موجود ہوں گی تو ضروری ہوگا کہ ہر انسان عالم غیب ہو اور ہر چیز پر قادر ہو، اسی طرح ہر

Marfat.com

گائے، گدھا، درخت، پتھر غرض کائنات کا ہر فرد خالقِ کائنات کی صفات سے متصف ہو۔ اور اس کا غلط ہونا مشاہدہ سے ثابت اور ظاہر ہے اور شریعت میں بھی منع ہے۔ پس جب صفات کاملہ سے وہ موصوف نہیں تو مطلق و مقید کا فرق خود ہی معلوم ہو گیا۔ دوسری قطعی دلیل یہ ہے کہ فانی مخلوق کو بقا نہیں وہ ہر آن فنا ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے ممتنع ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حوادث کا قیام دنیا میں محال ہے

قطرہ را بحر گفتن کے رواست　　بحر راہم گفتن کے سزاست

.... میداں یکے اما بفرق　　زانکہ وصف و حکم شاں از ہم جُداست

قطرے کو بحر کہنا درست نہیں، اور بحر کو قطرہ کہنا اور بھی نامناسب ہے۔

محققین کی رائے:

اس مسئلے میں کاملانِ عرفان کی یہ رائے ہے کہ مطلق و مقید میں فرق ہے حسبِ ذات بھی اور بہ اعتبار صفات بھی۔ کیوں کہ مخلوق اس کی ذات کا مظہر ہیں اور مخلوق کی ذات و صفات اس کی صفات ہیں لیکن عین صفات نہیں۔ جیسا کہ صفاتِ خلق کی نسبت صفات حق کے ساتھ ایسی ہے جیسے قطرے کی نسبت دریا کے ساتھ۔ بغیر اس کے کہ صفات حق کُل ہو اور صفات خلق اس کے اجزاء، اسی طرح ذات خلق بہ نسبت ذات حق ایسی ہے جیسے ذرّے کی نسبت خورشید کے ساتھ نہ بحسب کل وجز بہ اعتبار جزو بلکہ ذاتِ خلق میں ظہور حق کے تفاوت کے مطابق ہوتی ہے۔ ذات و صفات خلق ذات حق کی عظمت اور صفات کمال مطلق کی نسبت سے ہے۔

ملاحدہ کا عقیدۂ وحدت وجود:

ملاعدہ کوتاہ نظری اور فساد قلب کی وجہ سے ہر مخلوق کو بلا فرق و امتیاز عین حق سمجھتے ہیں اور اسی اعتقاد فاسد کے سبب حلال و حرام کو یکساں اور کافر و مومن کو ایک جانتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے عذاب آخرت کے منکر ہیں اور اعتقاد کی بنیاد یہ ہے کہ جب تمام عالم وہ خود ہی ہے تو عذاب کسے دے گا اور وہ اپنی ذات کی سزا کب پسند کرے گا۔ یا جیسا کہ بعضے جاہلِ گمان فاسد رکھتے ہیں کہ بندے کا گناہ اس کے حکم اور اس کی تقدیر کی بنا پر ہے تو جو چیز خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے واقع ہوئی ہے

Marfat.com

اس پر گرفت نہ ہوگی لیکن یہ دونوں دلیلیں عقل کے نزدیک نا قابلِ قبول ہیں۔ اوران کی غلطی دنیا پر روشن ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں بعض لوگ غم وانہ وہ میں مبتلا، اور بعض قید و بند میں گرفتار ہیں اور چند امراض سے خستہ حال ہیں۔ اور یہ تمام تکالیف تقدیر ہی کے سبب وارد ہوئی ہیں۔ جب سب اسی کی ذات ہے تو یہ عذاب کس پر ہے، اور جب سارے گناہ تقدیر ہی ہیں اور بندہ بے گناہ ہے تو یہ سزا کس لیے ہے؟ جب دنیا میں یہ عذاب ہوتے ہیں تو آخرت کے عذاب کی خبر جو خدا تعالیٰ نے دی ہے اس کو روکنے والی کیا چیز ہے حقیقت یہ ہے کہ جو حالت قطرے پر عارض ہوئی اس کو دریا پر محمول کرنا عقل سے دور ہے جو حادثہ کہ نمود پر ظاہر ہوتا ہے اس کا وقوع وجود پر ضروری نہیں۔ اسی طرح جو واقعہ خلق پر ظہور پذیر ہوتا ہے ذات حق اس سے منزہ ہے۔

صوفیہ کا وحدت وجود:

عقائد صوفیہ کا منشا یہ ہے کہ اس کا اعتقاد محققوں کے اعتقاد کے مطابق ہے لیکن اس کا مشاہدہ ان کے مشاہدے کی طرح نہیں ہے اس لیے کہ وہ اپنی ہستی میں محبوس ہے فنا کی منزل سے نہیں گذرا اور منزل مقصود یعنی مشاہدۂ وحدت وجود تک نہیں پہنچا۔ اگر چہ اس کا اعتقاد خوب ہے۔ لیکن مشاہدہ کے لحاظ سے محجوب ہے۔ اگر چہ اس کا اعتقاد قید ہستی میں ہے لیکن بزرگوں کے فرمان کے مطابق وہ اولیاء کے زمرہ میں داخل ہے۔ حدیث مَنْ تشبه بقوم فهو منهم (۱) اس بات کی صداقت پر گواہ ہے۔

مشرک کی تعریف:

مشرک وہ ہے جو خلق کو ذات حق غیر سمجھتا ہے اور اس کے باوجود اپنی ذات یا غیر کو خدا کہتا ہے یا کسی الوہیت میں اس کا شریک ٹھہراتا ہے۔ جیسے کہ فرعون، نمرود، اور دجال کے معتقدین یا اس طرح کے دوسرے مدعیانِ خدا بدانجام۔

روضہ معرفت حق:

معرفت حق کے کئی مدارج ہیں۔ اور معرفت نفس جو معرفت حق کی شرط ہے کئی درجے رکھتی

(۱) بخاری، جلد چہارم۔

Marfat.com

ہے۔ پس معرفتِ نفس کا ہر درجہ معرفتِ حق کا ایک دریچہ کھول دیتی ہے مثلاً جو شخص اپنی ذات کو پہچانتا ہے اور یہ جانتا ہے ذات مصور وملعون ہے تو جانتا ہے کہ ان صفتوں کو پیدا کرنے والی اور صورت بنانے والی ایک معین ذات ہے اور اس قدر معرفت نفس کے مقابل معرفت حق متعین ہے کیوں کہ وہ پہچانتا ہے کہ اس کا نفس قالب بھی ہے اور غیر قالب بھی اس طرح کہ ہر وہ فعل جو جسم سے صادر ہوتا ہے جیسے دیکھنا، سننا ، چلنا، کہنا سب کو نفس کے ساتھ منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے کہا، میں نے دیکھا اور میں نے سنا اور اگر کوئی تکلیف یا آرام کسی عضو کو پہنچتا ہے تو اس سے نفس ہی رنجیدہ ہوتا ہے اور لذت پاتا ہے پس اس معنی میں نفس عین قالب ہے اور اس سبب سے کہ مالک قالب کے ہر جزء کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے میرا سر، میرا ہاتھ، میرا پاؤں اور میرا سارا بدن۔ اور مضاف کو مضاف الیہ میں داخل کرتا ہے۔ اگرچہ جزء کی اضافت کل کی جانب جائز ہے لیکن کل کی اضافت کل کی طرف جائز نہیں۔ اس لحاظ سے نفس غیر قالب ہے۔ پس اس حیثیت سے کہ نفس عین قالب ہے خوب عیاں ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ غیر ہے نہاں ہے اور اس رو سے کہ جسم کا قالب مشکل ہے، رنگین ومصور ہے اور اس سبب سے کہ غیر قالب ہے یہ صفتیں اس کے لیے نامتصور ہیں۔ جس نے نفس کے دونوں اعتبارات جان لیے وہ عارف ہوتا ہے اور پہچانتا ہے کہ ظہور ذات حق تمام موجودات میں اسی قبیل سے ہے یعنی ظہور ذات حق ممکنات میں عیاں بھی ہے اور اس سے منزہ بھی، تقید کے اعتبار سے ظاہر ہے اور باعتبار اطلاق نہاں ہے۔ باعتبار نمود اس کا عین ہے اور باعتبار تنزیہ اس کا غیر ہے وجود مقید بھی ہے اور مطلق بھی تعینات عالم کے ساتھ متعین بھی ہے اور صفات حق کے ساتھ متصف بھی اور جو نہیں پہچانتا کہ اس کا نفس ایک وجود ہے لیکن اس کے اعضاء میں سے ایک عضو میں اس کو حکم دیتا ہے کہ موجود ہے۔ مثلاً ہاتھ میں پکڑنے کی صفت، پاؤں میں چلنے کی قوت، آنکھ میں دیکھنے کی قابلیت، کان میں سننے کی استعداد، پھر وہ پہچان لیتا ہے کہ ذات حق کا ظہور بھی اس کی ذات میں موجود ہے۔ اور اس کے لیے ایک تعینی مظہر تمام تعینیات کی نسبت۔ پس سب کو یکساں نہیں جاننا چاہیے۔ اور تفاوت حکم کو سب میں ایک دوسرے کی نسبت نگاہ میں رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

اور جو شخص پہچانتا ہے کہ اس کی ذات تمام تعینات میں سے ایک ہے وہ جانتا ہے کہ وہ بھی حق ہے جو اس صفت کے ساتھ ظہور پذیر ہوا ہے اور جس کو وہ ''خود'' سمجھتا تھا۔ تعینات حق میں سے ایک تھا لاجرم ''خود'' کو معدوم اور حق کو موجود کہے گا۔ جب معرفت کا یہ درجہ حاصل کرلے گا درجہ معرفت ''عرفت ربی بربی'' جو اسی کا کنایہ ہے اس کو حاصل ہوگا۔

چار عمل:

چار عمل ہیں جن کے نتیجے بہت اور جن کے ثمرات بے شمار ہیں۔ اور ذات خداوندی کے قرب کے مراتب کا ہر درجہ جو مختلف عبادات سے حاصل ہوتا ہے امید ہے کہ ان میں کسی ایک پر عمل کرنے سے بے مشقت حاصل ہو جائے گا۔ جیسا کہ ان بزرگوں کو ہوا ہے جو اس راہ پر گامزن ہوئے ہیں اور ان کے ثمرات تجربہ میں آئے ہیں۔

صفت تواضع:

ان میں سے ایک تواضع ہے جو بموجب حدیث: **مَنْ تواضع رفعه اللّٰه ومَنْ تکبّر وَضعه اللّٰه**o

(ترجمہ) جس نے تواضع کی اللہ نے اس کا درجہ بلند کیا اور جس نے گھمنڈ کیا اللہ نے اسے نیچا دکھایا۔

رفعت وعلو مرتبت کا باعث ہے۔ اپنے کو سب سے چھوٹا جاننا اور سب کو اپنے سے بڑا جاننا اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھنا اور اپنے کو ہیچ جاننا اور عمل پر بھروسہ نہ کرنا، خدا کے فضل پر نظر رکھنا، ترک اختیار کرنا، عجز و شکستگی کا طریقہ اختیار کرنا۔ اور اس صفت کی انتہا فنائی وجود ہے جس کو موت سے پہلے مرجانا کہتے ہیں:

ره این ست سعدی که مردان راه   بغیرت نکردند در خود نگاه
زاں بر ملائک شرف داشتند   که خود را به از یک نه پندا شتند

Marfat.com

تکبّر بدترین گناہ ہے:

اس صفت کی ضد عُجب وتکبّر سب سے بڑا عیب اور بدترین گناہ ہے۔ جیسا کہ ابلیس جو بہت بڑے مرتبے پر فائز تھا صرف اسی تکبّر وعُجب کی وجہ سے شیطان مردود ہوگیا۔ اس نے تکبّر میں کہا۔

قَالَ اَنَا مِنۡ نَارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ٥(۱)

(ترجمہ) کہا میں آگ سے ہوں اور اس کو (آدم کو) تو نے مٹی سے پیدا کیا۔

آداب:

دوسرا عمل آداب ہے جو اہلِ طلب اور اہلِ سعادت کا شیوہ لازم ہے۔ وہ حق تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے آداب بجالانا اور تمام احکام شریعت کو نقص وتفاوت سے پاک خیال کرتا ہے اگر ایسا عمل نہ ہوسکے جیسا کہ چاہیے تو بھی کبھی ادب سے خالی نہ رہے اور آن حضرت ﷺ کے ادب کے بارے میں جان ودل سے کوشش کرے اور ظاہر وباطن سے آپ سے محبت کرے اور آپ ﷺ کے تمام اقوال وافعال کو جو اللہ کے یہاں مقبوّل ہیں دل وجان سے پسند کرے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی نسبت آداب کا پورا پورا خیال رکھے اور ان کی محبت کا نقش صفحۂ دل پر بٹھائے اور ان کو تمام اولیاء، ابدال، اقطاب ومشائخ سے افضل جانے اور سب کو قابلِ تعظیم جانے اور کسی کی شان میں گفتگو نہ کرے کیوں کہ وہ اس بارگاہ کے مقبول بندے ہیں جہاں دوسروں کی رسائی نہیں، اور ان کا مخصوص درجہ ہے۔ اور وہ کچھ جو بعض اصحاب کی مخالفت میں پیش آیا اور جو لڑائیاں ان کی آپس میں ہوئیں وہ اجتہادی غلطی ہے فساد وعناد نہ تھا۔ اس لیے کسی کو زیبا نہیں ہے کہ ان کے بارے میں نامناسب کلمۂ زبان سے کہے، عقل کی کمی اور شیطان کے بہکانے سے ان کی شان میں طعن وگستاخی کی راہ ڈھونڈھے لعنۃ اللہ علی الروافض والخوارج۔

اولیاء وعلماء کی عزت:

اولیاء وعلماء کی نسبت ادب کی رعایت کرنا کیوں کہ یہ لوگ راہ شریعت وتقویٰ کے سالک اور بارگاہ مالک کے مقرب ہیں اور استاد، مرشد اور تمام بزرگوں کی نسبت بھی یہی طریقہ اختیار کرنا

(۱) پارہ ۸، سورۃ الاعراف۔

Marfat.com

چاہیے۔ جسارت واعتراض سے اجتناب کر کے، ظاہر و باطن غیب وحضور ہر حال میں ان کے ساتھ یکساں رہے۔ اوراس باب میں جامع کلام یہ ہے کہ جن کی بزرگی شریعت کے لحاظ سے ظاہر ہوان کا ادب دل وجان سے کرنا چاہیے۔

بے ادبی ابوجہل وابولہب کا طریقہ ہے:

اس کے برعکس بے ادبی ہے جو ابوجہل وابولہب کا طریقہ ہے اور دین ودنیا میں خذلان و رسوائی ہے اور یہ اعمال واحوال بد ہیں ان کی تقلید کرنا، سعی وکوشش سے ان کی راہ چلنا اور اس راہ سے اپنے کو نہ بچانا، اوراس راستے سے ہٹنے کو بے کاری اور دوری کا باعث جاننا تباہی و بربادی ہے، مَنْ تشبہ بقومٍ فھو منھم کی حدیث اس کے انجام کی مخبر ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ بجالانے کی حکمت یہی ہے۔ اوراس کے خلاف کفر ہے، بدعت وگناہ ہے اوران دشمنانِ خدا کے گروہ میں شامل ہونے کے برابر ہے۔ بہت سے اعمال شریعت میں برائے تشبہ حدیث منع فرمائے گئے ہیں اور اکثر تشبہ کی حدیثوں میں اہلِ سر کے لیے ممانعت ہے۔ جن کا ذکر اختصار کی وجہ سے یہاں مناسب نہیں اوروہ مسائل فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

روضات

(فارسی متن)

مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

عکسی اشاعت

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد دوام و منت تمام خداوند ذی الافضال والاکرام راکه در سفر ازل در انعام بر رشتهٔ بی سرانجام بگشود و نعمت ایمان محض فضل و احسان بخود طاعت و پاداش عبادت ... خواست ... مومنان ... را ... از ... آن ... ما دولت ... الی ... مصاحف ... و سه

شکر ما از شمار نعمت بی نهایت ؛ که شود بی نهایتی را مقابل نهایت

الحمد لله علی جمیع نعمائه و درود بی نهایت بر آن رهبر راه هدی و شفیع روز جزا آن سالک سبحان الذی اسری ... الله ... ان هو الا وحی یوحی ... آن تخت نشین قاب قوسین او ادنی آن محرم اسرار فاوحی الی عبده ما اوحی. نظم

آن سراج منیر راه هدی ؛ آن بشیر و نذیر خلق خدا

زینت انبیا و فخر رسل ؛ رحمت از خدا بسوی جهان

عالم از بهر او گرفته وجود ؛ آدم از بهر او شده مسجود

مظهر لطف ایزد بی چون ؛ سبب کاف و نون فیکون

... در جهان نابود ؛ سایه ... مسجود

یا الهی درود بی حد ؛ بر محمد ... و ...

بر ... ؛ ...

خصوصاً بر آن یار غار سرحلقهٔ اصحاب کبار افضل مهاجرین و انصار آن ... ثانی اثنین ... سالک راه تحقیق امیرالمومنین ابوبکر صدیق و بر آن امام عادل ... کامل ... دین و ملت و قامع کفر و بدعت آن ... آن محرم اسرار ... امیرالمومنین عمر بن خطاب و بر آن ... علم و حیا و ... الایمان امیرالمومنین عثمان بن عفان و بر آن شجاع میدان جهاد و قاتل اهل کفر و عناد ... آن امام ... یقین ... امیرالمومنین علی ابن ابی طالب رضوان الله تعالی علیهم اجمعین. نظم

چار یار رسول صدر دین ؛ هر یکی ره بر طریق یقین

هر یکی صحبت رسول خدا ؛ گشته در بحر دین گهر یکتا

همه شان مصطفی راه وصول ؛ همه شان ... شمع رسول

همه ... رسول خدا ؛ ... خلفا

همه ... مستغرق ؛ همه یار رسول عاشق حق

همه ... ؛ ... شرع را ...

هر که بود محب این ... ؛ ... رسول خدا ...

... رسول ... ؛ ...

خداوندا ... ما را ... و ... عشق خود ... از خود بی خبر ... بجذبات لطف خویش ... از دولت وصل تو بهره ... سلوک جادهٔ شرع استطاعت ... بر متابعت حبیب خویش صلی الله علیه و آله وسلم ... ما را با ما ... هر دو جهان بفضل و کرم خود ... این رساله است مشتمل

بر ... حقیقت ... طالبان ... صاحب ... بر موجبات ... حجاب و بیان ... عقاید ... و اتحاد ... با طریقت و حقیقت و ... در صفت وحدت.

اگرچه ... توحید ... طلب و حصول ... حال محال است ... مثل ... کیفیت ... جز ... وجد و حال ... شریعت و حقیقت را مخالف یکدیگر ... عقاید ... و ... متناقض ... بعضی ... بعضی ... عقاید ... فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی ... بیان ... حقیقت ... شریعت ... تقریر ... بیان ... شریعت را با طریقت و حقیقت ... مخالفت ... والتوفیق من الله.

... آیت یا حدیث یا قول ... تحقیق ... روضات ... شد.

قال الله تعالی وما الحیوة الدنیا الا لعب ولهو ... زندگانی ... دنیا ... خواب ... است ... ضلالت است ... جهالت ... رباعی

... ؛ ...

... ؛ ...

قال النبی صلی الله علیه و آله وسلم الدنیا ... فما ... الدنیا ... کرد ... غافل ... قوت ... روز ... گفته ... نقش ... آب

... صحبت ... ؛ ... حجاب بود

... از ... وصل ... فراق ...

... ؛ ...

... عالم ... دنیا ...

... ؛ ...

قال الله صلی الله علیه وآله وسلم ... الدنیا ... حب ... دنیا ... نظر ... حب ... صحبت ...

ولذات استغراق در قناعت بر روی خود کشوده و کمی صفت مباش که هرچه لقمه یابد بر همان نشیند پاکی و نجاست را در میان نه نهد.

قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم ترک الدنیا رأس کل عبادة وحب الدنیا رأس کل خطیئة یعنی ترک دنیا سر همه عبادتهاست که عبادتها از ترک دنیا زاید و محبت دنیا سر همه گناهان است که همه گناهان از محبت دنیا ظهور آیند پس جان من عزیز من اهل از راه حق که ترک دنیاست مراد از آن خلو از محبت دنیا و ما فیهاست و ترک صوری عبادت از همین معنی است و اگر با حصول این معنی ترک صوری که میسر شود افضل و اولی است زیرا که فوق [illegible] متابعت رسول خداست صلی الله علیه وآله وسلم ای عزیز همت درین راه عالی کن و دل از محبت ما سوای حق تعالی کن که خاطر [illegible] است که تا [illegible] متاع دیگر [illegible] و شیشه که پر از شراب است تا [illegible] ساز [illegible] مگس [illegible] که سلطان [illegible] برند.

روضه سعادت انسان در طاعت فرمان ملک المنان است و خسارت او در خلاف آن مراد ازین نکته این است که اگر کسی از اهل طلب بجهت حصول مطلب متمسک بعملی شود که ظاهرا یا باطنا دور است بوی از مخالفت شریعت بود ممکن نیست بوسیله آن عمل بر مسند مراد نشیند بلکه محال است که از خرمن مقصود خوشه چیند که ابلیس اگرچه بزعم خود ترک سجده بسوی آدم نیکو پنداشت و غیر حق را سجده کردن از وفاداری انگاشت اما چون عمل او مخالف امر ایزد بیچون افتاد [illegible] در وادی لعنت و ضلالت سر نهاد. نظم

پند حق بود چون بهتر این راه ۞ پند خویش کن ترک اندرین راه
پند حق ترا با حق [illegible] ۞ پند تو ترا با تو گذارد [illegible]

چو بگذری خلاص از قید هستی ۞ چه باشی پای بند خود پرستی

هر دقیقه که تا صیقل راه پیش آید کیفیت حکم آن از ادراک تو کشاید در شریعت تا ترک هر چه حکم آن در شریعت عیان است در طریقت و حقیقت نیز عیان است یعنی اگر در شریعت خوب است در طریقت و حقیقت نیز محبوب است و اگر در آنجا [illegible] است آنجا نیز [illegible] است لان کل طریقة ردته الشریعة فهو زندقة

شریعت چراغ است در راه دین ۞ [illegible]
که در ظلمت ره بچشم خرد ۞ [illegible]

طالب را باید که اول در عقائد شریعت خود را درست سازد بعد از آن بطلب حق پردازد که بعضی مریدان که در صحبت مرشدان محنت ریاضت می کشند و جرعه از جام مقصود نمی کشند سببش همان است که در عقائد ایشان فساد و نقصان است و ز شامت همین اعتقاد [illegible] بازار ریاضت ایشان کاسد است زیرا که خلاف عقیده از عقائد شریعت یا کفر است یا بدعت و کافر و مبتدع را بار نیست در حضرت عزت و درس پاک اعتقاد هرچند که گناهکار است امیدوار لطف [illegible] است [illegible] سعادت اندیش را متابعت محبوب خویش که طریق محبت است [illegible] راه [illegible] بقول تعالی ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله.

پس بنده اگرچه خود را از جمله دوستان حق شمرد اما تا متابعت آن سرور صلی الله علیه وآله وسلم [illegible] زیارت حق تعالی او را دست نداد و بعضی طالبان که بوصل مطلب نارسیده اند سبب عدم قبول ایشان همین بوده که در متابعت تقصیر نموده اند بلکه بی متابعت حضرت کائنات صلی الله علیه وآله وسلم ظهور طلب و محبت حق قسمی است از محالات و هر که را این سعادت روی نمود البته ببرکت بعضی متابعت بوده اما متابعت در فرائض و [illegible]

باعث ظهور طلب و محبت است و متابعت در سنتها و مستحبات سبب حصول مطلب و [illegible] مرتبت است بقول صلعم حکایة عن الله تعالی لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته کنت له سمعا وبصرا ولسانا فبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق یعنی خداوند تعالی فرموده است که نزدیک می شود بسوی من بنده بسبب نوافل تا آنکه دوست می گردم من آن بنده را پس وقتیکه دوست می گردم من او را پس می باشم من آن بنده را شنوائی و گویائی و بینائی که بمن بشنود و بمن بیند و بمن گوید پس طالب را باید که چون تخم طلب در باغ دل بکارد و محبت [illegible] دارد که سنت رسول صلی الله علیه وآله وسلم از دست نگذارد و متابعت [illegible] فعلی [illegible] بجا آرد [illegible] اگر کمال متابعت [illegible] نظم

ای آنکه [illegible] ۞ [illegible] عشق [illegible]
[illegible] ۞ [illegible]

سوال متابعت احوال [illegible] کمال است چگونه میسر شود زیرا که حال از کیفیات [illegible] است که تحقیق آن با [illegible] است نه از افعال [illegible] است که [illegible] آدم [illegible] سالک [illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

او راست بجهد نمودن برای حصول [illegible] که مستلزم [illegible] است [illegible] پس طالب را باید که در متابعت آن سرور صلعم خود را بجد و جهد [illegible] که باعث [illegible] حال بود همان پردازد و [illegible] تمام [illegible] در خود تحقق سازد که متابعت آن سرور صلعم همین است

گر [illegible] ۞ [illegible]
گر [illegible] ۞ [illegible]

حق تعالی لطف عشق افزائی خویش [illegible] طالب سرگشته در هوای [illegible] از سرگشته [illegible] موعود بر ایمان و عمل صالح [illegible] فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادة ربه احدا و عمل صالح با جماع علماء در راه شریعت بودن [illegible] اجتناب نمودن [illegible] بدعت آن سرور صلعم سلوک [illegible] است پس عاشق صادق هرگز نیاید که بخلاف امر معشوق عمل نموده باشد خصوصا امری که وعده وصال [illegible] موقوف بدان بوده باشد.

چنانکه نقل است که چون فرهاد را بوعده وصل شیرین در سر افتاد شیرین او را بکندن کوه فرمان داد [illegible] رضا معشوق [illegible] یافت [illegible] و کندن کوه [illegible] آرزوی شیرین کوه را بکند [illegible] عاشق جمال ازل [illegible]

[illegible] ۞ [illegible]
[illegible] ۞ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

تا صحیح است و دعوی اش کذب صریح است

کاش خوبان همه ز عاشق خود واقف بُدند ؛ تا بهر بوالهوسے عاشق از ایشان نشود

متابعت آں سرور صلعم بر دو نوع است ظاہری و باطنی و حق تعالے کہ تحقیق حق دارند متابعت ظاہریست و ما ایشانکہ تحقیق ولایت متابعت باطنی و حکم شریعت بجا آوردن بر دو متابعت واقع است، قول تعالے واتبعوہ لعلکم تہتدون و ایں از جہت عموم شامل است بر ہر دو متابعت و نیز فرمودہ کہ وذروا ظاہر الاثم و باطنہ یعنی گناہاں تن بگذارند و ہم گناہاں دل ترک کنند پس کمال متابعت آں است کہ ہم سنن ظاہری بجا آمد و ہم سنن باطنی فرو نگذارد تا در فیض بر روے دلش کشاید و جمال مطلوب از پردۂ غیب رونماید ؎

تا نسازی پاک پیدا و نہاں ؛ ظاہر و باطن نہ بینی حق عیاں

بلکہ موثر کمال دیں معنی ترشانی است لیکن جستن آں بحصول قسم اول ز نادانی است ؎

چوں بیابی طہارت ظاہر ؛ باطنت مرحق کند ظاہر

واینجا شبہ ایست کہ حکم شرع بر ظاہر است مراد آں است کہ اجرائے احکام شرع کہ تعلق بخلق دارد مثل تعزیر و قصاص و اموال و اولاد و غیرہا بظاہر معتبر است نہ آنکہ از ما و شرع بر ظاہر منحصر است۔

مثلاً و کسی بر شخصے تہمت نہاد و نزد و بحضور قاضی بشرب خمر بروے گواہی دادند پس اگر قاضی بر کذب ایشاں اطلاع نماید لازم است کہ متہم علیہ را بحد شرب خمر جازاد اگرچہ او عند شرع گناہ نسازد زیرا کہ علم انسان از باطن محجوب است و علم غیب خاصہ خدا وند علام الغیوب پس چوں اطلاع بر باطن از استطاعت انسان دور است ناچار باجراء احکام بحسب ظاہر مامور است و عند اللہ آں متہم علیہ و قاضی بے گناہ اند و سزا مستحقات

عتاب ایشاں در گواہ اند

یا شخصے بوحدانیت حق تعالے و رسالت رسول صلعم مقر است اما بدل و زبان منکر است پس اگر بر حقیقت باطنی او مطلع نشوند لازم است کہ احکام از قبول شہادت و اقامت اسلام و نماز جنازہ وغیرہ بروے جاری کنند اگرچہ او عند اللہ از جملہ کافر است و حشر او در زمرہ منافقان قال علماء الاسلام احکام الشرع علی نوعین احدہما ما یتعلق بالخلق کالتعزیر و القصاص و تسلیم المدعی علی مدعی و الحکم بالکفر و الایمان و غیرہا و اجراء ہذہ الاحکام متعلق بظاہر و الخلق مامور و ہو المراد من القول فان الشرع ظاہر و ثانیہما یتعلق بالحق کفصل القضایا فی الآخرۃ و التفریق بین الصادق و الکاذب و اجراء الثواب و العقاب و ادخال الجنۃ و النار و امثال ذلک و اجراء ہذہ الاحکام موقوف علی ما فی نفس الامر لا لیس بمخفی عن اللہ تعالیٰ۔

روضہ - قال اللہ تعالے وتبتل الیہ تبتیلا معنی ببر از خلق بسوے حق بریدنی لیکن حل است تقطع کردن از خلق و پیوستن بحق من کل الوجود ہم از روے طلب و ارادہ و ہم از روے عشق و محبت و ہم از روے قصد و ہمت و ہم از روے علم و معرفت و ہم از روے اضافت و نسبت و ہم از روے عزم و نیت و ہم از روے اشتغال و ذکر و ہم از روے خیال و فکر و ہم از روے معائنہ و شہود و ہم از روے تحقق و وجود و ہم از روے اعتماد و التجا و ہم از روے خوف و رجا و ہم از روے ابتغا و رضا

وقطع کردن از روے طلب و ارادہ آں است کہ غیر او را بحق رخواہش غیر از دل بشوی و طلب دنیا و عقبی از سر بدرکنی و عبادت حق بجہت حور و قصور نکنی و قدم بمتابعت ہوائے نفس نزنی و کار را بجہت ریا و سمع نکنی و مراد مطلوب تو در ہر دو جہاں حق باشد و طاعت و عبادت تو محض برائے رضائے او بود کہ طالب الدنیا مخنث و طالب العقبی مؤنث و طالب

المولی مذکر است

دنیا مطلب کہ ایں مطلب نہ نیکو است ؛ عقبی مطلب کہ آں ہم قسمے ز سیاست

شو طالب مولی و جز او ہیچ مخواہ ؛ معنی چو نظر کنی ہمہ آنکہ ترا است

وقطع کردن از روے عشق و محبت آں بود کہ غیر او را معشوق و محبوب نسازی و عشق و محبت خاصہ با حق بازی زیرا کہ غیر او در صحت و سیرت از عیب خالی نیست پس عشق باغیر او را سے شیوہ ہمت عالی ؛ دیگر آں کہ معلوم است آنست کہ خوبی انسان در معرض زوال و فنا و حسن انسان نیز بے ثبات است پس نظر بایں لائق عشق کسے است کہ ذات و صفات او از جمیع عیب پاک است و معیار جمال بے زوال او از ہمہ نقصانات منزہ است و مبرا و فلاق و فعال او ہمہ ستودہ و دائمی و حسن و خوبی او یگانہ است و یکتا فنا را بجمالش گذری نہ کمالش را از نقصان خبری ؎

جلال اللہ حسن تو نامہ گفتنی است ؛ ہمہ نقاب زخیاں معنی انبا جبار

ہر حسن و جمال کہ در جہاں روشن است از خورشید حسن او مقتبس است پس ایں جا و ہر عشق و محبت کہ بر دلہا متوزع است از دریائے عشق او قطرہ ایست در عالم و قاعدہ کمال حسن او از ادراک عقل و فہم بیرون است و ہرچہ در وہم و خیال آید جمال او ازاں افزوں است کہ بموجب فرمودہ آں سرور صلعم ان اللہ جمیل و یحب الجمال ذات حق جل و علی است و صفت او احاطہ و نہایت نا پیدا عجب آنکہ کہ با چنین جمال عشق بیاد دانندے غافل شود و بدگمانے برما اندرے ؎

در جمال صد یوسف جمال تو ابلال ؛ اے کم از ذرہ شد زدلت آں جمال

اگرچہ حسن کہ در عالم است قطرہ و ذرہ ہائے حسن او است اما نظر از قطرہ بر داشتن بجہت بندہ یگانگی مبتلا نیستی تلف ہر گز نشود بلکہ

اے نگار از ہمہ خوباں فزوں ؛ حسن و لطفت بود از غایت بروں

ہر ز حسن تو در عالم فتاد ؛ عالم از عشق تو در غم فتاد

حسن تو خورشید و دیگر ذرہ ہا ؛ عشق تو دریا و باقی قطرہ ہا

اے خوشش آں کو شد عشق یار ؛ بعد ازو ستش نگاہ فراق

اے خوش آں کو شد دراں صید مقر ؛ بعد ازیں خوبی در تبسم لو

اے جمالت خوشترا از بہشت ؛ مست جنت را ایک بار چشت

ماہ عشق خود نمائے ذو الجلال ؛ تا بہر از عشق تو اندر وصال

طوق عشق خود بہ برگردنم ؛ آتش عشق خود افگن در تنم تو

برکشم از عمر عشق خود مرا ؛ گرچہ نفسم می کند سوئے ہوا

نیست زنجیر ہوا پائے دلم ؛ قبلہ آں است کار گلم

ایں چنیں قوت کجا یابد نفست ؛ زو جہاں با قیست شوق ای کجاست

گر بلطف خود کشی بے ہمت ما ؛ فارغ سازی ز کشتی سوئے بطن

بشکند زنجیر نفس از پائے من ؛ در ہوا اندر رود دل شیدائے من

در ہوائے عشق تو پیراں شوم ؛ بگذرم از نفس جملہ جاں شوم

باسید از ینن قبول مصطفیٰ ؛ کن دعائے مستمنداں را روا

وقطع کردن از روے قصد و ہمت آں بود کہ از جمیع مقاصد بگذری و ہم دو جہاں را بجوی نشمری نہ بوجود ہیچ سببے شادی بری و نہ بعدم او غم خوری شادی تو وصال و حضوری او بود و غم تو فراق و دوری او باشد نہ کشف و کرامات ولی ماں گرچہ از دنیا و آخرت میاں تو و میان او حائل گردد کہ تا التفات قرب و وصال است لذات دنیائے فانی و نعمات جنات باقی بجوی نہ خرند ؎

Marfat.com

دنیا طلبی کار نسیان فی الحقل است ؛ عقبیٰ طلبی نیز محنت عمل است

ای هر دو گذار حق طلب گرم عمل ؛ کاسے هر چه بدل دارد و حق بدل است

و قطع کردن از روئے علم و معرفت آن بود که خود را جاهل و منکر باشی و نقش غیر از صفحۂ دل بر داشتی و موجود مطلق حق را دانی و بوحدت حقیقی او را بشناسی یعنی چنان یقین کنی که غیر حق در عالم نیست و اشیاء متعدده که بدو نسبت اختیار می نماند اختیار حقیقی نیستند بلکه اختیار مجازی اند که عبارت از تعینات عنوی حق است بعین حق که آن عبارت از هستی مطلق است و از عین تا تعین فرق بسیار است که عین یکیست تعینات بے شمار ہے

خانۂ دل کن ز غیر حق تهی ؛ تا تجلی وحدت اندر وے نهی

خویشتن باهم مدد دل خورد و مه ؛ در مقامات و رفعت خود رسد

و قطع کردن از روئے اضافت و نسبت آنست که ذات جمیع عالم را مظهر ذات حق دانی و صفات همه را مظهر صفات حق خوانی چون برین یقین آری پس جمیع اقوال و افعال و حرکات و سکنات و صفات و خاصیات منسوب بخود و خلق نداری بلکه همه را بحکم عین و دلالت حق شماری ؎

گرچه تیر از کمان می گذرد ؛ از کمان دار بیند اهل خرد

اما حق را بصفات ممکنات (متصف) پنداری که این خیال فاسد از حضرت پاک او دور داری که اضافت نوشتن بکاتب از روئے اجماع قلم است بر نامه و اگر نه موصوف بصفت نوشتن نیست مگر قادر و نسبت تیر اندا ختن به تیر انداز بجهت کشیدن کمان و گشادن آنست و الا موصوف و صفت رمی همان کمان است.

و قطع کردن از روئے عزم و نیت آن بود که هیچ فعل از تو برائے غیر واقع نشود

و جمیع اقوال و افعال و حرکات تو خالصاً لله بود و در سبیلے که نیت کنی نیک یا بانی موقوف دانی چون نیت نیک حاصل کنی آنگاه بعمل آری کن لله و بالله لکن.

و قطع کردن از روئے اشتغال و ذکر آن است که در دل بر خاطر و بیند اشتغال طلب غیر و سے نه پسندی و خود را مشغول بار داری و یک نفس بے یاد او بر نیاری ؎

اے دوست دلت خانۂ اسرار خداست ؛ این خانه بدست غیر دادن نه رواست

گاه عاد بجهد چند هر دم باشش ؛ زاں رنگ که یک خانه بیک شخص رواست

و قطع کردن از روئے خیال و فکر آنست که خیالات باطل از دل برهم زنی و فکر هائے بیهوده از سر بدر کنی و همیشه در خیال.

ایں باشی و فکر در آیات و صفات الحسنیٰ ؛ می فکر تو چه بینم بجمال دگران

هم خیال تو مرا به که وصال دگران. قطع کردن از روئے مشاهده و شهود آن بود که نظر از غیر بر داری و همه اشیا را ظهور حق پنداری و همه جا حق را جلوه گر بینی و کل شیء از باغ ما رأیت شیئاً الا و رأیت الله فیه یعنی در هر چه نظر ساقی چنان دانی که ذات حق که از صفت این شیء مقدس و معرا است ظهور او بایں صفت روشن و پیدا است و یک رنگ چنانکه صد از لی از یں صفت منزه بود لا یزال نیز هم چنان پاک و منزه است ؎

گناه آمد مشبو و ما سوی الله ؛ ازیں نوع گناه استغفر الله

و قطع کردن از روئے تحقق وجود آن است که بموجب حدیث موتوا قبل ان تموتوا از صفات بشریت و نفسانی بیرون آئی و بحکم حدیث تخلقوا باخلاق الله متخلق و متصف شده یعنی در طریق فنا فی الله از وجود خود فنا شوی تا بمنزل بقا بالله بحق بیاسائی زیرا که چون نقش هستی خویش تمام نبوی آنگاه بحق شتی و بحق بینی و بحق

گوئی ؎

اگر پیش از اجل یکدم بمیری ؛ در آن یکدم همه عالم بگیری

قال النبی صلعم وجودک ذنب و بر بیان از روئے اعتماد و التجا آن است که بغیر او اعتماد نکنی و از غیر او حاجت نخواهی و تکیه بر فضل او کنی و در آفت غیر یاد و پناه نگری و در وقت درماندگی و بیچارگی اسماء ذوالجلال و عزت و غفاری اندر دعا یا مجیب یا مغیث یا المعز یا المذل ؎

و انما التفویض کار خود بحق باشد نکو ؛ حاجت از وے خواه و از غیرش مباد گو

عزت خواهی هیچ حاجت جز از حق است ؛ اعتماد و التجا بر کس مکن الا بدو

و قطع کردن از روئے خوف و رجا آن است که چشم امید بر غیر نه نهی و خوف غیر را بدل راه ندهی که قاضی الحاجات حق است و او بترسیدن حق و الله احق ان تخشوه ؎

موحد که در پائے ریزی زرش ؛ چه شمشیر هندی نهی بر سرش

امید و هراسش نباشد ز کس ؛ بر یں است بنیاد توحید و بس

و از نفع و ضرر غیر نظر بر داری و محبت و راحت و بلا و نعمت از حق شماری و جمیع کارهائے خویش بدو سپاری ؎

در شرع از شرک پوشیده است ؛ که زیدم بیاز رد و عمرم بخست

گرت دیده بخشد خدا و ندامر ؛ نه بینی دگر صورت زید و عمر

و قطع کردن از روئے ابتغاء رضا آن است که ترک رضا خلق کنی و در طلب خوشنودی حق پوئی بلکه رضا خلق نیز محض برائے رضا حق جوئی و آنچه حق تعالیٰ را عید بهاری و آنچه نزده خود را باز داری و بسبب خوشنودی خلق غضب حق طلب نکنی و قدم غیر در راه رضا حق نزنی بیچان که مذهب مباحیان جاهل است

کرده کسی را زنده نباید ساخت و در رضا جوئی خلق باید پرداخت که کسے که خود آزرده کند باید فرو ماند اگر حرام دیگر بجهت بطلش باید رساند و این ما بے است زردۂ نفس و تلبیس شده باشد من شر ابلیس و مولانا عبد الرحمن جامی که یکے از عارفان گرامی است چه نیکو فرموده ؎

ترک آزار کردن تو بلو ؛ دفتر کفر است در باب

سنگ آمد برجس او مرده ؛ شد منکر فنائی او معروف

نفس محنت گزیدن تا بوئی ؛ داد شه ره با حق معنی

از علامات مشکل بود طی ؛ منبرش عهد کرم آزاری

صد دلا از باحیات این ؛ کس میانه بر خوای کی

نسبت خود کنند بچیل ؛ وه تنها زماند اندیشان

هر که صحبتش با دلجو بیزار ؛ کے زدہ دش آیدش بکار

نیست بد کیشی بیا کنند و است ؛ نیست جمعیت و یک گوشت

پس جان اے عزیز از آنچه در بیان معنی آیۂ کریمه قوله تعالیٰ و تبتل الیه تبتیلا ما گفته شد مراد آن است که طالب را باید که تقریر حکم آیۂ کریمه منظور داده بظاهر و باطن حکم او بجمل آورده بر بدن از غیر بپیوستن بحق از جمیع و صفی و نگذارد که معنی آیۂ شریفه حق تعالیٰ بتقطیع انسان ماسوی من کل الوجوه امر فرموده اگرچه این فقیر در این کلمه بعضے از آن اکتفا نموده و از قطع از ماسوا بپیوستن بحق جل و علیٰ الا تبیع و چه سبب نگوید معنی توحید صفات سالک و تحقیق نه گرد و یا اگر در کسے این وجوه مذکوره نقصان بود شرک خفی همان بود.

بدان اے عزیز اگرچه بعضی از خلق من جمیع موجود و واقع است اما اگرچه پیوستن

Marfat.com

بخلق محض بلکہ حق است نکو است کہ ایں نوع پیوستن موجب رضا او ست مثلاً پیر را طلب کند بسبب آنکہ ہادی راہ خدا است بہشت را خواہد بہانۂ آنکہ رضا و دیدار آنجاست یا اولیاء اللہ را دوست دارد از آں رو کہ دوستان حق اند یا اشتغال بکفایت مہمات ایشان کند از آں کہ ایشاں در ذکر حق مستغرق اند یا در رضائے مادر و پدر کوشد بجہت آں کہ رضائے حق در رضائے ایشاں است و یا دلبر حسین مخلوقے عشق بازد باید آں کہ از راہ بحقیقت در بند ایں ہمہ کہ مذکور شد در مثال آں محب حقیقت محض پیوستن است بحق اگرچہ باعتبار ظاہر پیوستن است بخلق۔

لقولہ علیہ السلام ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم ؎

عاشقاں را ہم لقائے جاوداں درد است | در غم دولت وصالے جاوداں درمان است
[illegible] | عاشقاں [illegible]

بشرطیکہ نیت درین امر خالصاً للہ بود نہ آنکہ خود را دکانے برائے ہوس نفس اندازد و نیت حق را بہانت آں حیلہ سازد۔

حضور با حق و غفلت از خلق کہ شرط آں جہاں طاعات ملک مقصود جمیع عبادات است بر ہیچ طے واصل نیامد و ہیچ وجہ ندہد مگر بعشق ہر کہ در عشق حقیقی یا مجازی بار غمی کشیدہ است صدق ایں معنی بالمشاہدہ دیدہ است کہ چوں معشوق در خانۂ دل جا می سازد ہر چہ غیر معشوق است از دل جدا می سازد ہر کارے کہ عاشق مشغول می شود دل [illegible] معشوق می بود اگر گویا است ذاکر اوست و اگر خاموش ذاکر او اگر بخواب است در خواب اوست و اگر بیدار است در آرزوئے وصال او ہیچ از جمیع امور

چوں نشستن و خاستن و راہ رفتن و طعام خوردن و نماز گزاردن و قرآن خواندن بلکہ ہر چہ کہ توجہ می کند بہر کارے کہ دست می زند ظاہر قرب او با کما است و باطنش در حضور یار خواہ عشق حقیقی باشد خواہ مجازی چوں ذکر غیر از دلش جدا شود ہر عبادتے کہ بکند بحضور دل او شود آنگاہ جمیع طاعات [illegible] گیرند و ہمہ عبادات او اصلاح پذیرند بدلیل قولہ صلعم لا صلوٰۃ الا بحضور القلب ای ہر عبادت کہ [illegible] عبادت است و آں مقاصد از جمیع طاعات است ہمہ جمع است در خزینۂ عشق از آں کہ او جامع الکمالات است و ہم درین معنی گوید ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما | اے طبیب جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما | اے تو افلاطون و جالینوس ما
ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں | چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

حق تعالیٰ منزل ہر عبادت عضوے از اعضا ساختہ است کہ مظہر وی است مقتضی ظہور ما حوج عشق در منزل دل انداختہ کہ در جمیع بدن مقامے است متوسط ایں اشارت است باختفاء ایں راز کہ سریست میان بندہ و خداوند بے نیاز پس عاشق را باید کہ تا تواند کہ ایں سر از نامحرماں بپوشد و در اظہار آں نکوشد کہ در اظہار ریا متصور می گردد و نیز غلبۂ عشق می پذیرد۔

دل ہمی گردد چو از دل میزند آہ بلند | [illegible] کہ شود چوں شمع جانم زبانہ

اما اگر بعضے اوقات حالت عشق و جذبات شوق چناں غالب آید کہ [illegible] اختیار از دست طاقت او بر باید و پردہ از سر [illegible] بے اختیار [illegible] آں حالت [illegible] بحکم لا یکلف اللہ نفساً [illegible] معذور بود۔

[illegible] عشق است [illegible] سالک

ایں راہ جز عاشق نبود زیرا کہ آنچہ از تکالیف و امور نواہی کہ در قرآن و حدیث واقع است تحمل آں جز عاشق صعوبت نہ بندد و ایں محنت و رنج جز عاشق بر خود نہ پسندد اگرچہ زاہداں و عابداں نیز از بیم دوزخ و شوق بہشت تحمل آں می نمایند [illegible] اہل تقوی می نمایند بر متابعت آں سرور صلعم [illegible] ہمت نمی گمارند و اکثر احکام کہ در شریعت [illegible] بجا نمی آرند زیرا کہ تقوی ایشاں باسید و بیم جنت و نار است و تقوی [illegible] بعشق [illegible] کہ ہر کارے کہ بعشق و محبت [illegible] آید کہ باسید و بیم کنند [illegible] است کہ [illegible] است ؎

[illegible] | [illegible] عشق
[illegible] | عاشقاں [illegible]

[illegible] ہماں است کہ آنچہ در کتاب حق جل و علا و احادیث سرور انبیا [illegible] است شریعت است و بجا آوردن ہمیں اعمال بتقوی و احتیاط طریقت است و حالاتے کہ برکت آں اعمال حاصل شود آں حقیقت است۔

سوال۔ میان شریعت و طریقت چہ فرق است جواب۔ [illegible] نسبت عموم و خصوص مطلق یعنی بیک وجہ [illegible] شریعت عام است و طریقت خاص یعنی طریقت داخل شریعت است و شریعت شامل طریقت [illegible] زیرا کہ حضرت سرور صلعم فرمودہ کہ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی [illegible] اقوال آں حضرت صلعم را شریعت [illegible]

علیہ قولہ تعالیٰ لم تقولون ما لا تفعلون۔ پس اقوال تحت افعال آمد و افعالے کہ [illegible] بمتابعت آں برگزیدہ اند پس متابعت افعال ایشاں ثابت شد [illegible] ایشاں پس افعال داخل اقوال شد پس چوں میان اقوال و افعال اتحاد ثابت شد میان شریعت و طریقت نیز اتحاد لازم آمد۔

سوال۔ ہرگاہ کہ میان شریعت و طریقت مغایرت منفی است پس تفریق اسم و تفرید حکم را فائدہ چیست یعنی چرا حکم شریعت در حدیث باقوال [illegible] و حکم طریقت بافعال باز کردند۔

جواب۔ جائز است کہ تفرید اسم و تفرید حکم موجود بود اما بحسب ما صدق اتحاد یافتہ شود چناں کہ قول آں سرور صلعم الایمان [illegible] والاسلام علانیۃ تفرید اسلام و تفرید حکم میان ایمان و اسلام موجود است اما بحسب ما صدق [illegible] میان ہر دو مفقود زیرا کہ ہر کہ مسلم است مومن است و ہر کہ مومن است مسلم [illegible] عموم و خصوص مطلق پس زیرا کہ شریعت عبارت است از اقوال آں سرور صلعم و افعال آں حضرت [illegible] احکام [illegible] احادیث [illegible] تقوی و احتیاط [illegible] فرائض و واجبات است [illegible] احادیث بجا آوردن اعمال تقوی [illegible] مستحبات است۔

و طریقت کنایت است از افعال آں سرور صلعم [illegible] توحید بالخصوص [illegible] تقوی و احتیاط و تجرید پس باعتبار شریعت عام است و طریقت [illegible] اینجا نکتہ باید دانست کہ عام را بر خاص وجود ممکن است [illegible] خاص را بے عام وجود محال یعنی [illegible] شریعت باشد و [illegible] طریقت [illegible]

Marfat.com

اما این محال است که یکے در طریقت باشد و در شریعت نباشد و باعتبار درجه
اول ہر که در شریعت است در طریقت است و ہر که در طریقت است در شریعت
است بدان که طریقت و حقیقت ہیچ جدا از شریعت بیرون است و دلیل بر آن که
طریقت و حقیقت داخل شریعت است بچند وجه است۔

اول آن که حضرت نبوت مآب صلعم فرمود که الطریقة افعالی والحقیقة احوالی
پس ہر فعلے و حالے که صفات افعالے صفات صلعم بود بنا سنت است و سنت
یکے از احکام شریعت است۔

و دلیل دیگر آن که حق تعالے ما را بمتابعت آں سرور عالم صلعم امر کرد و قال
واتبعوه لعلکم تهتدون امر باتباع که درآیۂ کریمه واقع است و آں حکم بمتابعت
تمام است خواه اقوال باشد و خواه افعال و خواه احوال پس چوں طریقت افعال نبوی
است صلعم و حقیقت احوال و ثابت کرد امر متابعت ہم ہر دو را پس بجا آوردن طریقت است و ہم حکم
بجا حاصل کردن حقیقت و ہر چه بجا آوردن آں امر شریعت صادر است داخل شریعت است

دلیل دیگر آں که ہر عملی را اعتقادی کردن طریقت و حقیقت است از ترک دنیا و سلوک
تقوی و مخالف نفس و ہوا و کشتن نفس و دوام ذکر حق و نفی ما سوا و جد و جہد برائے قرب
مولا و غیر ذلک از آیات و احادیث و اجماع بیرون است و ہر چه در آیات و احادیث و
اجماع علماست داخل شریعت است۔

دلیل دیگر آنکه روایت است از ابن مسعود رض که فرمود سید رسول صلعم از برائے
ما خطے کشید و فرمود که این راست سوئے حق است و از چپ و راست آں خط خطہائے دیگر
کشید و فرمود که راه ہا اند که بر ہر یکے ازاں راہے مرکل است و ایں آیۃ خواند و ان ہذا صراطی
مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ذالکم وصٰکم

به لعلکم تتقون یعنی خدائے تعالی فرموده است که این راه شریعت است مستقیم پس متابعت
کنید این راه را و متابعت نکنید راه ہائے دیگر را پس جدا شود راه ہائے دیگر شما را
از راه حق و این راه شریعت شما را فرموده است شریعت را بعمل نمودن امر شاید که شما بپرہیزید
از خدا و بپرہیز مراد از راه ہائے دیگر پس بموجب این آیۃ و این حدیث راه راست که سوئے
حق است یکیست و باجماع علما آں راه غیر از عمل بر شریعت نیست پس طریقت و حقیقت که
راه شده و ہر که در راه ہائے دیگر افتاد گمراه شد۔

سوال. ہر گاه طلب که بسوئے حق است یکے ثبوت رسید پس الطرق الی الله
بعدد انفاس الخلائق چه معنی گوید۔

جواب. این ہمه راه ہا که بسوئے خداوند تعالی است عبارت از اعمال شریعت
غراست و شریعت جامع آنہا است زیرا که بعضے بکثرت نماز بحق رسیده اند و بعضے بخشوع
و نیاز و بعضے بکثرت صوم و بعضے بخدمت قوم و بعضے بدوام ذکر و بکمال فکر و بعضے بحراز
جہاد و بعضے بجمع عباد و بعضے بانفاق و احسان الی غیر ذلک من الخیرات والحسنات
التی تعبر عنہا بالاعمال الشرعیة الطرق والطرق التی ہی مخالفة ہذه الاعمال الشرعیة من غیرہ
باطل کثیرة جدا وکل علیہا الشیاطین کما مر فی بیان الحدیث النبوی صلعم۔

طریقت کامل شریعت است و شریعت وجود طریقت پس مرد در شریعت وقتے کامل
گردد که بر اعمال طریقت عامل گردد و سلوک طریقت آنگاه مستقیم شود که راه ہش برجادۂ شرع
بود بعضے جاہلان که بحقیقت شریعت بہره اند پنداشته اند که شریعت ہمین صوم
و صلوة و حج و زکوٰة است پس خبر نداشته اند از آنکه شریعت عمل نمودن است بر تمام
احکام که در کلام ملک علام و احادیث آں سید انام علیه افضل الصلوة والسلام آمده
که طریقت را نیز شامل است و بعضے جاہلان که بر ماہیت طریقت کما ینبغی واقف نشده

بزرگان بوده اند که طریقت صحیح ترک لذات و ناواجب نمودن از تعلقات است۔
و آنگاه نگشته بر ایشان که طریقت سلوک زہد است و متابعت افعال آں سرور
عالم صلعم و افعال آں سرور کامل صلعم منحصر در ترک تعلقات است بلکه مشتمل بر ادائے
جمیع فرائض و واجبات است که کمال شریعت در حاصل است پس ہر که در راه شریعت
کامل است احکام طریقت را بالضرورت عامل است سه

چوں مانے احکام شریعت گردی ٭ تا چند تو سالک طریقت گردی

روضه. شریعت در صد بار سے که درجه فرائض و واجبات است و سنن موکده
و اجتناب از محرمات و منہیات است که بعمل نمودن آں از حد فسق بر می آید و در صدر
شرع می رسید۔

و دوم درجه سلوک متابعت مستحبات و احتراز از مشتبہات و مکروہات است که بجا آوردن
آں قرب حق حاصل شاید و طریقت عبارت از ہمین درجه است پس در شریعت وقتے کامل
گردد که بر ہر دو درجه عامل شود اگر در صد اول ایستاده و بدرجه دوم خود را نرساند ہیچ
در صد شریعت ناقص بود و از شریعت کامل خارج باشد و از ینجاست که بزرگے فرموده

اگر تو در شریعت کامل آئی ٭ طریقت را ضرورت شامل آئی
شریعت را تقدم دار آگاه ٭ طریقت از شریعت نیست بیرون
یکے کو در شریعت راسخ آید ٭ حقیقت را بروے خود کشاید

روضه. بعضے جاہلاں ایں سر که ادا فرائض طریقت گفته ند مثلاً دوام ذکر حق و ترک
محبت دنیا و خلق چنانکه یک لحظه غفلت را حرام می شمارند و محبت دنیا را جائز
نمی دانند پس ہر گاه آں چیزہائے که در شریعت فرض است در طریقت که جزو ایست
در شریعت فرض نیست چه رو ثابت شده۔

روضه. چوں طریقت سنت آں خاتم النبیین است صلعم پس ایں شرائط شریعت
برائے صحت آں سنت است چنانکه صحت سنت و نفل نیز فرائض آمده اگر صحت
یکے از ارکان نماز نباشد نماز پیدا آید پس حق بر افسر النفس الطریقه۔

چوں باجماع علما و اتفاق عرفا باطن پاک آں برگزیده لولاک صلعم کافی بوده
در مظاہر معرفت حق رسول او بحسب وجود معراج از عشق مطلق پس حق تعالے که ما را
بمتابعت او امر نموده ظاہر است که ما را بحاصل نمودن عشق و معرفت فرمود بلکه بجمیع
آنچه که صفات آں خلاصۂ کائنات مختص بوده اقوال و افعال و اخلاق و احوال پس
آں حکم است ہم بجا آوردن شریعت و ہم کامل کردن طریقت و حقیقت تن با قوت
او صاف دل با فیض از معادن سه

کردی سر رشته مطلق ٭ در شہر دل فلک مشرق
اگر پنہاں در خود عیانی ٭ جمه کمالات عقد که میدانی

طریقت سنت نمودن است و متابعت آں سرور صلعم نمودن آسان نیست که تا بح
آں کس بود که ترک دنیا کند و قدم در راه تقوی زند و مخالفت نفس و ہوا پیش گیرد
جد و جہد بہر مرضات حق بر خود چیره دوام ذکر حق بشتابد و محبت مطلق حاصل نماید
و بر راه شریعت بظاہر و باطن سلوک نساید و بجا آوردن جمیع اعمال و احوال که در
سنت آں حضرت صلعم بود گرا بد آنگاه در متابعت درست آید و مال آنکه چند سنت
آسان بجا آرد و سنت باشد که بر نفس او دشوار است ترک گذارد و مع ذلک خود را
از جمله متابعان آں سرور صلعم شمارد بے خبر است که بر حقیقت متابعت اطلاع نیافته
اما اگر بحسب بعضے افعال اطلاق متابعت بر وے کنند روا است و اگر باعتبار جمیع اعمال
گویند خطا است۔

روضه. مقاصد شریعت و حقیقت یکیست فرق و تفاوت اصلا درمیان نیست و اگر درین نکته خلافے وارد و احول است که یکے را دو می شمارد.

سوال. هرگاه که در شریعت خلق را غیر حق ثابت نموده اند و در حقیقت عین حق مقرر فرموده پس موافقت میان هر دو اعتقاد بچه نوع حاصل آید و رفع منافات چگونه رو نماید.

جواب. در شریعت که خلق را غیر حق مقرر نموده اند مراد ازاں غیر مجازی است نه غیر حقیقی و غیریت مجازی منافی عینیت حقیقی نیست که بسبب آں منافات محال اعتقاد حقیقت شود و در حقیقت که خلق را عین حق گفته اند مراد ازاں عین حقیقی است نه عین مجازی و عینیت حقیقی بعینه غیریت مجازی نیست تا بعلت آن منافات اعتقاد شریعت بود پس خلق عین حق است باعتبار حقیقت درین معنی و غیر حق است باعتبار صورت مجازی و این هر دو اعتبار محقق است و خلق به نسبت خدا منبع نیاز پس هر که به این هر دو اعتقاد معتقد است عارف است و هر که ازین هر دو یکے منکر است منافق است زیرا که انکار یکے ازین هر دو با انکار حال عرفا هر دو انکار قبیح است بدلیل صریح و اگر درک این عبارت بر طبع تو مشکل گردد ازین تمثیل نظر کن تا به وجه احسن حل شود.

مثلا دریا ست عظیم کیفیت بدایت و نهایت او معلوم است و نه کمیت عرض و عمق او مفهوم و جوئے خورد ازین دریا بر آمد و بطرفے روان شد پس این باعتبار حقیقت عین آں دریاست زیرا که وجود او از همان دریا پیدا است همان دریا که درین مکان منشعب است بحر متصف است درین مقام صورت منکشف است و هر که باین اعتبار وے را عین دریا مقرر می کند عارف الامر است و بحیثیت حق باحق

که صرف بیاں می داند همین اعتبار است و همین جوئے که باعتبار حقیقت عین دریا است باعتبار مجاز غیر آن زیرا که صفاتی که بحر بداں صفات مشهور و معلوم است در جوئے مفقود و معدوم است (مثلا) بعظمت و شوکتے که بحر جاری است جوئے ازاں صورت و صفت عاریست چه بحر پیل فرو تری بر دو جوئے از سر که بند می گذرد و بحر کشتی عظیم را بر دوش خود می برد و جوئے خوے باریک نه از جا بر داں نتواند برگذاشت اعتبار جوئے را غیر بحر میگوید طریق صدق می پیماید نفی و اثبات مغایرت میان حق و خلق که علما بداں قائل اند باعتبار همین فرق است ~

گر غافل شرع بود و گر کاسب خیر ﴿﴾ گر صاحب خانقاه و گر راهب دیر
از روئے تعین همه غیر اند نه عین ﴿﴾ وز روئے تحقق همه عین اند نه غیر

اما کسے که جوئے را عین بحر می پندارد و بحسب ذات و صفات تفاوت میان هر دو در نمی یابد نه انکاره جاهل است بهره از عقل ندارد چرا که فرق بالمشاهده موجود است پس منکر آں ناچار مذموم و مردود است و مذهب ملاحده همین است و کسیکه معتقد بود برآں که این جوئے نه ازاں دریاست بلکه وجود این از دریا جداست غافلی است که بحسب بصیرت اعمی است ~

گرچه عالم قطره از بحر ذات مطلق است ﴿﴾ درمیان بحر و قطره فرق بسیار است حق است

یعنی فرق انکاشتن بر هر دو ظن علما است، غیر و عین یکدگر را نیز با شرک [illegible] است
مولانا عبدالرحمن جامی قدس سره درین باب می فرمایند ~

نه به تنزیه شو چنان مشغوف ﴿﴾ که بنفی صفت شوی موصوف
نه به تشبیه این چنان مائل ﴿﴾ که بجسم و جهت شوی قائل
معتدل شو که هر که اهل دلست ﴿﴾ از جمیع امور معتدل است

تا رساند تمام رتبه را ﴿﴾ ختم خیر الاسماء وصلها

بدانکه اے عزیز ازین تمثیل که تحریر نموده شد گمان نبری که ذات حق کل است و خلق جزو چنانکه جوئے جزویست از دریا و لیکن نقص و تفاوت او به نسبت دریا ظاهر پیداست هم چنان خلق هم صفات حق است اما این همه به نسبت صفت اطلاق او جوئے نیست بلکه قطره است به نسبت دریا بجز نقص ذات و صفات خلق به نسبت عینیت ذات و کمال صفت حق جل و علی تغیر صفات و تبدیل حالات و وقوع حادثات از قسم محنت و مانده و الم و فنا و عدم همه خلق می گیرند و بعض به ذات مطلق نمی برد چنانکه حالیکه هر قطره موجود دریا ظاهر می شود مثلا قطره را گمے زرد و گمے سرخ بر با قطره تیره شد پس بحر تیرگی نگیرد یا قطره با امتزاج لون سبز و سرخ یا سیاه گشت پس بحر سرخی و سبزی و سیاهی نپذیرد.

شعر حق اگرچه بالا [illegible] ﴿﴾ شدن ضائع شد [illegible] عالم مشهود
هر حالتے که بر جهاں می گذرد ﴿﴾ در ساحت پاک حضرتش باشد

سوال. هرگاه که بهمه صفات جمله جمیع موجودات پیداست و علت او همه از ذات مکاشفات ظاهر و هویدا پس این چیست که طالبان در طلب او کربت می کشند و این کیست که در جستن او جد و جهد می نمایند و نمی یابند.

جواب. اگرچه جمیع موجودات مظهر آں ذات اند اما به نسبت بحر ذات مطلق بمنزله قطرات اند پس یکے که طالب بود بدین قطرات تسلی کے شود

بینا مشغول بطلب باشد ﴿﴾ بستجی بچه آدم با شعر
بیک قطره کار [illegible] ﴿﴾ نهنگے که دریا تمام باشد

پس طالب را باید که [illegible] از ذات مکاشفات [illegible] حق [illegible] اما طالب [illegible]

ذات که باید بیند که [illegible] بهره شان و موصوف بصفات [illegible] کمال است زیرا که در شریعت منظر بنده را طلب ذات مطلق امر فرموده اند و از طلب و عبادت جمیع (ماسوای الله شد) که عبادت از موجودات و ممکنات است منع نموده اند تا هر که معبود و منظر دیگر است از زمره کفر و ضلال است اگرچه بدیدن قطره تسلی طالب بحر نمیشود اما حق تعالی قادر است که چنین نماید که بر طالب تجلی گردد و بدون نظر تقلیدی کمال صفات خود ظاهر کند جزئے از جمال ذات مطلق در آن مرآت [illegible] چنانکه چراغ و شیشه [illegible] شیشه برنگ چراغ نماید و یا در قطره عکس بحر افتد [illegible] قطره صورت بحر پدید آید همچنان ذات مطلق در آئینه طالب وصال را بجمال لایزال بدین صفت می نماید و تجلی [illegible] دلالت حدیث نبوی صلعم که روایت سر فی لیلة المعراج [illegible] بلفظ [illegible] پیداست و تجلی [illegible] اما ذات [illegible] ازاں صورت [illegible] مستغنی است ~

[illegible] ﴿﴾ [illegible]
[illegible] ﴿﴾ [illegible]
[illegible] ﴿﴾ [illegible]

[illegible] احادیث [illegible] صورت به نسبت [illegible] دلالت [illegible] وجود [illegible] خلق [illegible] اینجا [illegible] مخلوقات [illegible] تفاوت [illegible] اعتقاد [illegible]

Marfat.com

را در سلک اہل نجات درآرند و اظہار غیر تبہ مجازی اگرچہ مباح است یا آن از فنون غیر مباحست از موجبات فساد عجائب است و ازیں جاست کہ اظہار آں روا نیست اما اخفا بر دو نوع است یک نوع آن بود کہ از نظر ہمہ کس پنہاں اند چنانچہ ستارہا اگرچہ در روز نیز بر آسمان اند اما از نظر ہمہ کس پنہاں اند و نوع دوم آں بود کہ از نظر بعضے مخفی بود و در نظر بعضے در تجی چنانکہ ہلال کہ چوں در اول شب [illegible] می نماید ہر کہ باصرہ سلیمہ دارد در نظر در آید و ہر کہ در بینائیش قصور است از نظرش مستور است و اخفاء وحدت وجود کہ در شریعت است موافق قسم ثانی است زیرا کہ بعضے آیات و احادیث دال برین معنی است کہ درک آں موقوف بر خورده بینی و نکتہ دانی است و ایں اخفا من وجہ اظہار سری قواں گفت اما باید دانست کہ اخفاء این سر از عام است نہ از خواص۔

سوال۔ ہرگاہ کہ اعتبار وحدت وجود در شریعت پنہاں است پس تحقق ایں بکلام دلیل برہانیاں است۔

جواب۔ حقیقت نقل این بزرگ کہ خاصان درگاہ اند باجماع اولیاء کہ علماء باآں اند و ہر چہ کہ از ایشاں مسموع شود [illegible] آں تحقیق بود زیرا کہ ایشاں تقوی و صلاح ورزیدہ اند و امثال احکام شرع بدل و جان کشیدہ و در متابعت آں سرور صلعم بظاہر و باطن کوشیدہ و در طریق معرفت ایشاں فرمودہ انداز پیر خود شنودہ و پیر نیز از پیر خویش استماع نمودہ و علی ہذا القیاس ایں سلسلہ با صحاب رضی تا سرور عالم آنحضرت صلعم می پیوندد پس ما بیان این سخن ہمہ ثقات اند زیرا کہ ہر یکے سالک تقوی و مجتنب از کذب و افترا است مگر کسے کہ ایشاں را ثقات نہ پندارند بر کلام ایشاں اعتقاد نیابد ایں تحریر قلمے درست آید کہ از تسعیہ ارباب انشا کار نماید

کہ در جمیع سلسل تصوف ایں طائفہ معین است و اجماع اولیاء و عرفاء بریں دلیل بر کشتہ است بر عبادت و ریاضت می طلبت می نماید و توجہ بر و مدارست ذکر و فیض برویش می کشاید علم وحدت وجود وانستے و وجدان و صول او بطور می فرماید وجدان یکے از اسباب علم است چنانکہ در علم کلام مذکور است کہ اسباب العلم للخلق ثلثۃ الحواس السلیمۃ والخبر الصادق والعقل۔

وجدان را تحت عقل گفتہ اند چنانکہ وجدانات خود می یابم کہ ما را گرسنگی یا تشنگی یا راحت یا فرح یا لذت یا الم ایں ہمہ وجدان است پس ایں طائفہ را علم بر وحدت وجود بوجدان حاصل است یکے استماع [illegible] ازیں راہ کہ سلسلہ سالک ایشاں متعلق بجناب حضرت رسالت پناہ است صلعم و ایں خبر صادق است دوم وجدان کہ آں نیز بہ خبر صادق موافق است۔

سوال۔ ہرگاہ کہ ایں علم ثبت با حادیث نبوی است صلعم پس آں احادیث در کتب چرا نیستند

جواب۔ ہمیں احادیث کہ در کتب مشہور است متعلق ایں علم در مضامین آں متواتر است اما ذکر کردہ اند ایشاں از درک آں مہجور است و بر تقدیر تسلیم لازم نیست کہ ہر سخنے کہ آنحضرت صلعم فرمودہ باشد در کتب احادیث موجود باشد زیرا کہ بعضے احادیث ازاں قبیل اند کہ اہل استماع آں وار فلق اند و آں را آنحضرت صلعم بگوش فرمودہ و بتعلیم خاص و عام امر نمودہ از اصحاب میان خلق منتشر گشتہ تا مجتہدان آں را جمع نمودہ در کتب نوشتہ اند۔

بعضے احادیث ازاں قسم اند کہ اہل استماع آں بعض اند نہ کل و آں را آنحضرت سرور صلعم بر اصحاب بظہور کردہ و اظہار آں خبر بر اہل آں حکم نکردہ بقول لکلام [illegible]

علی قدر عقولہم و قولہ من منع الحکمۃ الی غیر اہلہا فقد ظلم و اصحاب موافق فرمودہ آں سرور صلعم ہر کرا قابل آں دیدہ اسرار حقیقت اطلاع بخشیدہ و بر غیر اہل یا خفا کوشیدہ چنانکہ روایت است۔

از ابو ہریرہ رضی کہ فرمودہ یاد گرفتم من از رسول خدا صلعم دو علم کہ چوں دو ظرف مر پوشیدہ بودند پس یکے را منتشر ساختم یکے را ہمچناں در میان شما اما دیگر را اگر پراگندہ کنم بریدہ شود ایں گلوے من۔

و ہر کہ آں علم را از اصحاب شنیدہ و نیز متابعت ایشاں لازم دیدہ اظہار آں باہل آں گزیدہ و علی ہذا القیاس ایں علم الی زماننا ہذا بسالکان ایں راہ رسیدہ اگرچہ مجتہدان کتابہ از دیگراں براں مطلع گردیدہ اما چوں مصلحت مالہا آں ندیدہ بنابراں در سلک تحریر نکشیدہ مگر بعضے از سالکان کہ صفات سکر بسبب تنگی حوصلہ از شریعت تجاوز نمودہ افشاء سخن کہ اظہار آں بر عوام در شریعت ممنوع است نیز رسیدہ و ہمیں سبب بعضے ازیں سخن ہا در عوام اشتہار یافتہ و ازیں سبب تنزلہ بر قتل آں کاملاں بسبب ہمیں اظہار کہ یافتہ دادہ اند۔

غیرت گذارد کہ ہمہ قاصداں می بر ند ۞ کہ کجا سر خوش صفحہ دام افتد

اما ہر چند کہ ایں اسرار در عوام شہرت یافتہ مگر ایں اسرار از ظاہر تبر و ایشاں مستور ماند زیرا کہ بریں معنی ظاہری آیات و احادیث حمل نماید معنی باطن برو منکشف شدہ

سر لا دل بقال نتواں دانست ۞ بے لشئہ وجد و حال نتواں دانست

تا آب کسے کہ نکند ایں معنی ۞ از لفتہ ہے مسائل نتواں دانست

اما یقین باید دانست کہ ہیچ حکمی نیست کہ ہیچ سرے از اسرار مخالف ظاہر آیات و احادیث بودہ قال بر زات صحابہ کذب لازم شود نعوذ باللہ من ضلالۃ ہذا الاعتقاد و ما اگر معنی سخن

مخالف شرع بطور رسد و از جملہ آں اسرار شرع بر ہیچ قبول نباید فرمود بے شک و شبہ مرد باید شمرد کہ آں در شریعت نہ اسرار کہ در رد خبر لیست از اخبار سید الابرار کہ ہر کتب افترا است کہ بسبے منزلت بر خاست و منطقی آں شیطان و منشا آں خبث نفس مرد است بلکہ کلام باطن مخالف الظاہر فہو باطل تا آن نکتہ ہاکہ خاصان با خاصان رازہا در میاں ساختہ اند مذکور شدہ۔

بعضے ازاں اسرار عشق و محبت اند کہ اظہار آں بر عوام از طریق ادب دور است و بعضے انوار تجلی و روحانیت اند کہ افشائے آں بر جہاں موجب قطع نظر ایشاں از حفظ حرمت و ادب شرع ایشاں در فتنہ و شرور است۔

و بعضے اخبار کم ہمت اند کہ بیان آں بر سفہا باعث تجرید بر ایشاں ثابت و اقامت موجب جسارت ایشاں بر فسق و فجور است بر ہر قریب و بعید کہ از علوم مستور است مرجع آں بہ ہمیں احوال است۔

و بعضے از اذکار و اشغال کہ مرشدان صاحب کمال مریداں طالب وصال را بجہت حصول علم وحدت و حرمت عشق و محبت تلقین میکنند و آں اذکار و اشغال را سند ظاہر نیست و سنت نماز نیز احتمال دارد کہ از ہمیں قبیل بود یا الہامات الٰہی بیان دلیل بود چنانکہ بعضے تنقیہا و حیہ کہ او لیاء اللہ فرمودہ اند فائدہ آں بیان نمودہ موجب آں علم بایشاں الہام ربانی بودہ و نیز اگر بدعت ثابت شود بدعت حسنہ خواہند بود چنیں اگر بطلے کرد و دیں آیین ہلاکت نفس و ہوا بود در شریعت پسندیدہ و اعلیٰ بود زیرا کہ عمل بر حکم شریعت خواہ بجا آوردن آں بے شائبہ عجب و ریا موقوف است بر ہلاکت نفس و مخالفت جانب ہر طلبے کہ منتفی بسوئے ایں معنی است در شریعت مستحسن و زیبا است لکونہ لحصول احکامہا۔

Marfat.com

معتقدات ۵۰

مگر حظ که نا مشروع است از کتاب این اگرچه نیت نیک بود نیز ممنوع است زیرا که قاعده کلیه از تکلف شرع چنان است خام و مرتکب آن باطل است تا که تمام و گناه هر چند به نیت نیک بود عبادت نشود.

سوال. بعضے کاملان این راه که بعضے طالبان را عملے خلاف شرع فرموده اند و او را به سبب آن عمل عقده باطن کشوده سبب است. جواب فتح باب ایشان به سبب گناه نشده بلکه آن قوه احوال نیک است که در گناه بظهور آمده زیرا که اگر سبب گناه کاه بودی کسانیکه پیوسته بجان گناه و مبتلا شده اند در باب ایشان می کشود.

چنانکه نقل است که شاه شجاع کرمانی رحمة الله علیه در طلب حق با چهل شب بیدار بود در دریافت ملکوت هرگز چشمش نغنود بعد از چهل سنه خواب بر وے غلبه نموده لاجرم بر بستر خواب با سود ناگاه جمال بے مثال که همیشه در طلبش بود در خواب معاینه شد دیدیه حالت زبان سوال می کشود که خداوندا بیداری طلب تو بودم (…) ندا آمد عجب است که این مطلب در خواب یافتی جواب آمد که اے نادان یافتی (مطلب) که تو در خواب رسیدی دماغ شد بسبب آن بیداری ها است که در طلب کشیده تا اگر مدام در خواب راحت می آرمیدے هرگز این دولت در خواب نمی دیدے.

پس بعد از که بعضے پیران که بعضے مریدان را در بعض اوقات عملے مخالف شرع می فرمایند از آنست که چون بعض گناه واقع آید در بعضے چیز ها که در این راه مانع اند مثلاً ضائع کنند شرب خمر دادند ( ) عجب و ریا را دفع میکردند بگمانے خودی و دماغ کبر را فرو شکنند بنا بر آن مرشدان مقبول که طینت و ابلسے معلوم اند چون طالبے را می بیند که مانعے از موانع این راه در ملالت او مستقر است و حب و نفس در آن متمکن و مستتر لاجرم بجهت دفع آن او را کسب گناهی می کنند اما پیوسته دوران نمی دارند بلکه بعد

معتقدات ۵۱

از حصول علاج شده وی راه از آن بیرون آرند.

مثلاً جامه چرکین می شود و شستن آن به آب تنها ست ممکن نمی رود صابون به او می زنند چون صابون ازالت کثافت کند چنانکه صابون را با سانی از وے جدا می کنند اما این علاج وقتے مفید باشد که از علاج ها دیگر عاجز می آیند

بے سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بے خبر نبود ز راه و رسم منزل ها

جمیع عقاید که علماء ظاهر بدان معتقد اند علماء باطن نیز بوجه اعتقاد ایشان معتقد اند یعنی هرچه عقاید علماء است همان عقائد عرفاء است هر که دلش بنور عقل بینا است نزد او این حقیقت ظاهر و پیدا است زیرا که اعتقاد علماء آن است که حق تعالی یکیست و او را شریک نیست اعتقاد عرفا نیز همان است که خداوند تعالی و تقدس یگانه و یکتا و منزه از شریک و یکتا بلکه از شرکاء وجود نیز مقدس و معرا ست زیرا که وحده لا شریک له نفی مطلق شرکا ست و حکم این طائفه ماسوے اشتراک بیا جا ست و فرقے که میان حق و خلق نزد علماء مقرر است نزد عرفا نیز همان فرق معتبر است.

هم چنان فرقے که میان قطره و دریا ست همان فرق باعتبار اطلاق و تقیید میان حق و خلق پیدا است و آنچه که علماء باں معترف اند که ذات او چنانچه در ازل منزه و مقدس بود لا یزال نیز بلا تغیر همچنان است عرفا نیز قایل اند که ذات باعتبار اطلاق الآن کما کان است و آنچه که علماء خلق را غیر حق می شمارند عرفا نیز بآن انکار ندارند بلکه ایشان نیز غیریت مجازی ثابت نموده اند و مراکام این غیریت موافق اعتقاد علماء بوده و آنچه که علماء معترف بوده اند وجود خلق از تاثیر خلقت و قدرت او است عرفاء نیز بدان معتقد بوده اند که تعینات خزینه همه از قسمت و صنعت او ست که اگر

معتقدات ۵۲

ذات بصانع نبود چگونه به تعینات گوناگون ظهور فرمودے.

سوال. چون وجود همه اشیاء مظهر ذات او ست و صفات جمیع عالم ظهور صفات او و ذات و صفات او از ازل تا ابد بیک حال و منزه از تغیر و زوال است پس که کون عالم متغیر و متبدل میشود آن کیست و چیزے که از عدم بوجود می آید و از وجود بعدم میرود آن چیست.

جواب. آن همه تعینات و تلبسات او ست که از عدم بوجود آیند و از وجود بعدم میروند باختلاف تعلقات اراده ذات مطلق متغیر و متبدل میشوند و آن همه امور اعتباریه اند نه حقیقیه و عالم عبارت است از موجودات اعتباریه که آن همه عرض اند و جواهر اما باعتبار حقیقت در حسب ظاهر و فهم این نکته بعید است از طبع حاضر پس خالق و صانع است ذات او و مخلوق و مصنوع است تعینات و تلبسات او و ذات او چنانکه در ازل بود همچنین موصوف است بکمال صفات و تغیر و تبدل بر تلبسات است و تعینات.

گر بگردانی بیکدم صد لباس ÷ نیست تبدیلی بذات در قیاس

ذات حق سبحانه بوجود تعینات کم افزاید و نه بعدم آنها صفات او نقصانے پیدا آید مثلاً اگر صد آئینه مقابل یک شخص بوده صد آئینه عکس او ظاهر شود بے آنکه آن شخص از جائے خود انتقال کند و در آئینه جا گیرد یا اندر صد برآید و بکثرت اتصاف پذیرد چون آئینه ها را از مقابل بر دارند عکس ها بعدم می انجامد بے آنکه ذات آن شخص معدوم شود یا نقصانے در کمال او معلوم گردد در بعضے آئینه که ناهموار و معیوب اند عکس مطابق اصل نمی آید بلکه صورت زشت و کج … پدید می آید پس متصف بآن کجی و زشتی همان عکس است نه اصل زیرا که اصل بحال خویش

معتقدات ۵۳

است بلا فصل اما از این تمثیل گمان نبرد که تعینات و تلبسات عکس ذات قادر قیوم است زیرا که عکس غیر اصل است و غیر حق معدوم است بلکه مراد از این تمثیل آن است که چنانکه بوجود و عدم عکسها تغیر حال و تبدل و انتقال بر شخص واقع نمی شود همچنان ذات حق در ظهور بکثرت تعینات متغیر و متاثر نمی گردد.

روضه. ذات حق در هر مظهرے که ظهور فرموده در آن مظهر عین آن مظهر بوده و بصورت مظهر حق خویش را نموده با صفت مظهر هرگز متصف نگشته و نه از صفات صفت و مکان گردیده گشته مثلاً یک نور چون در شیشه هاے رنگارنگ بتابد ظاهر همان رنگها اند اما متصف با صفات آن صورت ها نشوند و از صفت اصلا هرگز متاثر نشود و هم چنان ذات حق که منزه از جمیع اشیاء است نور او بصورت جمیع اشیاء ظاهر و پیدا است لیکن وجود او از جمیع اشیاء منزه و مجرد است اما این مثال نه چندان است که … ذات از … موجود است که حق بصورت آنها … رنگ شیشه هاے گونا گون … بهمه رنگ آنها پدید می آید زیرا که این همه صور و اشکال که نمودار اند همه نمود آن ذات اند و الا فی الحقیقت وجود ندارند و همه معدوم اند وجود ایشان اعتباری است که محض نمود است در حقیقت که آن عبارت از تحقق وجود است.

سوال. چیست که وجود نمود هر یک چگونه شود.

جواب. نمود لازم وجود نیست زیرا که عکس که در آئینه می نماید موجود نیست اما چون وجود … ذات حق است بنا بر آن … اطلاق وجود بر ایشان می توان نمود اما چون بر ایشان … نمود … موجود … حق است و حق وجود دارد.

و نیز از تمثیل … بخیال … ظهور حق در صور و اشکال

Marfat.com

منزہ اصلی تغیر پذیرفت چنان کہ قدو بسبب تناقض اد مہ شیشہ ہا منزہ اصلی او متغیر شد برنگ شیشہا متنوع گرفت زیرا کہ نزد من حق چنانکہ در ازل بود ہم چنان است وضع فلک گیج صور و اشکال نیز منزہ او عیان است تا ہرکہ او را در صور و اشکال نازک تشکل و تحلل بیند و اگر در ہستی مطلق نظر کند مقدس و منزہ یابد و این ہمہ صفات ناقصہ از تغیر و تبدل و تلبس و تشکل و تمکن در مکان و جریان زمان و حدوث و امکان و غیرہ آن ہمہ بر منزہ است و صفات کاملہ از وجوب و قدم و وحدانیت و فردانیت و تنزہ و تقدس و غیر آن ہمہ لازمہ وجود است. رباعی

بد ہستی حق دو اعتبار است عیان ؛ بر ذات یکے دوم منزہ شد عیان
اوصاف کتشبیہ است گول بین ؛ اوصاف منزہ است محمول بدان

مراد ازین تمثیل کہ مذکور شدہ آن است کہ سالک را باید کہ اعتقاد خود راسخ بر آن دارد کہ ذات حق موصوف است بصفات کمال و معروف است بہ منزہ از مانند و اشکال منزہ است از تغیر و زوال مبرا است از صور و اشکال مبرا است از ادراک و ہم و خیال نہ او را کمی (منزہ شیخ) بابر بدو خوبان زمان پاک است حضرت او از جمیع شوائب امکان و جمع زوال گیج صور و اشکال تعینات خود منزہ و مبرا فقد از ذات موجود است ظہور نفس موجود است سبب ہیا ظہور حقیقت ازلی او اصلا متغیر نگشتہ و شائبہ از تغیر و تبدل بر صفات شیون ازلی او نگذشتہ ذات و صفات او چنانکہ در ازل بود ہم چنان حال است و قیام حوادث بذات او محال است و صفت او فی الحقیقت نیست جز منزہ و منزہ او ہم بر منزہ است و ہم بر تشبیہ و اگر سبب تحقیق این ہر دو نمود کہ بہ تنزہ و تشبیہ است در یک ذات وسوسہ انما ستحالہ جمع ضدین بخاطر آید مرفع شک بدان نماید کہ حق تعالیٰ فی الحقیقت بر جمع ضدین قادر است اگرچہ این محال در ...

ظاہر است و عقل عبدہ می از درک آن قاصر است زیرا کہ صفت ضدیہ در میان دو شے محض بخلقت خدا است پس کسے کہ آن را ضد یک دگر از سبب اگر منافی کند نیز روا است کہ چند چیز کہ در عقل آن را ... محالات میشمارند در آئینہ آن اشکال را متحقق اندہ اول آنکہ نزد بے وجود محال است و در آئینہ منزہ شکل و متحقق و مثال است دیگر آنکہ محال است کہ اعراض بے اجسام وجود گیرند و محال آن کہ در آئینہ صورت و شکل و لون و حرکت و سکون بے جسم صورت می پذیرد دیگر آن کہ اشکال کبیرہ و صور عظیمہ در آئینہ پیدا است با آنکہ آئینہ خود سازنہا است دیگر آنکہ آنچہ از جنس اشکال در آئینہ می در تیرہ از نہا است چنانکہ آئینہ صدق آئینہ است و بلکہ ... بیرون و این ہمہ دلیل است بر امکان جمع ضدین از قدرت بیچون وھو علی کل شیء قدیر۔

روضہ۔ ہرچند کہ اعتبار وحدت وجود در شریعت پنہان است اما اشارت او در آیات و احادیث و اجماع روشن و عیان است اما الآیات بقولہ تعالیٰ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی و قولہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید و قولہ تعالیٰ ھو اللہ فی السمٰوٰت و فی الارض و قولہ تعالیٰ الا انہ بکل شیء محیط و قولہ تعالیٰ اینما تولوا فثم وجہ اللہ و قولہ تعالیٰ وھو علی کل شیء شہید و قولہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم و غیر ذلک

و اما الحدیث فقولہ صلعم من رآنی فقد رای الحق و قولہ صلعم لا تسبوا الدہر فان الدہر ہو اللہ و قولہ صلعم الاحسان ان تعبد ربک کانک تراہ۔

و اما الاجماع فلانہ قد اجتمع العلماء علی ان قول الخلق و فعلہ و حرکاتہ و سکناتہ ...

من اللہ بدلیل قولہ تعالیٰ کل من عند اللہ و ھذا اشارۃ الی وحدۃ الوجود و کون الخلق ظہورہ و ایضا قد اجمع العلماء علی ان وجود الخلق قائم باللہ و فی ہذا اشارۃ الی التوحید۔ و ایضا العلماء المحققون (قدہ) اجمع علی وحدۃ الوجود بالقلب وان لم یظہر بالسان منہ شیخ خوفا من وقوع و الفتنۃ فی الشریعۃ و الجہال لقولہ تعالیٰ و شدہ یوجب الفتان قولہ علیہ السلام منہ شیخ من رای الحکمۃ فی غیر اہلہ فقد ظلم

تحقیق بدانکہ قسم است یکی صاحب صحو است و یکے صاحب سکر و صاحب صحو آنست کہ نقش وجود غیر حقیقی از آئینہ دل زدودہ و مشاہدہ عینیت حقیقی حاصل نمودہ مع ذلک اعتبار غیریت مجازی بانیز رعایت کردہ پس در مشاہدہ ہر شے بہ نظر عینیت حقیقی بیاورد و ہم ہر شے بہ غیریت مجازی نگاہ دارد و فرق میان مقید و مطلق است و تفاوت کہ میان مقید است بہ نسبت یک دیگر نیز مرعی است منہ شیخ بمراتب اعتقاد (...) و ملاحظہ درجات و ادراک آن محافظۃ مراتب گویند مشغول است و امتثال شریعت غرا و اتقیاء بجا آرد یعنی ہمہ اشیاء را بحسب حقیقت عین حق می پندارد و بحسب مجاز غیر او حکم بر ہر دو اعتبار مرعی میدارد و این مقام انبیاء و رسل و اولیاء کمل است و صاحب این مقام از سائر اقسام افضل از متقیان ہم یکتایان منہ شیخ در جہان بیند و ایک فرق مراتب در آن میان بیند

بحسب مراتب کنند بر وے حکم
زنیکی و از بد بدی عیان بیند

اما صاحب سکر آنست کہ اعتقاد او مثل اعتقاد صاحب صحو است اما در مشاہدہ بہ وحدت عینیت حقیقی مجذوب است پس اعتقاد ہر دو یکسان است اما تفاوت در مشاہدہ ایشان است زیرا کہ صاحب سکر مشاہدہ مشتبہ است بوحدت عینیت حقیقی نظر دو دو دیدن قطرات نیا است بسوئے شغف زبان حالش بوحدت وجود قائل گشتہ کہ

اعتبارات غیریت مجازی از دلش زائل گشتہ زیرا کہ چون دائم بسوئے یک اعتبار متوجہ بود اعتبار ثانی از مشاہدہ اش زائل شد اما از اعتقاد او ہرگز بدر نرود مثلا زید عمرو را (منہ شیخ) بزند یا چیزے بدے عطا کند بحسب مشاہدہ ضرب و عطا از زید پیدا است و بحسب اعتقاد از تقدیر حق جل و علا است پس ہرکہ ضرب و عطا از زید مشاہدہ نماید انکار (منہ شیخ) تقدیر حق (جل و علا) صادق نیاید و صاحب سکر در بعضے اوقات۔

(منہ شیخ) از غلبہ سکر ... بغیریت مجازی کہ عبارت از حلال و حرام است نیز تقصان (منہ شیخ) و ... ہنگام سخن گو شعر از وحدت حقیقی بود از زبانش می براید

ہم تماشائے تو گشتم چنان ؛ کہ خود را غیر ندیدم نشان
ہر چہ بینم ہمہ ذات تو بود ؛ در ہمہ اشیا صفات تو بود
چو دیدم یکے بحر گشتہ دو ؛ چشم حق کشادہ ز بحر
جنبش بحر چنان شد دلم ؛ کہ تحیر فرق شدن قائم

(منہ شیخ) و ہمین است مقام ... و ہمین العقلات و غیر آن و ہرکہ در این مقام بہ نسبت تمام دل ناقص و خام است زیرا کہ صاحب سکر این مقام را حاصل نمودہ اعتبار غیریت مجازی را سا عایت نمودہ واجل درجات کاملوا۔

(منہ شیخ) و چون مراد حق سبحانہ از ایجاد عالم عبادت و معرفت خویش است لقولہ تعالیٰ و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون و بحکم کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق پس نسبت عشق و معرفت و عبادت کہ میان عاشق و معشوق و عابد و معبود است و عارف و معروف مطلق بغیریت مجازیست و لہذا حق سبحانہ از مرتبہ اطلاق کہ وحدت صرف است در مرتبہ تقید کہ عبارت از ذوق صوری و مجازی است ظہور فرمودہ را در مرتبہ اطلاق از عالم مستغنی بود پس این نسبت ما از دست

Marfat.com

صفات ۵۸

نباید داد۔ ودر متابعت آں سرور صلعم قدم باید نہاد کہ آنحضرت در مقام خاص وحدت
اعتبار غیریۃ مجازی را رعایت فرمودند و پیوستہ بقول اشہد ان محمدا عبدہ
و رسولہ معترف بودہ ۔

شاہ گر بر تخت خویشت داد جائے ؛ تو منہ بیرون ز حد خویش پائے
و شاہ گر بنشیندت بر سر یر ؛ شاد بنشیں لیک خود را بندہ گیر
بندہ باش ؛ رضد شب ؛ کایں بود خوشنودی درگاہ رب

(مصاحبت صورۃ) در اعتبار را رعایت میکند بنا بر آں حرفے کہ
مخبر بنصوصیت نقطۂ بود از ویے سر نمیزند ... بجفہ التفات جذبہ از جذبات
شوق بر گردن دلش حمائل نماید و ساقی ازل شراب عشق در کام جانش فرو ریزد و غلبہ مستی
گردد و از مستی ... حجاب دوئی و پردۂ منی و توئی از میان برخیزد و اگر وسعت
حوصلہ و بحر امنۂ ایں ... موافقت نماید حرفے نا پسندیدہ از لبانش بر نیاید اگر
ظرف و قابلیت و وسعت آں نمی شود او جوش لب زیر گشتہ از راہ دہان بظہور آید چنانکہ
منقول است ... از ... و شیخ بایزید رحمہما اللہ تعالیٰ و غیرہما اما ہر کہ صاحب صحوست
چوں از غلبۂ حال (بہوش آید) آنچہ در وقت مستی گفتہ باشد از آں اجتناب میکند و استغفار
می نماید چنانکہ (منقول) است ۔

از سلطان العارفین قدس سرہٗ کہ چوں در وقت تجلیات باقی مندمل صفات
بشریت تقاضائے کلمۂ سبحانی از وے سر زدہ بعد از انطفاء لمعات حال و غلبہ بر جمات آں
مقال استغفار کرد و مریداں را اجازت داد کہ (چوں) مثل ایں کلمہ ازمن استماع نمائید
حد انتقال شریعت علما رائج بودہ بقتل من مبلغ ... نمایند)
اما استغفار و از اظہار ایں کلام آں بود کہ آں در شریعت درست نیست و از

صفات ۵۹

سراین کلام کہ آں حقیقت و شریعت یکیست و نیز در آخر عمر گفت الٰہی تو ملت یوما سبحانی
کنت شرکا رقطع زناری و اقول اشہد ان محمد رسول اللہ و ایں محض بلہ ایں گفت
کہ ما جاہلاں ایں کلمہ را یکسنہ پنداریم و بہ تقلیدا ... کلمہ را بزبان بیاریم بلکہ از
کلمات کفر شماریم و الا از وے کفر صادر نشدہ بود زیرا کہ کفر آنست کہ کسے از ذات
حق منکر شود و خود را یا دیگرے را حق داند یا فرق کہ میان مطلق و مقید است آں را
تمیز نا نمودہ ہر قطرہ را عین بحر خواند (... او) از ایں اعتقادہائے فاسد بیزار بود بلکہ
در کمال ایمان و لجۂ عرفان مستغرق (باشد) و کلمہ کہ از و صادر شدہ ہمیں اظہار بود بلکہ
در اظہار سر بے اختیار بود (... شعر ہم از آتش تماد سوخت خود را گوید
برگشتم .... ہمیں لیک از زبان ...) و
معتبر در اظہار و اخفاء تفاوت حوصلہ ہا است موافق تفاوت غلبات حال و نیز معتبر
اختلاف احوال صاحب حال است بحسب تنوعات اوقات و حالات کہ (...) ...
جا لیست از سر و حدت ماسوا را اتصال

یکے از سرّ معشوقش مائل آید ؛ یکے ہم رنگ معشوقش فاضل آید
یکے از نیم جرعہ گشتہ صادق ؛ یکے از یک صراحی گشتہ عاشق
یکے دیگر فرو بردہ بیکبار ؛ مے و خم خانہ و ساقی و خمار
کشیدہ جملہ را در وں باز خو ؛ زہے صیاد دل آمدن اسرار فراخو

ما را سہ بعد قسم اند بعضے معتقد اند بآنکہ در مطلق و مقید فرق نیست بحسب
ذات نہ بحسب صفات و تعینات الٰہی از بند ... باعتبار ذات مستکر موجود
اعتقاد عقل صحاست نہ در شریعت و حقیقت (مردود) زیرا کہ اگر در ہر شئے بے
تفاوت ظہور ذات حق بود پس لازم آید کہ ہمی بصفات کاملہ متصف شود چرا کہ

صفات ۶۰

آں ذات صفات کمال ست و انفکاک ذات از صفاتے کہ واجب آید بآں ذات محال ست
و وقتیکہ ہمہ صفات کاملہ ہر فردے موجود باشد پس لازم آید کہ ہر انسانے بعلم غیب
دانا بودہ بر ہمہ چیز قادر مطلق آباشد۔ و ہمچنیں ہر کار و خستہ و تجرد و شجر یعنی ہر فردے از فرد
کائنات متصف گردد بصفات خالق کائنات و بطلان آں بمشاہدہ عیان است و نیز
شریعت مانع آں است پس چوں اتصاف بصفات کاملہ معدوم است تحقق تفاوت
(نیز پیدا) معلوم و نیز دلیل قاطع بر استناع آں دال است زیرا کہ قیام حوادث
(بر ذات) او محال ست ۔

قطرہ را بحر گفتن کے روا ست ؛ بحر را ہم قطرہ گفتن کے سزاست
..... میان یکے مالفرق ؛ تا کہ وصف و حکم شاں از ہم جدا ست

اما محققان (قائل) اند بآنکہ در مطلق و مقید فرق است ہم بحسب ذات
و ہم بحسب صفات چہ خلق نمود ذات اوست عین ذات صفات خلق صفات است نہ عین
صفات پس چنانکہ صفات خلق بالنسبت صفات حق قطرہ ایست بالنسبت دریا بے
آنکہ صفات حق تجزیے بعد صفات خلق اجزا ہم چناں ذات خلق بالنسبت ذات حق
(...) بالنسبت خورشید نہ بحسب کلیت و جزویت بلکہ بحسب تفاوت ظہور
حق در ذات (خلق) و ذات و صفات خلق بالنسبت عظمت ذات حق و کمال صفات
مطلق ۔

یکتا ... ؛ لیکن نہ طریق ہمہ کن ہر چیز
میخانہ بکام ... ؛ می خورد ... قائل مگریز

اما ملاحدہ گرا ... کوتاہ و نظر تے را بے تفاوت عین حق می پندارند۔
و سبب ہماں اعتقاد فاسد است کہ حلال و حرام را یکے (می دانند) ... خواندند

صفات ۶۱

... است کہ از عذاب آخرت منکر اند و اعتقاد دارند ... کہ ...
جنت عالم ... ست پس عذاب ... [illegible]
چنانکہ بعضے جاہلاں ... [illegible]
اوست پس چیزے کہ خود ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
ما را عشق ... حقیقت ... [illegible]
عقل ... [illegible]
... کہ خلق ... [illegible]

ما منشۂ مقام ... [illegible] ... اعتقاد محققاں است
... [illegible] ... ماندہ است و
... [illegible] ... وحدت وجود
است ... [illegible] ... مشاہدہ کرد است
لیکن ... [illegible] ... بزرگاں داخل
... [illegible]

... [illegible]
... [illegible]

Marfat.com

گرداند چنانچه فرعون و نمرود و مستغنیان و دجّال مردود و عبده اصنام خسارت انجام

روضه. معرفت حق درجه ها دارد و معرفت نفس که شرط معرفت حق تعالی

نیز مرتبه ها دارد پس در هر درجه که از معرفت نفس د) نماید اذعان درجه

از معرفت حق برسد که شاید مثلاً یکی که خود را بشناسد و یابد ( ) و مصور

و ملون ست بداند که این صفت با ما ترکیب داده و صورت کننده (ذات)

معین است و بدانسان این قدر معرفت نفس همین قدر معرفت حق متعین ست ( )

هر که بشناسد که نفس ما هم عین قالب ست و هم غیر قالب بدان معنی که هر فعلی که از

قالب بوقوع می آید از دیدن و شنیدن و رفتن و گفتن همه را نفس بحق نسبت می

کند و می گوید من رفتم و من گفتم و من دیدم و من شنیدم و نیز اگر بجهه یا ( ) دیگری بعضی

از اعضا واقع می شود متألم و متلذذ باین نفس می گردد پس باین معنی نفس عین

قالب است و غیر بدان وجه که هر جزوی از قالب ملک کل قالب را نحو اضافت

می کند مثلاً گوید سر من و دست من و پای من و جمیع بدن من و المضاف یغایر

المضاف الیه و امکان یجوز اضافة الجزو الی الکل لکن لا یجوز اضافة الکل الی الکل

( ) غیر قالب است پس ازین حیثیت که نفس عین قالب است عیان

است و ازین حیثیت که غیر وست نهان است و ازین معنی که قالب جسم و شکل است

( ) و مصور است و ازین وجه که غیر قالب ست این صفتها برو نا متصور است

پس هر که هر دو اعتبار نفس را نیست قالب عارف شود بشناسد که ظهور ذات حق نیز در

جمیع موجودات ازین قبیل بود یعنی ظهور حق هم در ممکنات عیان است و هم منزه است

ازان به اعتبار تقیید ظاهر است و باعتبار اطلاق نهان و هم عین اوست باعتبار تنزه

و هم غیر اوست باعتبار تنزه و جود هم مقید است و هم مطلق هم متعین به تعینات عالم

و هم موصوف بصفات حق هر که بشناسد که نفس از یک وجه عاست اما بعضی

از اعضا را صفتی دیگر موجود است مثلاً دست صفت گرفتن دارد و پای صفت

رفتن و چشم قابلیت دیدن و گوش استعداد شنیدن پس بشناسد که ظهور ذات

حق نیز صد ( ) متغایرست و ما را صفتی و منظری بالنسبت سایر تعینات

در مرتبهٔ کلی و دیگر است پس همه را یکسان نباید دانست و تفاوت حکم هر یک نسبت

یک دیگر نگاه داشته ( ) بشناسد که نفس ما از جملهٔ تعینات حق است

بشناسد که او تعیینِ حق است که باین صفت ظهور فرموده وان را که خود می پنداشت تعینی

از تعینات حق بوده لاجرم خود را فانی داند و حق را موجود داند چون این صفت از

معرفت نفس حاصل نماید ( ) معرفت سبلی ببلی کنایت از آنست

بستش آید چه لایق اند که نتیجه آنها شیاست و ثمره هر یکی از اینها به مرتبه

اثبات قرب آن جناب که باقرار عبادات نماید مناسب است که بعمل خود ون

صفت انبیای صفات بی مشقت بدست آید چنانکه اکثر بندگان که راه این صفات پیموده

اند ثمره آن را بتجربه یافته

یکی از آن تواضع است که بموجب حدیث من تواضع رفعه الله و من تکبر وضعه الله

سبب رفعت و علو رتبت است یعنی خود را از همه کمتر دانستن و همه را از خود بهتر

دانستن و خود را پیچ شمردن و خود را از دل بر داشتن و نظر بر فنای خود داشتن و ترک اختیار

گزیدن و طریقهٔ عجز و شکستگی ورزیدن و نهایت این صفت فنای وجود است که عبارت

از مردن پیش از مرگ موعود است

سعدی

ره این است سعدی که مردان راه	بعزت نکردند در خود نگاه
ازان بر ملائک شرف داشتند	که خود را به از سگ نپنداشتند

و ضد این صفت که عجب و تکبر ست زشت ترین رذیلتیست و بدترین ذنوب است

چنانکه ابلیس که مخصوص بمنزلت عظیم بود بیک نکته عجب و تکبر شیطان رجیم گشت قال انا

خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین و هم آداب ست که وظیفه اهل طلب است و سعادت دارین را

سبب یقین.

آنحضرت امر و نهی حق بجا آوردن و جمیع احکام شریعت را چنانکه ( ) نقص

و تفاوت مرعی داشتن و اعتقاد کردن که هیچ آداب از آنست که بجهت غیر آنجناب

خالی نباشد و حسن ادب نسبت آن سرور صلی الله علیه وسلم بجان و دل کوشیدن و ظاهر

و باطن محبت ایشان گردیدن و جمیع اقوال و افعال ایشان چنانکه نزد حق مقبول اند هم چنان

بدل و جان پسندیدن و حسن نسبت وسائط رضی الله عنهم بجا داشتن و نقش محبت ایشان

بر صفحهٔ دل نگاه داشتن و از زمرهٔ مواخذین که دشمنان ایشان اند فضل ( ) داشتن و

هر یک را از تعظیم یاد کردن و در شان هیچ یکی سخن نا ملائم که موجب تحقیر ایشان که حال و

است و سب دیگران نسبت بایشان است ( )

هر چند که مخالفت میان بعضی اصحاب بوقوع آمده و محاربه که میان ایشان گذشته

آن خطا اجتهادی بوده نه از عناد پس بر ( ) همه را بادب یاد کند

نا سزا گوید و بسبب نقصان عقل و اضلال شیطان ( ) در شان ایشان

و طعنه جوید لعنة الله علی الروافض و الخوارج ( )

ادب نسبت اولیاء و علما که سالکان راه شریعت و تقوی و مستوجب ادب اند ( )

رعایت فرموده و نسبت استاد و مرشد و جمیع بزرگان نیز همین طریق پیموده و از جهت

احترام ایشان ( ) و ظاهر و باطن و غیب و حضور با ایشان یکسان

بودن و کلام جامع درین باب آنست که ( ) بزرگی در شریعت میان است ادب آن

در دل و جان گزینند

و عکس ان ( ) که ترک ادب است طریقهٔ ابوجهل و ابولهب

است و خذلان دین و دنیا ( ) و تقلید هیچ نمودن است

در اعمال و در احوال ( ) بجهد و جهد در راه ایشان در آمدن و سلوک این

راه از خود دور ( ) در گرفتن خود را ازین سبیل موجب بود است

و تعطیل و حدیث من تشبه بقوم فهو منهم بجز از نتیجه این ست و حکمت

در بجا آوردن سنن نبوی همین است و نقیض این صفت که ( ) کفر

است و بدعت و عصیان است باعث منسلک شدن در سلک ایشان

است و بسیار علمای شریعت محض برای تشبه ( ) خبر فرموده اند

و اکثر خیر بجهت تشبه اهل سر نموده ذکر آن درین جا از طریقهٔ اختصار

دور است و ان مسائل در کتب فقه مسطور است.

بحمد الله علی نعمائه و احسانه و ( ) علی رسوله محمد و آله و اصحابه که نسخهٔ

روضات من تصانیف عارف کامل عالم اکمل شیخ عبدالحق محدث دهلوی

رحمة الله علیه بخط ناقص بنده عبدالحسین مودودی بروز پنجشنبه تاریخ

نوزدهم شهر ربیع الثانی ۱۰۵۶ هجری بخیر و خوبی اختتام رسید. نقل را کتابت

زبده صلحای ایام ( ) والاشان محمد وارث علی خان بهادر

اعلی الله

Marfat.com

فہرست آیات قرآنی

صفحہ کتاب	آیت	سورۃ	پارہ	آیت
۱	یحبھم ویحبونہ	سورہ المائدہ	۶	۵۴
۱	وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الخ	سورۃ القیمہ	۲۹	۲۲_۲۳
۱	فلھم اجر غیر ممنون	سورہ التین	۳۰	۶
۱	سبحان الذی اسریٰ	سورہ بنی اسرائیل	۱۵	۱
۱	لکن اللہ رمی	سورۃ الانفال	۹	۱۷
۱	ان ھوالاوحی یوحی	سورۃ النجم	۲۷	۴
۱	بالافق الاعلیٰ	=	=	۷
۱	اقاب قوسین اوادنیٰ فاوحی الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ	=	=	۹،۱۰
۳	من کان فی ھذہٖ اَعمیٰ الخ	سورۃ بنی اسرائیل	۱۵	۷۲
۷	ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی	سورۃ آل عمران	۳	۳۱
۹	فمن کان یرجو ا لقاء الخ	سورۃ الکہف	۱۶	۱۱۰
۱۰	واتبعوہُ لعلکم تھتدون	سورۃ الاعراف	۹	۱۵۸
۱۰	وذروا ظاھر الثم وباطنہٗ	سورۃ الانعام	۸	۱۲۰
۱۲	وتبتل الیہِ تبتیلاً	سورہ المزمل	۲۹	۸
۲۰	لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا	البقرہ	۳	۲۸۶
۲۲	لم تقولون مالاتفعلون	سورۃ الصف	۲۸	۲
۲۴	وان ھذا صراطی مستقیماً فاتبعوہ الخ	سورۃ الانعام	۸	۱۵۳

Marfat.com

۴۴	وھوعلیٰ کُلّ شيٍ قدیر	سورہ الحدید	۲۷	۲
=	مارمیت اذ ر میت ولکن اللہ رمیٰ	سورہ الانفال	۹	۱۷
۴۴	نحن اقرب الیہ من حبلِ الورید	سورہ ق	۲۶	۱۶
=	ھواللہ فی السمٰوٰتِ وفی الارض	سورہ الانعام	۷	۳
۴۵	الاانہ بکل شی محیط	سورہ حم السجدہ	۲۵	۵۴
=	وھوعلیٰ کل شئی شھید	سورہ سبا	۲۲	۴۷
=	ان الذین یبایعونک انمایبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم	سورۃ الفتح	۲۶	۱۰
۴۷	ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون	سورۃ الذاریات	۲۷	۵۶

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو (القرآن)

جن لوگوں پہ ہے انعام ترا، اُن لوگوں میں لکھ دے نام مرا
محشر میں مرا رہ جائے بھرم اللہ کرم اللہ کرم
(صبیح رحمانی)

نیک خواہشات کے ساتھ!

حسنا ٹریڈرس

مینار مارکہ سونف عمدہ کٹنگ 9592

قاضی محمد عثمان رحمٰن ٹاؤن پھلیلی پریٹ آباد حیدرآباد
فون رہائش: 0221-617296
موبائل : 0303-7212372

Marfat.com